٣٩٥٥
~~٥٢٣٦~~

شب معراج

تذکرہ میلادِ پیمبرِ مدنی

مع

شبِ معراج

رقم کردہ

مولانا سید محمد الیاس صاحب جارچوی

پبلشر

امیر بک ایجنسی، کوچہ روح اللہ خان دہلی

قیمت فی جلد عمر

مطبوعہ [illegible]

بسم الله الرحمن الرحیم

نسخه شریفه عطیه ... سید جلال الدین ...

وقف ... للدراری و ... نمود

در ... حضور انور ...

... الدراری ... محمد محسن ... زری

... و ...

... سنه ...

نذر

میں اس کتاب کو خلوص عقیدت وارادت کے ساتھ
مودبانہ باعثِ تخلیق زمین وزماں مالکِ کون ومکان۔
شفیع مذنبان سید المرسلین رحمتہ للعالمین محبوب خدا
رئیس یثرب و بطحے۔ شافع روزِ جزا۔ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اسم گرامی سے معنون
کرنے کی عزّت حاصل کرتا ہوں
گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

محمد الیاس جاچوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین رحمۃ اللعالمین اشرف الانبیاء محمدن المصطفٰے وآلہ الاتقیاء علیہ التحیۃ والثناء۔ اما بعد احقر الناس سید محمد الیاس ابنِ سید فیاض حسین رضوی متوطن قصبہ جارچہ ضلع بلند شہر۔ جملہ برادرانِ اسلامی کی خدمت میں گذارش گذار مدعا نگار ہے کہ احباب ذوالاکرام کے ارشاد سے مجبور ہو کر ذکرِ حبیبِ خدا۔ سید الوریٰ۔ مالکِ زمین و آسمان شفیع عاصیان۔ سردار کونین رسول الثقلین قلمبند کرنے پر آمادہ تو ضرور ہو گیا۔ مگر میری کم علمی اور عدیم الفرصتی مجھے روکتی ہے۔ اور ہے بھی یہی بات کہ جس کا مداح خود خالقِ ارض و سما ہو بندہ کی کیا مجال ہے کہ جراءت مدح کرے۔ اور قلم میں جو محض ایک چوبِ خشک ہے یہ قدرت کہاں ہے کہ ثنائے رسولؐ سے قرطاس کو مزین کر سکے۔ مگر محض اس خیال سے کہ محبوبِ خدا کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں ضرور خدا مدد کرے گا اس کتاب کی ابتداء کرتا ہوں۔ السعیٔ منی والاتمام من اللہ۔ اللّٰھم صلی علیٰ محمدؐ و آل محمد و بارک علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ

ہاں اے درود خوانِ پیغمبر پڑھو درود
مہکی ہے بوئے سیدِ اطہر پڑھو درود
اک بار پڑھ چکے تو مکرر پڑھو درود
باہم نبی و آلِ نبی پر پڑھو درود

ہوتا ہے ذکرِ خیر رسولِ انامؐ کا
نعرہ درود کا ہو تو غل ہو سلام کا

اے شمعِ بزمِ عنبرستاں جلا — اسپندِ خالِ چہرۂ حورِ جناں جلا
مشک و عبیر و عود معہ زعفراں جلا — جنّت کے لخلخوں کو منگا کر یہاں جلا

مہکی ہوئی یہ بزم بہشت آستاں ہے
خوشبو بسانِ گیسوئے حورِ جناں ہے

زنگِ گناہ آئینۂ دل سے چھوٹ جائے — طالع ہو آفتاب اندھیرے میں دھوپ آئے
خوشبوئے معرفت چمنِ خلد کو بسائے — تنویرِ طورِ نشۂ عرفاں مجھے دکھائے

جی لوٹتا ہے شرابِ وصالِ حبیب پر
موسیٰؑ کی طرح غش ہوں جمالِ حبیب پر

بیانِ حجابِ قدرت و نورِ رسالت

جنابِ رب العزت جلّ شانہٗ نے جس ذات کو کلمۂ لولاک لما خلقت الافلاک ارشاد فرما کر باعثِ تخلیقِ کون و مکان و زمین و آسمان قرار دیا اور لقب کنتم خیر امّۃ سے ملقب فرمایا۔ وہ نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا جس کے پیدا ہونے سے قبل نہ زمین تھی نہ آسمان تھا نہ عرش و کرسی کا نشان تھا۔ تمام عالم پردۂ ہستی میں نہاں تھا نہ ظرف تھا نہ زمان تھا نہ مکین تھا نہ مکان تھا۔

بس خواہشِ خالق ہوئی تخلیق کی جب ملتجی — نورِ خدائے پاک سے ذاتِ نبیؐ پیدا ہوئی
فرطِ محبت سے ندا یوں ہاتفِ غیبی نے دی — من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی

تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

ذکر حجاب ہائے نور

جب رب العزت کا دریائے رحمت موجزن ہوا اور خواہشِ تخلیق کو مالک ہر دوسرا نے جامۂ ہستی پہنانے کا قصد کیا تو نورِ محمدی کو تمام عالم سے چار لاکھ چوبیس ہزار سال پہلے خلق فرما کر سب سے افضل و اکمل قرار دیا۔ یہ نور ایک ہزار سال تک تسبیح اور تقدیس میں مصروف رہا۔ پھر اس سے بارہ حجاب خلق ہوئے۔ خدا جانے وہ کیسے تھے۔ مگر حسب الارشاد امیر المومنین یعسوب الدین علی ابن ابیطالب اُنکے نام یہ ہیں:

حجابِ قدرت، حجابِ عظمت، حجابِ رحمت، حجابِ عزت، حجابِ سعادت، حجابِ کرامت، حجابِ کبریا، حجابِ منزلت، حجابِ جبروت، حجابِ نبوت، حجابِ رفعت، حجابِ ہیبت اور حجابِ شفاعت۔

وہ پیدا شدہ نور بارہ ہزار سال تک حجابِ قدرت میں رہا اور سبحان ربی الاعلیٰ کہتا رہا۔ اسی طرح ہر حجاب میں اس نور کا مقام رہا اور ہر جگہ تسبیح و تقدیس کا شغل تا زمانۂ قیام رہا۔

طالع ہوا وہ نورِ معظم ہر اک جگہ — ایک ایک ہزار سال رہا بس ہر اک جگہ
درجے ہوئے بلند بڑی دھوم دھام سے — بڑھتا گیا تقربِ حق ہر مقام سے

عطائے کرامات

جب یہ نور تا زمانۂ موعود حجاب ہائے بالا میں رہ کر ذکر خداوند قدوس کر چکا اور عروج و منزلت کا انتہائی درجہ پا چکا تو مقام اسکا بلند ہوا۔ جو چار ہزار سال تک لوحِ اقدس پر چمکا۔ پھر عرشِ معظم پر ثبت ہوا اور سات ہزار سال تک

اسی مقام پر ضیا بار رہا۔ الغرض اسیطرح وہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہوتا رہا۔ یہانتک کہ پشت حضرت آدمؑ میں آیا۔ ہدایت مخلوق کا مشغلہ ساتھ لایا ہر مقام پر ذکرِ خدا بجالایا۔ خالق نے اسکو بلند پایہ بنایا اور پیشانی آدمؑ میں بٹھایا جہاں سے اصلاب طاہرہ میں بدلتا رہا۔ بالآخر صُلبِ جناب عبداللہ بن عبدالمطلب سے ظاہر ہوا اور چھ کرامتوں سے ممتاز ہوا:۔

نمبر۱ پیرہن خوشنودی کو زیب تن کیا۔ نمبر۲ ردائے ہیبت سے مشرف ہوا۔ نمبر۳ تاجِ ہدایت سے ممتاز ہوا۔ نمبر۴ جامۂ معرفت سے مزین ہوا۔ نمبر۵ محبت کا پٹکہ کمر میں بندھا۔ نمبر۶ خوف وبیم کی نعلین سے پابوسی کی۔

بحار الانوار میں غواصی

اور تخلیق انبیاء و عرش و کرسی و لوح و قلم

الغرض جب اس نور اطہر کی نوبت حجاب شفاعت کی آئی یعنی وہ آفتاب قدرت رحمت کے بارہویں برج میں داخل ہوا تو وہاں ایکہزار سال تک سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم کہتا رہا۔ اسوقت دریائے رحمت میں تموج پیدا ہوا اور اس نور سے بیس دریا نور کے جاری کئے۔ ہر دریا علوم کا بیش بہا خزانہ تھا۔ معرفت الٰہی کے سمندر اس میں پنہاں تھے۔ توحید کے اسرار اس میں مخفی تھے جن کے نام یہ تھے:۔

۱ دریائے عزت۔ ۲ دریائے صبر۔ ۳ دریائے خشوع۔ ۴ دریائے تواضع۔ ۵ دریائے رضا ۶ دریائے وفا۔ ۷ دریائے زہد۔ ۸ دریائے خشیت۔ ۹ دریائے انابت۔ ۱۰ دریائے عمل

دریائے صدق۔ دریائے امانت۔ دریائے جود۔ دریائے علم۔ دریائے مزید
دریائے[16] ہدایت۔ دریائے[17] صیانت۔ دریائے[18] حیا۔ دریائے[19] حلم۔ دریائے[20] شفاعت

اور حکم دیا کہ یہ نور تمام بحار کی غواصی کرے چنانچہ نورِ انور نے ہر دریا میں غوطہ لگایا حکمِ خالق بجالایا۔ جسوقت دریائے آخر سے باہر آیا حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محبوب اور اے بہترین پیغمبران و افتخار بندگان تو ہی شفیع روزِ جزا قرار پایا یہ مژدہ زبان خالق سے جسدم سُن پایا تو وہ شکر کا سجدہ بجالایا۔ جب سر کو سجدہ سے اٹھایا تو اُس نور سے قطرات عرق کا ترشح ہوا۔ چنانچہ ہر قطرہ سے خداوندِ عالم نے ایک نبی کو خلق فرمایا (جن کی مجموعی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار اور بروائتے ایک لاکھ اسّی ہزار ہے) وہ سب اُس نور کے گِرد پھِرتے تھے اور تسبیح الٰہی کرتے تھے۔ چنانچہ اسی مضمون کو ایک مدح خوان رسول نے نظم فرمایا ہے جو بغرض ملاحظہ پیش کش خدمتِ عالی تیار ہے:۔

جسوقت کہ یہ نورِ جہانتاب بنایا
اُس نور سے ایک گوہر نایاب بنایا
آدھے دُرِ نایاب سے سیلاب بنایا
سیلاب سے یہ عالمِ اسباب بنایا
اُس سے کفِ دریا جو اٹھا فرشِ زمیں تھا
آدھے کو جو پھر اوج دیا عرشِ بریں تھا
کرسی میں وہی نور شہِ عرش نشیں ہے
ہاں لوح و قلم میں بھی وہی نقش حسیں ہے
اُس بحرِ کرم کا کفِ دریا یہ زمیں ہے
خورشید حباب اور دھواں چرخِ بریں ہے
بے نور بنے رتبۂ داور ہی نہ کھُلتے
گوہر جو نہ بنتا تو یہ جوہر ہی نہ کھُلتے

الغرض خداوندِ قدوس نے تمام انوار سے خطاب فرمایا کہ میں کون ہوں بتاؤ؟ جو کچھ معلوم ہو معرض بیان میں لاؤ؟ سب سے پہلے نور محمد صلعم نے

جواب دیا اَنْتَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ رَبَّ الْاَرْبَابِ مَالِکَ الْمُلُوْکِ۔ تب خالقِ موجودات نے نورِ سرورِ کائنات ﷺ سے مخاطبہ فرمایا ؎

اللہ نے خطاب پھر اُس نور سے کیا — تو منتخب ہے دفترِ کُل کائنات کا
برتر ہے ساری خلق سے تیرا ہی مرتبہ — حق کا حبیب کوئی نہیں ہے ترے سوا

یہ کہہ کر دستِ قدرت نے نقش و نگار نورِ محمدی کی زینت شروع کی اور اُس سے ایک جوہر آشکار کیا اور جوہر کو دو حصوں پر منقسم کیا۔ ایک حصہ کی طرف نظرِ ہیبت سے دیکھا اور اس سے چشمۂ آبِ شیریں پیدا ہوا اور دوسرے حصہ کو خود اپنے لئے مختص کیا اور اُس سے نقشِ وجودِ عرشِ بریں کرسی نشین ہوا۔ پھر عرش کو پانی پر استوار کیا اور نورِ عرش سے کرسی کو اور نورِ کرسی سے لوح کو اور نورِ لوح سے قلم کو تیار کیا اور حکمِ تحریر نافذ فرمایا۔ حکمِ حاکمِ علام سنکر قلم بیہوش ہو گیا اور ہزار سال تک عالمِ بیہوشی و بیخودی میں رہا۔

قلمِ قدرت کا پہلا کام

جب کاتبِ قدرت نے ہر اک نقش سنوارا — تب سر کو قلم کر کے قلم کو یہ پکارا
لکھ نامِ محمدؐ کے قریں نام ہمارا — سننا تھا کہ سیماب ہوا قلب دوبارا

ہوش اُڑ گئے سب تاب و تواں کھو گئی گویا
خامہ کی زباں صاف قلم ہو گئی گویا

جب قلم ہوش میں آیا تو درگاہِ رب العزت میں یہ الفاظ زبان پر لایا کہ اے خالق کیا لکھوں اور کیونکر تعمیل حکم کروں؛۔

ہوش آیا تو چلایا کہ یارا نہیں یا رب — لکھتا ہوں ترے حکم سے چارا نہیں یا رب

جب تجھ کو فراق اس کا گوارہ نہیں یارب　　　اس نام سے بڑھ کر کوئی پیارا نہیں یارب

آواز یہ آئی مرا محبوب یہی ہے

معشوق بہتیرے ہیں مگر خوب یہی ہے

قلم کو حکمِ خالقِ ذوالکرام ہوا کہ اے قلم! قلمرو عزّ و شرف کی تسخیر کر۔ فخر و مباہات کے نقارہ پر چوب لگا۔ میرے ساقِ عرش پر کلمات طیبہ کو تحریر کر اور لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کو لکھ۔ جب قلم نے نامِ نامی سردارِ دوجہاں کا سُنا تو سجدۂ خالق سے شرف اندوز ہوا اور کہنے لگا سُبحان اللہ الواحد القہّار سُبحان العظیم الاعظم۔ پھر دوبارہ سر اٹھایا اور جو کچھ حکم ہوا تھا بجالایا اور خواہشِ دلی کو زبان پر لایا اور خدمتِ خداوندِ عالم میں عرض کیا کہ یہ کون ہیں جن کو تو نے یہ شرف بخشا اور یہ مرتبہ عطا کیا کہ نام اُن کا اپنے اسمِ گرامی کے ساتھ رکھا ؎

آئی صدائے حق یہ بشیر و نذیر ہے

ہادی ہے رہنما ہے سراجِ منیر ہے

دنیا میں ہے جہاں کی ہدایت کیواسطے　　　عقبیٰ میں ہے شفاعتِ اُمت کیواسطے

مقصود وہی ہے خلق سے کُل کائنات کے

تو بھی بنا ذریعہ سے اُس پاک ذات کے

یہ سُنکر قلم ذکرِ رسولِ برحق میں محو مطلق ہو گیا یہانتک کہ تفریط حلاوت سے شق ہوا اور ہدیہ سلام پیش کیا السلام علیک یا رسول اللہ۔ خود جناب عزّ اسمہٗ نے اسکا جواب دیا اور زبانِ قدرت سے فرمایا کہ السّلامُ علیکَ منّی ورحمتہ اللہ و برکاتہٗ۔ اسی لئے سلام سنّتِ اسلام کہلایا۔

خالق کی دوسری نظرِ لطف

اور تخلیق ارض و سماء

اور سلام کا جواب چونکہ منجانب رب الارباب تھا اس لئے درجۂ وجوب میں آیا۔ جب خداوند عالم نام حبیب سے عرش کو زینت دے چکا تو پھر جانب نور محمدی متوجہ ہوا اور اس نور سے بہشتِ بریں و زمین و آسمان ملائکہ مقربین آفتاب و ماہتاب ضیاء و ظلمت لیل و نہار کو خلق فرمایا۔

پھر نور محمدؐ سے حجاب اُسنے بنائے ۔۔۔ پردوں میں چھپایا کہ کوئی دیکھ نہ پائے
پردوں ہی سے اُس نور کے یوں راز دکھائے ۔۔۔ جسطرح حجابوں میں نظر کو نظر آئے

ظاہر کے وہ پردے تھے چھپا آپ کیا تھا
چھپکر بھی یہ ظاہر تھے وہ ظاہر میں چھپا تھا

پھر نور کے دریا تنِ اطہر سے بہائے ۔۔۔ محبوب خدا نور کے پانی سے نہائے
دریا ہی میں اُس نور کے جوہر نظر آئے ۔۔۔ تسبیح بھی جاری رہی غوطے بھی لگائے

مچھلی کی طرح خیر بشر تیر رہے تھے
دل چاہ میں ڈوبا تھا مگر تیر رہے تھے

نہروں سے نکلتے ہی عجب جوش میں آیا ۔۔۔ اُس نور نے سر شکر کے سجدے میں جھکایا
قطرے جو گرے اُنکا یہ اعزاز بڑھایا ۔۔۔ اللہ نے اُن سب کے رسولوں کو بنایا

حضرت کو خبر کب تھی کہ سجدے میں پڑے تھے
سجدے سے جو اٹھے تو جماعت میں کھڑے تھے

وہ نور کے کلمے تو کلام اپنے نبیؑ تھے ۔۔۔ وہ خیر طلب خیر انام اپنے نبی سے تھے

خالق کی ثنا سے اُنہیں تفریح میں رکھا
دانا ہوئے وہ بھی جنہیں تسبیح میں رکھا

ذکرِ منازلِ نورِ محمدی

القصہ اُس نورِ پُرضیا نے ظلِّ ظلیلِ عرشِ جلیل میں تہتر ہزار سال قیام فرمایا اور بعد اس کے ستر ہزار برس دار القرار میں قیام کیا پھر اسیقدر سدرۃ المنتہیٰ میں ٹھہر کر اسکو انتہا تک پہنچایا اور وہاں سے ہر آسمان کو یکے بادیگرے منور کرتا ہوا آسمان اوّل پر جلوہ فرما ہوا اور وہیں رہا یہانتک کہ خداوند عالم نے وجودِ ذیجودِ آدمؑ و حوّاؑ کو خلق کیا اور نورِ ضیا بار کو پشتِ ابوالبشر میں ساکن کیا:-

یہ عرش کا تارا کبھی کرسی کا مکیں تھا
گہ آیۂ کرسی کی طرح عرش نشیں تھا

یہ پھول کبھی زینتِ فردوس بریں تھا
جس چرخ پہ یہ چاند تھا خالق بھی وہیں تھا

محبوب کی جا عرش تھا یا خلدِ بریں تھا
ہر حال میں عاشق رگِ گردن سے قریں تھا

پہلے تو صفی کے لئے کچھ خاک منگائی
پھر خاکِ ضریحِ شہِ لولاک منگائی

جب عرش پہ خاکِ لحدِ پاک منگائی
اک شور ہوا عزتِ افلاک منگائی

کوثر میں وہ دُھل کر دُرِ یکتا ہوئی گویا
ہستی نہ رہی نور کا پُتلا ہوئی گویا

آدم بھی صفی ہو گئے یہ گل کی صفا تھی
خورشید کی ضَو گرد تھی وہ حد کی ضیا تھی

کسطرح اُسے خاک کہیں نورِ خدا تھی
اللہ کو یہ اپنے پیمبر کی ولا تھی۔

جب نور کو صُلبِ صفی اللہ میں رکھا
اپنا ہی گھر اُن کے دلِ آگاہ میں رکھا

اس مہر نے اس ماہ کا یہ اوج بڑھایا
فی الارض خلیفہ کا خطاب آپ کو آیا
آدم کو فرشتوں نے امام اپنا بنایا
ہر وقت ملایک کو پسِ پشت جو پایا

پھر پھر کے نظر کرتے تھے ہر دم کہ یہ کیا ہے
ہاتفِ نے کہا پُشت پہ محبوبِ خدا ہے

تفویض نور بہ حضرت آدمؑ

اسی نور کی وجہ سے ملائکہ نے سجدۂ تعظیم آدمؑ کو کیا اور حکم جناب باری ہوا کہ اے آدمؑ میرے عہد کو لے اور عہد میرا یہ ہے کہ اس نور مطہر کو زنانِ عفیفہ کے رحم ہائے پاکیزہ اور شکمہائے طیبہ اور مردانِ پاک کی پُشت میں رکھ۔ حضرت آدمؑ نے شکر کا سجدہ کیا اور عرض کی کہ اے مالک وخالق تو اپنی مصلحتوں سے خوب آگاہ اور واقف ہے جو نور تو نے میری پشت میں قائم کیا ہے میں بوجہ پسِ پشت ہونیکے اس کی زیارت سے محروم ہوں۔ تجھے انہیں کلمات طیبہ کا واسطہ جو ساق عرش پر لکھے ہیں جن کے سبب سے تو نے مجھے مسجودِ ملائک قرار دیا اس نور کو ایسی جگہ منتقل کردے جہاں میں بھی اسکی زیارت سے مشرف ہوسکوں:۔

کی عرض کہ شکوہ کی مجھے تاب کہاں ہے
صد حیف کہ نورِ نظر آنکھوں سے نہاں ہے
وہ دل سے جدا ہے جو مِرا راحتِ جاں ہے
حق نے کہا تجھ پر کرمِ ربِّ جہاں ہے

تو خالقِ اکبر کی عبادت میں رہے گا
شاہد تری انگشت شہادت میں رہیگا

[illegible]

پیش آیا تو کلمہ ہی کی انگشت میں آیا   اُس گل نے انہیں گلشنِ جنّت میں بسایا

اِک شجرۂ گندم جو نہ آدمؑ کو ملا تھا
اللہ سے وہ بھی شہِ عالم کو ملا تھا

گر صُلب میں نورِ شہِ لولاک نہ ہوتا   پھر حضرتِ آدمؑ کا شرف خاک نہ ہوتا
گر باعثِ تعظیم شہِ پاک نہ ہوتا   تو خاک کو سجدۂ افلاک نہ ہوتا

گندم کا جو الزام اٹھایا تھا صفی نے
وہ داغ بھی سب دھو دیا جَو کھا کے نبیؐ نے

دعائے آدم علیہ السلام

الغرض خداوندِ علاّم نے التجائے آدم علیہ السّلام کو استجابت کا شرف بخشا اور نورِ محمدی کو پشتِ آدم صفی اللہ سے منتقل فرما کر انگشتِ شہادت میں قایم کیا۔ چنانچہ کتُب میں مذکور ہے کہ جب حضرت آدم علی نبینا علیہ السّلام حضرت حوّاؑ سے مقاربت کا قصد کرتے تو پہلے حضرت حوّاؑ کو وضو کرنے کا حکم فرماتے تھے چنانچہ وہ نور ہمیشہ آدم صفی اللہ کے ساتھ رہا یہانتک کہ شکمِ حضرتِ حوّا میں آیا اور پیشانی حوّا سے ساطع ہوا۔ ملائکہ حضرت حوّاؑ کے پاس آتے تھے اور تحفۂ مبارکباد پیش کرتے تھے۔ جب حضرت شیث عالمِ امکان میں تشریف لائے تو نورِ محمدی ان کی پیشانی میں جلوہ افروز ہوا یہانتک کہ وہ نور پشت در پشت منتقل ہوتا رہا اور آخر کو اُس کے حامل حضرت ہاشم رئیسِ مکّہ قرار پائے۔

اِس نور کو مانندِ قمر حق نے پھرایا   آدمؑ سے کرامت کیطرح نوحؑ میں آیا

پھر باغِ خلیل اُس گلِ رعنا نے کھلایا
آخر چمنِ عبدِ مناف اُس نے بسایا
ہاشم نے حشم پائے یہ افضالِ نبی تھا
بعد اس کے یہ مطلوبِ خدا مطلبی تھا

واقعۂ حضرت ہاشم

منقول ہے کہ ایک شب حضرت ہاشم خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور درگاہِ باری میں عرض کرتے جاتے تھے کہ بارِ الہا مجھکو ایسا فرزند عطا کر جس میں یہ نور منتقل ہو۔ جب مکان پر واپس آئے اور بستر استراحت پر آرام فرمایا تو نیند نے غلبہ کیا اور فوراً سو گئے۔ عالمِ رویا میں حکم ہوا کہ سلمیٰ دخترِ عمر کی درخواست کرو کہ وہ گناہوں سے پاک ہے اور عفیفہ ہے اُن کے شکم سے وہ فرزند ہوگا جس سے نورِ سردارِ انبیاء ظہور پذیر ہوگا۔ یہ خواب دیکھ کر جناب ہاشم کی نیند بیداری سے مبدّل ہوئی اور وہ حضرت خود پیام دینے کے لئے عمر پدر سلمیٰ کے پاس تشریف لے گئے۔ پدر سلمیٰ نے بخوشی منظور کیا اور اپنی دخترِ نیک اختر کا عقد حضرت ہاشم سے کر دیا۔ پہلی ہی شب کو درِ شہوار نطفۂ طیب حضرت عبد المطلب رحم حضرت سلمیٰ میں جاگزیں ہوا اور نورِ محمدی سلمیٰ کی پیشانی سے ساطع ہونے لگا۔ تمام اہلِ عرب نے تہنیت و مبارکباد کا تحفہ پیش کیا۔ حضرت ہاشم چند روز مدینہ میں رہے بعد اس کے قصد سفر کیا اور حضرت سلمیٰ سے بوقت روانگی فرمایا کہ اے سلمیٰ میں نے تمہارے سپرد وہ امانت کی ہے جو حق تعالیٰ نے آدمؑ کو اور آدم نے شیثؑ کو سپرد کی اور اس کے بعد وہ بزرگانِ باسلف ایک دوسرے کو سپرد کرتے آئے ہیں۔ آخر میں یہ نور میری سپردگی میں آیا اور میں نے بحکم خدا تمہاری سپرد کیا۔ میں تم سے عہد و پیمان

لیتا ہوں کہ اس کی نگہبانی کرنا۔ اگر میری عدم موجودگی میں اس فرزند کی تولید ہو تو تم اسکو اپنی آنکھوں کا تارا اور نجات وبخشش کا سہارا سمجھنا۔ اس کے بعد روانہ ہو گئے اور واپسی سے قبل رحلت فرما گئے۔ اب حضرت سلمیٰ کے وضع حمل کا وقت قریب آیا مگر کسی قسم کی سستی اور کسلمندی مثل عام عورات کے معلوم نہ ہوئی۔ ناگاہ ہاتفِ غیبی کی ندا آئی کہ اے فخرِ زنانِ بنی نجار واے جدہ حبیب پروردگار اپنے فرزند کو لوگوں سے چھپانا کہ تمام مردمانِ عالم اس سے مستفیض ہونگے۔

ولادت عبدالمطلبؑ

جب یہ آواز سُنی دروازے مکان کے بند کرا دئے اور پردے ڈالدئے اور کسی کو اپنے حال کی خبر نہ کی۔ اسوقت حضرت عبدالمطلب پیدا ہوئے۔ حضرت سلمیٰ نے اس فرزند کو ایک ماہ تک لوگوں سے پوشیدہ رکھا۔ بعد ایک ماہ جب عورات قبیلہ کو خبر ہو گئی تو تہنیت کو آئیں اور اُس مولود کے حالات عجائب سُن کر متعجب ہوئیں۔ جب حضرت عبدالمطلب سنِ بلوغ کو پہنچے۔ حضرت نے پانچ سنتیں مقرر کیں اور حق تعالیٰ نے انُ کو اسلام میں جاری کیا۔

تفصیل سُنن حضرت عبدالمطلب متولی کعبہ

اوّل۔ حضرت عبدالمطلب نے ان عورات کو جو رسم سابقہ کے مطابق انتقال پدر پرورشۂ خلفِ اکبر میں آکر فرزند کی ملکیت قرار دیجاتی تھیں۔ فرزندوں پر حرام قرار دیا اور بتلایا کہ جو عورتیں باپ کے تصرف میں آئیں وہ سب مائیں کہلاتی ہیں اور وہ

فرزندوں کے ... حرام ہیں۔ پس خداوند عالم نے قرآن میں اس حکم کو نافذ فرمایا
وَلَا تنکحوا ما نکح ابائکم۔ الخ

دویم۔ حضرت عبدالمطلب کو ایک خزانہ ملا تھا جس کا پانچواں حصہ راہِ خدا میں دے دیا۔ چنانچہ اسکا ذکر خداوند عالم نے کلامِ پاک میں اسطرح فرمایا واعلموا انما غنمتم من شئی فان للہ خمسہ۔

سویم۔ چاہِ زمزم کھود کر سقائیہ حاج مقرر کیا۔ خدا نے اسکا تذکرہ یوں فرمایا اجعلتم سقایت الحاج۔

چہارم۔ قتل انسان کا عوض سو اونٹ مقرر کئے۔ خدا نے بھی یہ حکم اسیطرح دیا۔

پنجم۔ طواف خانہ کعبہ کی کوئی تعداد مقرر نہ تھی۔ حضرت عبدالمطلب نے سات طواف مقرر کئے اور خداوند عالم بھی یہی حکم دیتا ہے۔

ذکر ولادت حضرت عبداللہ

حضرت عبدالمطلب چونکہ اہل وعیال نہ رکھتے تھے جسپر ایک روز عدی بن نوفل نے طعن وتشنیع کی جو حضرت عبدالمطلب کو ناگوار ہوئی اور عہد کر لیا کہ اگر خداوند عالم مجھکو دس یا دس سے زیادہ فرزند عطا کرے گا تو ایک فرزند کو راہِ خدا میں قربان کرونگا۔ چنانچہ حضرت نے چھ عورتوں سے شادی کی اور ان سے دس فرزند پیدا ہوئے۔ ایک روز عبدالمطلب تنہا شکار کو گئے۔ راستہ میں غلبہ عطش ہوا۔ تلاشِ آب میں چلے۔ ناگاہ ایک مقام پر آپ کو پانی نظر آیا جو مابین پتھروں کے جمع تھا پینے سے معلوم ہوا کہ برف سے زیادہ سرد اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ آپ سمجھ گئے کہ یہ اس نور کی برکت سے جو میری پیشانی میں امانت ہے اور یقیناً"

یہ اب بہشت ہے جو قدرت کا عطیہ ہے۔ شکرِ خدا بجا لائے اور مکان کو واپس آ

اسی روز جناب فاطمہ مخدومہ سے مقاربت کی جو ان کی تمام بیویوں میں زیادہ نجیب اور صالحہ تھیں اور اسی شب حضرت عبداللہ شکمِ مادر میں قدرتِ خدا سے متمکن ہوئے اور وہ نور جو پیشانیٔ عبدالمطلب میں تھا شکمِ فاطمہ میں منتقل ہو گیا بعد ختم مدتِ حمل حضرت عبداللہ پیدا ہوئے اور وہ نور ان کی جبین مبارک سے ضیا بار ہونے لگا۔ حضرت عبدالمطلب بیحد مسرور ہوئے اور دورِ حاضرہ کے جملہ کاہن و علمائے یہود بیتاب و مضطر نظر آنے لگے۔

چونکہ ہمیں واقعۂ شبِ معراج کا ذکر کرنا ہے اس لئے ہم حضرت عبدالمطلب کے اس قصہ نذر کو جو کہ انہوں نے خداوندِ عالم سے عہد کیا تھا نظر انداز کرتے ہیں۔

ذکر عقد حضرت عبداللہ

جب حضرت عبداللہ نذر عبدالمطلب سے بچکر جوان ہو گئے اور کاہنانِ دہر کی امیدیں خاک میں مل گئیں۔ کیونکہ حضرت عبداللہ کی پیشانی میں وہ نور تھا جو باعثِ خلق زمین و آسمان تھا اُن کو ضرر پہنچانا آسان نہ تھا۔ یہانتک کہ ہر خاص و عام اُن کو عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگا اور مختلف روساء قوم و بزرگان ملت سے پیامِ شادی شروع ہو گئے۔ مگر حضرت عبداللہ راضی نہ ہوتے تھے۔

ایک روز وہب نے اپنی زوجہ برہ سے کہا کہ تو خود جا کر حضرت عبداللہ کی نسبت حضرت عبدالمطلب سے درخواست کر شاید وہ ہماری دختر آمنہ سے عبداللہ کا عقد منظور فرمالیں جو ہمارے لئے باعثِ سرفرازی و افتخار قرار پائے۔

گئیں تو

ہم غرباء کی طرف کیا رغبت ہوگی یہ کوشش بے سود معلوم ہوتی ہے۔ وہب نے
کہا آج میں نے ایک حق عبدالمطلب پر ظاہر کیا ہے ممکن ہے کہ وہ راضی ہو جائیں
چنانچہ زوجہ وہب اسی دلی تمنا کو قلب مضطر میں لیے ہوئے خانہ عبدالمطلب
میں آئی۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا کہ اے برّہ تیرے شوہر کا آج حق ہم پر
ظاہر ہوا ہے اسلئے وہ جو حاجت طلب کریگا میں اسکو بر لاؤنگا۔ زوجہ وہب نے کہا
کہ میرے شوہر نے اپنی ایک حاجت میرے توسل سے آپ کی خدمت میں پیش
کی ہے وہ چاہتا ہے کہ عبداللہ کی پیشانی پر جو نور ساطع ہے وہ اس کی دختر آمنہ
پر منتقل ہو جائے اور ہم کو کوئی طمع نہیں ہے بلکہ آپ کے لئے یہ ایک ہدیہ ہے
حضرت عبدالمطلب نے جناب عبداللہ کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم نے بیشک
بادشاہوں کی لڑکیاں قبول نہیں کیں مگر یہ دختر ہمارے خاندان سے ہے
اور عقل و طہارت اور حسن و جمال میں اسکی نظیر اسوقت مکہ میں نہیں ہے۔ یہ سن کر حضرت
عبداللہ خاموش ہو گئے اور اظہار کراہت نہ کیا۔ چنانچہ حضرت عبدالمطلب نے اس کو
معیار رضامندی خیال کر کے زوجہ وہب سے اقرار کر لیا اور حضرت عبداللہ کا عقد
حضرت آمنہ سے کر دیا جس دھوم کی دعوت ولیمہ عقد حضرت عبداللہ کے موقع
پر ہوئی وہ بنی ہاشم کے لیے باعثِ افتخار ہے۔

ذکرِ ولادت باسعادت فخرِ موجودات سرورِ کائنات رسول اکرم صلعم

آخر یہ قمر منزلِ مقصود پر آیا
غل پڑ گیا تو نخلِ عمل میں ثمر آیا

[illegible]

عبداللہِ ذیجاہ کے اقبال کو دیکھو

اِس معدنِ ایماں کو اور اِس لعل کو دیکھو

منقول ہے کہ ماہ جمادی الآخر شبِ جمعہ کو یہ نورِ محمدی پیشانی حضرت عبداللہ سے رحمِ مطہر حضرت آمنہ میں منتقل ہوا۔ اور مخزنِ فضائل کی تکمیل ہوئی۔ حق تعالیٰ نے اُن کے حاملہ ہونے کے وقت ملائکہ کو موکل مقرر فرمایا اور سوائے حضرت آمنہ مادرِ رسولِ خدا صلعم اور حضرت مریم مادرِ عیسیٰ علیہ السلام کے کسی عورت نے ایسا شرف نہ پایا۔ سبحان اللہ کیسی وہ رات تھی جس کے سامنے شبِ قدر بے قدر تھی۔ جس شب میں گوہرِ شہوارِ نطفۂ سیدِ ابرار صدفِ رحمِ مادرِ نامدار میں قرار پایا۔ اُس رات ظہورِ عجائب گوناگوں و بوقلموں ہوا۔ منادی نے ساتوں آسمانوں میں یہ خبر روح پرور سنائی اور تمام بحر و بر کوہ و شجر تک یہ خوشخبری پہنچائی۔

پھر آمنۂ پاک نے یہ نور جو پایا ... تقدیر نے اعزاز دیا اوج بڑھایا

ہاتف کی ندا آئی کہ اللہ رے پایا ... لو شرع کی آغوش میں قرآن نظر آیا

لو مادرِ سلطانِ مدینہ ہوئیں اب تو

اے آمنۂ پاک امینہ ہوئیں اب تو

اے شاہِ دو عالم ترے اقبال کے صدقے ... اے نورِ جلالت ترے اجلال کے صدقے

اے رحمتِ باری ترے افضال کے صدقے ... اے مادرِ احمدؐ ترے اِس لعل کے صدقے

اللہ اسے صاحبِ اقبال کرے گا

یہ لعل فصیحوں کی زباں لال کرے گا

حضرت آمنۂ مادرِ سلطانِ مدینہ ارشاد فرماتی ہیں کہ جب میں حاملہ ہوئی تو میں نے کوئی علامت حاملہ ہونے کی اپنی ذات میں نہ پائی اور جو حالتیں کہ عورات کو

عارض ہوتی ہیں ان کا کسی طرح ظہور نہوا۔ صرف خواب میں ایک شخص آیا جس نے یہ مژدۂ جان بخش سنایا کہ تو مظہر رحمت کاملہ ہوئی اور حمل خیر البشر سے حاملہ ہوئی۔ الغرض جب زمانہ حمل کا ایک مہینہ منقضی ہوا تو درخت و حجر بحر و بر ارض و سما نے آپس میں ایک دوسرے کو مژدہ دیا۔ نخلِ کرامت لہلہانے لگا۔ اعجاز پر اعجاز ظاہر ہونے لگا۔ اور جب دو ماہ گذرے تو ملائکہ واسطے استغفار مامور ہو کر صاحب اعزاز و احتشام ہوئے جب تیسرے ماہ نے شرفِ انقضا پایا تو خالق الورا نے کل کائنات کو یہ حکم فرمایا کہ تعظیم رسولِ کریم کے لیے سر جھکائیں اور سجدہ تعظیمی بجا لائیں۔ جب چار ماہ گذرے تو حبیب زاہد جو اس زمانہ میں عابد یگانہ مشہور تھا اور طائف سے مکہ کو روانہ ہوا تھا اسطرح بیان کرتا ہے کہ ایک ہرن کو دیکھا کہ سر زمین پر جھکا رہا ہے اور سجدہ خالق کر رہا ہے۔ میری نظر جب اس پر پڑی تو ندائے ہاتف آئی کہ تمام خلائق اس سجدہ شکر سے شرف اندوز ہے کہ نبی عربی چار ماہ سے دنیا میں رونق افروز ہے۔ اور پانچویں ماہ وہی زاہد جب اپنے صومعہ میں واپس آیا تو اسکو مثل سیماب لرزاں پایا اور چھ ماہ گذرے تو وہ دن آیا کہ جس روز اہل مدینہ یوم عید مناتے تھے اور اپنی عید گاہ میں ایک درخت کی پرستش کیا کرتے تھے۔ حسب دستور آئے اور مصروفِ پرستش ہوئے تو درخت سے آواز آئی جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زھوقاً ٭ تمام لوگ اس آواز سے خوفزدہ ہو کر گھروں کو چلے گئے۔ ساتویں ماہ سوادین قارب حضرت عبدالمطلب کے پاس آیا اور کہنے لگا اور یہ مژدہ سنایا کہ آج شب کو میں نے بحالتِ خواب و بیداری آسمان کے دروازوں کو کھلا ہوا دیکھا اور فرشتوں نے زمین پر آکر کہا کہ زینتِ ارض مدینہ لازمی ہے کیونکہ ظہور بابرکت معمور سرد عالم کا زمانہ قریب آپہنچا۔ میں نے پوچھا کہ وہ باعثِ زینت کون ہے؟ ملائکہ نے جواب دیا کہ وہ فخر اسلاف محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہے۔

ہوئی اور ایک فرشتہ نے اس سے دریافت کیا تو کیوں آمادۂ تلاطم ہے۔ مچھلی نے کہا کہ مجھے خداوندِ عالم نے حکم دیا تھا کہ جب وقت نورِ محمدیؐ کا عالم میں ظہور ہو اور دنیا اس کے وجودِ باوجود سے پرنور ہو اس کی اُمت کے لیے دعا کرنا اور بہتری کی التجا کرنا۔ اب میں نے سنا ہے کہ وقتِ ظہور قریب ہے اسلئے میں نے حکم ذوالجلال کا امتثال کیا اور دعا کے لئے حرکت میں اشتعال کیا۔ فرشتہ نے کہا آرام کر اور اس نیک کام کو انجام کر۔ جب ماہ نہم قریب الختم پہنچا تو دس ہزار فرشتوں نے آسمان سے زمین پر نزول فرمایا ان سب کے ہاتھوں میں نور کی قندیلیں تھیں جن پر لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ لکھا تھا ان سب نے مکہ معظمہ کے گرد دائرہ قائم کیا اور یہ کہکر کہ یہ نور محمد صلعم کا فیض ظہور ہے اعلان کیا حضرت عبدالمطلب ان باتوں سے خبردار تھے مگر پوشیدہ رکھنے پر مجبور و لاچار تھے۔ غرضکہ طرح طرح کے عجائبات کا ظہور اور کرامتوں کا انکشاف متواتر ہوتا تھا۔

لو حمل میں اس لعل نے رنگ اپنا جمایا	اس پھول نے باتوں میں نیا باغ لگایا
اس ماہ نے اعجاز یہ انبار دکھایا	تسبیح پڑھی نعرۂ تکبیر سنایا

غُل تھا کہ دو عالم میں یگانہ ہے تو یہ ہے
تسبیح پیمبر کا یہی دانہ ہے تو یہ ہے

لو گلشنِ فردوس کی زینت کا دن آیا	لو کعبۂ ایمان کی حرمت کا دن آیا
موسیٰ کو بشارت ہو کہ رویت کا دن آیا	لو احمدِ مرسل کی ولادت کا دن آیا

میکائیل بھی اور جبریل بھی خوش ہے
منزل کا تو کیا ذکر ہے اللہ بھی خوش ہے

آفتابِ نبوت کا طلوع

الغرض زمانۂ حمل ختم ہوا اور وہ شبِ سعادت آئی جو مژدۂ ولادت شفیع امت ساتھ لائی۔ جو برکات سے مالامال اور کرامات سے لبالب تھی۔ قدر و منزلت میں تمام راتوں پر اسکو برتری حاصل تھی۔ اس شب میں حضرت آمنہ نامدار نے اپنی والدہ سے کہا کہ میں نہایت دل ملول ہوں۔ جی چاہتا ہے کہ کسی گوشہ میں بیٹھکر اپنے شوہر مرحوم کے لیئے گریہ وزاری کروں۔ غرضکہ ایک مکان میں مصروفِ گریہ و بکا ہوئیں ناگاہ وضع حمل کے آثار نمودار ہوئے۔ حضرت آمنہؓ نے گھبرا کر دروازۂ مکان کھولنے کا قصد کیا اور ہر چند کوشش کی مگر دروازہ نہ کھلا۔ خیالِ تنہائی سے زیادہ مضطر و پریشان ہوئیں۔ یکایک سقفِ خانہ کو شگاف ہوا اور چار حوران بہشت نمودار ہوئیں اور حضرت آمنہؓ سے عرض کرنے لگیں کہ اے مخدومہ نہ گھبراؤ اور تنہائی کا صدمہ نہ اٹھاؤ۔ ہم تمہاری خدمت کو تیار ہیں۔ یہ کہہ کر پہلوئے حضرت آمنہؓ میں بیٹھ گئیں جس سے قلبِ حضرت آمنہ میں اطمینان و سکون پیدا ہوا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد صبح کے آثار نمودار ہوئے۔ سبحان اللہ وہ صبح کا آغاز اور ستاروں کے رنگ کی پرواز۔ مرغِ سحر کی دلکش آواز اور نسیمِ سحر کا خرامِ ناز غرضکہ عجیب عجیب قدرتِ خالق کے جلوے آشکار تھے۔

ہاں صاحبو قریب ہے پیدائشِ جناب ۔ باہم پڑھو درود نکلتا ہے آفتاب
وہ پھول پھولتا ہے بہشتوں کا انتخاب ۔ جس کی مہک سے باغِ دوعالم ہے فیضیاب

آیا زمانہ دینِ رسالت پناہ کا
سکہ پڑے گا اشہد ان لاالہ کا

فرماتی ہیں یہ آمنہ پاک خوش سیر ۔ جس وقت تک رہا یہ حمل میں مرے پسر

[illegible] نگرانِ بحر و بر　　　کثرت کی یہ ترستوں کی [illegible]

منظور دل سے دید تھی شاہِ غیور کی
تکتے تھے روز راہ وہ روزِ ظہور کی

جب میرے حال پر ہوا اللہ کا کرم　　　تشریف لائے خلق میں شاہنشہِ امم
میری نظر جوان کی نظر سے ہوئی بہم　　　دیکھا کہ آپ سجدۂ معبود میں ہیں خم

ہر وقت ہے نظر کرمِ کارساز پر
رکھے ہوئے جبیں ہے زمینِ نیاز پر

پشتِ محبوب پر خلوص کی مُہر

ہاں اے محبانِ رسول وہ وداب وقتِ درود ہے۔ خاتم پیغمبران۔ افتخارِ انس وجان۔ پیشوائے اولین وآخرین۔ مقتدائے انبیاء مرسلین شمس الضحیٰ بدر الدجےٰ نے برجِ شرف سے ظہور کیا اور عرش سے فرش زمین پر نزولِ اجلال فرما کر سب سے پہلا جو کام کیا وہ سجدۂ خالق تھا۔ گویا وہ سجدہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ کی تفسیر تھا جس کو دیکھ کر مادرِ نامدارِ رسولِ مختار کو کمال حیرت ہوئی۔ وہ فرماتی ہیں کہ جب آسمانِ نبوت کا تارہ خدا کا پیارا سجدۂ خالق کر چکا تو بزبانِ فصیح ارشاد فرمایا۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔

یہ دیکھ کر میں تھی متحیر کہ ناگہاں　　　آیا مرے قریب کوئی خوبرو جواں
وہ حسن وہ شباب وہ صورت وہ شکل و شان　　　یکتائے عصر فردِ جہاں یوسفِ زماں

دل محوِ حسن ہو گیا تاثیرِ حسن سے
دیوار و در چمک گئے تنویرِ حسن سے

ان کی طرف ہوا متوجہ وہ خوشخصال | پروانہ وار گرد پھرا دیکھ کر جمال
لے لے کے بوسے ہاتھوں پہ اپنے لیا سنبھال | چومی جبین سونگھے کبھی مشکبو وہ بال

وہ یوں فریفتہ ہوا حسنِ قبول پر
بلبل صفت نثار ہوا میرے پھول پر

پھر اسکے بعد ایک انگوٹھی نکال کر | مابینِ کتفِ مہر کی پھر اس نے بے خطر
وہ تو جدھر سے آیا روانہ ہوا ادھر | کی میں نے نقشِ پشت پہ پھر دفعتہً نظر

دیکھا لکھا یہ اس میں بحسنِ قبول ہے
اللہ تو خدا ہے محمدؐ رسول ہے

حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں یہ دیکھ کر میں نے ان کو آنکھوں سے لگایا کلیجہ سے چمٹایا اور اپنے دل کو شاد کیا اور غسل کے لئے پانی منگوایا کہ یکایک میرے مکان میں ایک ہیبت سی پھیل گئی۔ اور ایک غیبی صدا میرے کان میں آنے لگی

اے آمنہ یہ کیا ہے نہ کر فکر زینہار | یہ سارے انبیائے سلف کا ہے افتخار
طاہر ہے پاک و صاف ہے یہ فخرِ روزگار | خود اسکے پاک ہونے پہ یہ شاہد ہے کردگار

تحفہ تجھے یہ خالقِ عالم نے بھیجا ہے
کوثر سے غسل دے کے اسے ہم نے بھیجا ہے (صلوٰ علی النبی)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ خاتون سے منقول ہے کہ جب حضرت کو غسل دینا چاہا تو ہاتفِ غیبی نے ندا دی کہ یہ بچہ حاجتِ غسل نہیں رکھتا اسکو ہم نے پاک و پاکیزہ پیدا کیا ہے اس کے بعد ایک ابر کا ٹکڑا نمودار ہوا اور حضرت کا احاطہ کر لیا اور ندائے ہاتف سنائی دی کہ:-

دکھلاؤ سیر خلقِ خدا بادشاہ کو | چاروں طرف پھراؤ رسالت پناہ کو
چرچا رہے ظہورِ رسولِ انام کا | سکہ پڑے جناب محمدؐ کے نام کا

جناب صفیہ خاتون ارشاد فرماتی ہیں کہ اس واقعہ سے مجھے علم ہوا کہ رسول آخر الزمن محبوب ذوالمنن سیّد المرسلین رحمتہ للعالمین احمد مجتبیٰ احمد محمد مصطفےٰ صلعم یہی ہیں۔ اب جو میں نے غور کیا تو چھ خصوصیتیں ذاتِ والا صفات میں پائیں۔

ذکر خصوصیات رسول اکرم

اوّل یہ کہ جب سردارِ دو جہاں مالکِ کون و مکاں خلق میں تشریف لائے تو فوراً سجدۂ خالق بجا لائے۔

دوئم یہ کہ بعد ادائے سجدہ کلمۂ توحید زبان پہ لائے اور ارشاد فرمایا کہ خدا وحدہٗ لاشریک ہے اور میں اسکا رسول ہوں۔

سوئم۔ یہ کہ پیشانیٔ اقدس سے ایک نور ساطع ہوا جس نے گھر کے تمام روشن چراغوں کو بے نور کر دیا۔

ہو سکتا ہے چراغ کبھی ایسی شان کا
وہ ایک گھر کا نور یہ سارے جہان کا

چہارم۔ یہ کہ اہتمامِ غسل پر ہاتفِ غیبی نے ندا دی کہ یہ بچہ پاک و پاکیزہ ہے اور اسکو غسل کی حاجت نہیں۔

پنجم یہ کہ حضرت مختون اور ناف بریدہ تولد ہوئے۔

ششم یہ کہ۔ ختمِ رُسل کو گود میں جب پیار سے لیا
دیکھا کہ نقش پشت پہ ہے ایک مہر کا
مخزن ہے خاص انکے لئے عز و جاہ کا
کندہ ہے نقش اشہد ان لا الہ کا (صلوا علی النبی)

نامہائے نامی و اسمہائے گرامی

نامِ پاک تو حضرت کا روزِ اوّل ہی سے خداوند عالم نے ساقِ عرش پر قلمِ قدرت سے لکھوا دیا تھا اور جب ہاتفِ غیبی نے ندا دی تو بتا دیا کہ یہ وہی ذاتِ پاک ہے جس کی شان میں لولاک لما خلقت الافلاک ہے اور اس سے بہتر کیا نام ہو سکتا ہے جب خدا محمود ہے تو اسکا محبوب ضرور محمدؐ ہی ہو سکتا ہے۔

اے نامِ خدا کیا شرف و جاہ ہے کیا نام — رحمت کی ورا خیر بشر خیر ورا نام
دربارِ الٰہی میں تری قدر ترا نام — اللہ نے اس وجہ سے یٰسین رکھا نام

اُمّت کا دمِ نزع بھی ارمان نکلجائے
محبوب کا جب نام سنیں جان نکلجائے

محمود خدا ہے تو محمدؐ مرے حضرت — وہ قلزمِ تجرید ہے یہ آئینہ وحدت
وہ معنیٔ توحید یہ توحید کی صورت — وہ نور ہے یہ طور وہ رحمٰن یہ رحمت

وہ قابلِ تسبیح تو دانہ ہے محمدؐ
اللہ جو یکتا ہے یگانہ ہے محمدؐ

ذکر اعزازِ رسولِ انام

دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی آئے نہ کسی کو اسقدر کرامتیں ملیں نہ یہ اعزاز عطا ہوا نہ یہ مرتبہ ملا نہ یہ شرف نصیب ہوا سب کے بعد میں آئے سب سے اوّل کہلائے۔

اکثر گذر گئے ہیں رسولانِ ذی وقار — پر ختمِ مرسلیں سا نہ رتبہ نہ اقتدار

دل سے تو قربِ حق کے ذرا دور ہو گئے
نعلین پہنے عرش پہ احمد چلے گئے

(مزید برآں)

یہ نام یہ توقیر یہ اعزاز یہ منصب — محبوبِ خدا ختمِ رسل شیفتۂ رب
مزمل و مدثر و یٰسین و مقرب — اللہ کا مطلوب تو دارین کا مطلب

لفظوں میں وہ احمد ہے تو معنی میں احد ہے
یہ میم جو اس میں ہے فقط بہرِ مدد ہے

آفاق میں ایسا کوئی ذی جاہ نہیں ہے — اللہ کو یوسف کی بھی یہ چاہ نہیں ہے
وہ کون پیمبر ہے جو آگاہ نہیں ہے — جو کچھ ہے یہی ہے مگر اللہ نہیں ہے

واللہ کہ اللہ نے شان اپنی دکھا دی
جب خاتمۂ حسن کیا مہر لگا دی

حیرت ہے کہ یہ مہر جبیں پر نہ لگائی — خالق نے نبوت کی سند آپ چھپائی
تو خاتمہ کی وجہ مرے ذہن میں آئی — حضرت نے جو دنیا کی طرف پشت پھرائی

ماتھے پہ نہ ہاتھوں پہ نہ انگشت پہ کی مہر
دنیا کو دکھانے کے لئے پشت پہ کی مہر

تو یہ کُل مقصدِ حسنِ نظم میں آیا — معبود نے یہ مہر کا مضمون بتایا
اس آئینہ میں چھائیاں ہوں یہ نہ خوش آیا — اس داغ سے بھی اس مہِ کامل کو بچایا

سچ ہے کہ طبیعت کبھی خورسند نہ ہوتی
ماتھے پہ چمک چاند سے وہ چند نہ ہوتی

ہاں آپ بھی محبوب ہیں اور نام بھی پیارا — یاں دستِ کرم مہر لگا کر یہ پکارا

یہ زینتِ فردوس ہے یہ عرش کا تارا

اندازِ زمانہ سے نرالا ہی رہے گا

تجلے میں بھی نام آپ کا بالا ہی رہیگا

خالق نے رسالت بھی ولایت بھی عطا کی　　علم و کرم و حلم و شجاعت بھی عطا کی

بچوں کے ذریعہ سے شہادت بھی عطا کی　　حیدر سے یکتائی کی دولت بھی عطا کی

کیا چیز نہیں اس شہِ ذیشاں کے گھر میں

اب کونسی شے رہ گئی اللہ کے گھر میں

اوروں کو یہ اعزاز ملا اور نہ منصب　　ان کی نظر اللہ پہ ان پر نظرِ رب

طالب کے طلبگار ہیں مطلوب کے مطلب　　وہ حق سے ہے یہ برحق ہیں وہ رب اور یہ مقرب

ربط اس سے نہ ہوتا تو یہ برتاؤ نہ ہوتا

محمود محمدؐ تھا اگر واؤ نہ ہوتا

حسنِ حسن و احسنِ تقویم محمدؐ　　بالائے فلک قابلِ تعظیم محمدؐ

خود خالقِ اسلام کو تسلیم محمدؐ　　محمود خدا احمدِ بے میم محمدؐ

آخر عربستاں کی جو اقلیم میں آیا

معراج کا میم احمدِ بے میم میں آیا

جو عرشِ معلّا کا مکیں ہے وہ محمدؐ　　یوسف سے جو بڑھ کر بھی حسیں ہے وہ محمدؐ

جو منزلِ قرآنِ مبیں ہے وہ محمدؐ　　جو خالقِ اکبر کا حبیب ہے وہ محمدؐ

گر آپ نہ آتے تو بن آئی تھی بتوں کی

اللہ کے گھر میں بھی خدائی تھی بتوں کی

تاریخ ولادت، یوم و شمّہ چند اعجاز

حضور پُر نور رسولِ ربّ غفور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ۱۲ ربیع الاوّل سنہ ۱ھ عام الفیل (یعنی جس سال ابرہہ نے مکّہ پر ہاتھیوں کے لشکر سے حملہ کیا ہے) مطابق سنہ ۴۰ھ جلوس نوشیروانی مطابق ۲۹ اگست سنہ ۵۷۰ء کو زینت بخش مکّہ ہوئے۔ مورخین اسلام نے آپ کا سِن ولادت سنہ ۴۲ھ جلوس نوشیروانی قرار دیا ہے اور یوم ولادت دوشنبہ ظاہر کیا ہے۔ مگر علمائے امامیہ نے تاریخ پیدائش سردار کون و مکان کی ۱۷ ربیع الاوّل روزِ جمعہ لکھی ہے۔ آپ شعب ابوطالب میں ابرہہ کے حملہ سے ۵۵ دن بعد پیدا ہوئے اور ایک روایت یہ ہے کہ اُسی روز ولادت باسعادت ہوئی۔ مورخین اسلام نے جہاں ذکر ولادت کو قلمبند کیا ہے وہاں وہ اعجاز بھی تحریر کئے ہیں جو وقتِ ولادت ظہور میں آئے۔

نمبر ۱ حضور کی والدہ مکرمہ کو بارِ حمل سے کوئی تکلیف نہ پہنچی نمبر ۲ وقتِ ولادت ایک نور ساطع ہوا جس سے اطرافِ عالم منور ہو گئے نمبر ۳ آپ نے پیدا ہوتے ہی بزبانِ فصیح اقرار وحدانیت کیا اور فرمایا لا الٰہ الا اللہ وانا رسول اللہ نمبر ۴ پیدائش کے وقت زمین و آسمان کانپے نمبر ۵ جھیل ساوہ جو کاشان کے قریب ہے اور جس کی کفار پرستش کرتے تھے اُسی روز خشک ہو گئی نمبر ۶ وادی سماوہ میں جو شام کے قریب واقع ہے اور ہزاروں سال سے خشک تھا پانی جاری ہو گیا نمبر ۷ دجلہ میں اسقدر طغیانی ہوئی کہ اُسکا پانی محلِ کسریٰ میں پہنچ گیا نمبر ۸ اُسی شب کو آتش پرستوں کا آتشکدہ جسے آتشکدہ نمرودی کہتے تھے اور جو ہزاروں سال سے روشن تھا بُجھ گیا اور سلمان فارسی جو سب سے بڑے ہادی اور عالم تھے نورِ نبی برحق کی ولادت کو سمجھ کر روانہ مکّہ ہوئے اور یہاں

... اور عالمی رسول کہلائے نمبر ۹۔ تمام دنیا کے بت سرنگوں
ہو گئے نمبر ۱۰۔ شیطان اور اسکی اولاد کا آسمان پر جانا بند ہو گیا (ملاحظہ ہو تاریخ
روضۃ الاحباب جلد نمبر ۱ صفحہ ۵۶)

خاندانی حالت

آپ نجیب الطرفین اور قریش کے شجاع اور نامی قبیلہ بنی ہاشم سے تھے آپکے جد حضرت عبد المطلب خانہ کعبہ کے وراثتاً متولی تھے۔ حضرت کے والد جناب عبد اللہ ولادتِ سرورِ کائنات سے کچھ روز قبل رحلت فرما گئے وہ دیدار رسالت پناہ کی حسرت قلبِ مضطر میں لے گئے۔ حضرت کے آباؤ اجداد مذہب ابراہیمی کے پابند تھے۔ اسی مذہب کو حضرت محمد صلعم نے بحکم خدا رواج دیا اور اسی کا نام اسلام قرار پایا جس کا تذکرہ کلام پاک میں موجود ہے۔

حُلیہ مبارک سرورِ کائنات فخر موجودات صلعم

ابو الفدا مورخ اپنی کتاب میں امیر المومنین علی ابن ابیطالب کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ آنحضرت صلعم نہایت حسین واقع ہوئے تھے (اور کیوں نہ ہوتے محبوبِ خدا تھے) نخلِ قامت نہ لانبا تھا نہ پست بلکہ متوسط تھا۔ سر مبارک بڑا۔ ڈاڑھی سیاہ اور گھنی ہاتھوں کی ہتھیلیاں پُر گوشت۔ پیروں کے تلوے سخت۔ سینہ ابھرا ہوا۔ گویا علم کا خزینہ تھا۔ اعضائے بدن فربہ۔ چہرۂ مبارک سرخ و سفید مثل ماہِ شبِ چہاردہ روشن۔ آنکھیں سیاہ اور رسیلی۔ ابرو ملی ہوئی۔ موئے کشادہ۔ رخسارے

جو وفات کے بعد فوراً ہی غائب ہو گیا۔ مورخین کے علاوہ مداحان رسول نے اکثر حلیہ مبارک لکھے ہیں یہاں مومنین کی ضیائے ایمان کو بڑھانے کی غرض سے دو چار بند مدحیہ حضرتِ شمیم مرحوم کے درج کئے دیتے ہیں:- آپ لکھتے ہیں

چہرہ مبارک کی تعریف

چہرہ سندِ ہستیٔ اللہ تعالیٰ — اعجاز بیانی سے کلیجہ تہ و بالا
جو کلمۂ توحید خدا منہ سے نکالا — انساں بھی مشرف ہوئے حیوان بھی والا
عاشق جو نہ ہوتے تو یہ ہیجان نہ ہوتے
حیوان بھی تکبیر پہ قربان نہ ہوتے

محبوبیت کا ذکر

یوسف کی طرح حضرت یعقوب کے محبوب — ادریس کے معشوق تو ایوب کے محبوب
طالب کے جو طالب ہیں تو مطلوب کے محبوب — مشتاق کے مشتاق ہیں محبوب کے محبوب
موسیٰ کو تو دیدارِ الٰہی کی ہوا ہو
دیدارِ محمدؐ کا طلبگار خدا ہو

یکتائی حسن کا ذکر

سکتہ میں ہوں منہ کھل نہیں سکتا ہے کہوں کیا — یہ نور کا قطرہ ہے کہ دریا ہے کہوں کیا
آفاق میں یہ فرد ہے یکتا ہے کہوں کیا — اسلام کا ڈر شرع کا کھٹکا ہے کہوں کیا
اللہ کا یہ نور شریعت میں نبی ہے
تحقیقِ حقیقت نہیں حق حق تو یہی ہے

ابرو و گیسو کا ذکر

وہ حسن نہ تعریف نہ تحسین کا محتاج — کوئی بھی تو یوسف کا خریدار نہیں آج
رخ بدر شبِ قدر ہے گیسو شبِ معراج — وہ لام کہ الحمد میں للہ کا سر تاج
اس شب میں اگر ابروے زیبا نظر آئے
قوسین کی تشبیہ بھی ادنےٰ نظر آئے

قربانِ تجلی رخِ مہرِ رسالت — یہ طور کا جلوہ ہے کہ خورشیدِ قیامت

تعریفِ رخِ انور

ہے مصحفِ رب چشمِ حسیں حلقۂ آیت
اللہ نے خود صاد کیا جس پہ وہ صورت
کیوں اُس پہ خدا کی نظرِ خاص نہ ہووے
کیوں سورتِ توحید کو اخلاص نہ ہووے

ناک کی تعریف

بینی کا الف شاہدِ توحیدِ خدا ہے
ایمان کا ایجاد اسی سے تو ہوا ہے
اِس شمع کی تعریف میں لولاک لما ہے
احمد کا الف گر اسے کہئے تو بجا ہے
بندو ہیں یگانہ ہے یہ اظہار کیا ہے
اللہ نے احمد کو الف اپنا دیا ہے

زلف کی تعریف

اور زلف کا بھی لام ہے لولاک کا آغاز
جس لام سے اللہ کے اسلام کا اعزاز
لیلائے شبِ قدر ہے ذی رتبہ و ممتاز
اِس لام سے خود کلمۂ توحید سرافراز
اِس زلف کے مشتاقوں پہ طوبیٰ لکم آیا
اِس لام کے جلوہ سے لکم دینکم آیا

لب و دندان کی تعریف

لب ہیں وہ تجلّی کہ مہِ عید بھی قربان
دندان کو سخنداں نہ کہیں گوہرِ غلطاں
زیبِ دہنِ پاک ہے ہر گوہرِ دنداں
جس طرح سے والنجم اذا زینتِ قرآں
تشبیہ کو تسبیحِ جواہر انہیں کہئے
دندانہ لتشدید فذکر انہیں کہئے

دہن کی تعریف

گویا دہنِ پاک نہیں میم امیں ہے
اِس میم سے محبوبِ خدا سب کا معیں ہے
نقطہ کی بھی نسبت سے دلِ زار حزیں ہے
ہاں نامِ محمدؐ میں تو نقطہ ہی نہیں ہے
خالق نے کوئی آپ سے برتر نہیں رکھا
نقطہ کا بھی بار آپ کے سر پہ نہیں رکھا

بازو و کلائی کی تعریف

وہ آئینہ دوش وہ بازو وہ کلائی
جس نرم کلائی سے بتوں کو نہ کل آئی
مٹھی میں جہاں قبضۂ قدرت میں خدائی
وہ قوتِ بازو جو پہ قلعہ کشائی

اس شیر سے اسلام کا دل کیوں نہ قوی ہو
جب دستِ خدا قوتِ بازوئے نبی ہو

سینہ و کمر و پائے اقدس کا ذکر

وہ سرو سا قد پھول سا منہ چاند سا سینہ — ایمان کا گھر علم الٰہی کا خزینہ
باریک کمر تار نظر سے بھی حسینہ — ہر پاؤں کی انگشت انگوٹھی پہ نگینہ
نقشِ کفِ پا عاملِ تسخیر ہوا ہے
اس نقش کے بوسے کی سلیماں کو ہوا ہے

قامتِ زیبا کی تعریف

قامت کو کہیں یوسفِ بازارِ قیامت — جس سے کہ قیامت کو قیامت کی ندامت
تصویرِ اذاں کہئے کہ تفسیرِ اقامت — اعجاز و کرامت کا الف اصلِ امامت
یہ اوّلِ الحمد وجودِ دوسرا ہے
اسلام سے تو قبل ہے اور بعد خدا ہے

رخسار کی تعریف

آئینۂ حق مصحفِ رخسارِ نبی ہے — جو طالبِ رب ہے وہ طلبگارِ نبی ہے
جبریلِ امیں بلبلِ گلزارِ نبی ہے — خود حسنِ حسن یوسفِ بازارِ نبی ہے
جاں بیچئے یاں آئے جو سودائے وفا ہے
بازارِ پیمبر ہے خریدار خدا ہے

ذاتِ اقدس کی تعریف

گنجینۂ مخفی بھی ہیں ظاہر بھی یہی ہیں — کہ سے یہ ظاہر ہے کہ ظاہر بھی یہی ہیں
امّی ہیں ہر اک علم سے ماہر بھی یہی ہیں — ہاں جوہرِ اوّل بھی ہیں آخر بھی یہی ہیں
گو خلق میں تقدیر کی تدبیر سے آئے
دنیا سے جو نفرت تھی تو تاخیر سے آئے

ساقی نامہ

در تہنیت جشن ولادت باسعادت آقائے انس و جاں شہ کون و مکاں باعث تخلیق زمین و آسمان خاتم النبین فخر مرسلین رحمۃ للعالمین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہاں پیر مغاں ساقئ گلفام کدہر ہے
شیشہ ہے کدہر مے ہے کدہر جام کدہر ہے
رندوں کی مسرت کا سرانجام کدہر ہے
اے زیب دہ محفل اسلام کدہر ہے
ہر رند کو رقص مے گلفام دکھا دے
قرآن کا دور آج ہر اک جام دکھا دے

اے ساقئ عالم مے عرفاں کی ہوس ہے
صہبائے ولائے شہ ذیشاں کی ہوس ہے
پیمانۂ میخانۂ ایماں کی ہوس ہے
جنت کی ہوا نغمۂ قرآں کی ہوس ہے
ہاں راگ کی دھن ہو نہ ترانہ کا خیال آئے
شیشہ کی ہر اک قُل پہ پیالوں کو بھی حال آئے

ہاں ساقئ گلروئے گلفام پلا دے
زاہد کا دل آئے وہ دل آرام پلا دے
ہاں آج کوئی جام خوش انجام پلا دے
کعبہ میں بٹھا کر مجھے اک جام پلا دے
اس بادۂ گلرنگ کا اعزاز بڑا ہے
کعبہ ہی میں اس صاحب عزت کا مزا ہے

اللہ کدہر ہے در میخانہ ساقی
مدہوش ہے وارفتہ پیمانہ ساقی
مشتاق پرستاں نہیں دیوانہ ساقی
اللہ اڑا دے سوئے کاشانہ ساقی
لیجائے مجھے جنت کوثر پہ اڑا کر

یارب لبطِ مے کو پرِ جبریل عطا کر

اے شیخ عجب رنگ کا ساغر ہے اسے پی
ہاں لال نہ ہو لے مے احمر ہے اسے پی

اس جام پہ قربان مے کوثر ہے اسے پی
نادان ترے قرآں کا مقطر ہے اسے پی

مے پینے سے کوئی عمل افضل نہیں ساقی
محضر مری بخشش کا ہے بوتل نہیں ساقی

یہ بزمِ ولادت ہے کہ میخانۂ عرفاں
یہ عاشقِ سرور ہیں کہ مستانۂ عرفاں

یہ مردمِ بینا ہیں کہ پروانۂ عرفاں
یہ پتلیاں پھرتی ہیں کہ پیمانۂ عرفاں

یوں نشہ میں آنکھوں کا نصیب اوج پر آیا
ہر چیز میں اللہ کا جلوہ نظر آیا

زہرہ سے کہو سازِ خدا ساز کو لائے
ہاں محفلِ میلاد میں وہ رنگ دکھائے

جو راگ کلی کو گلِ صد برگ بنائے
طاؤس کی مانند فلک رقص میں آئے

ہر ساز سے بھی بول وہ نکلے جو روا ہے
خود شرع کا قانون پکارے کہ بجا ہے

اہتمام منجانب خدا بر وقتِ ولادت رسولِ انامؐ

رضواں کو ندا آئی کہ جنت کو سجائے
ہر گل کو نئے رنگ کی پوشاک پنہائے

ہر در کو دلہن گھر کو جلو خانہ بنائے
ہر نہرِ جناں نور کے دریا میں نہائے

یہ شادیِ میلادِ شہِ کون و مکاں ہے
نہروں کی بھی چادر کا نیا آبِ رواں ہے

خود رحمتِ باری نے نظر خلد پہ ڈالی
جنت پہ بہار آئی نہالوں پہ بحالی

پتوں نے گرہ کھولی کہ پوشاک [illegible]   گل بن گئے زیور تو دلہن بن گئی ڈالی

کھلتے ہی کلی ہنسنے کی عادی ہوئی گویا

کھلتے ہی گرہ عقد کی شادی ہوئی گویا

ہر نخل کی شان اور ہے ہر گل کی قبا اور   گلزار کا رنگ اور فضا اور ہوا اور

گل کی جو ادا اور تو بلبل کی صدا اور   اسپر بھی یہی حکم خدا تھا کہ ذرہ اور

اسطرح بڑھا حسنِ جہاں حکمِ خدا سے

جسطرح کہ ایماں شہِ والا کی ولا سے

خورشید کا بوٹا تھا کہ وہ پھول سنہری   وہ پھولوں کی رنگت کہیں ہلکی کہیں گہری

نہروں میں مئے خلد کی رنگت ہوئی گہری   وہ سرد ہوا مہر کو آجائے پھریری

پانی کی ردا حور کو پیاری نظر آئی

چمکا جو کنارہ تو کناری نظر آئی

وہ ہلکی سی پوشاک تنِ حور پہ بھاری   آنچل کو سنبھالے ہوئے خود بادِ بہاری

زانوئے حسیں آئینۂ قدرتِ باری   چہرہ کبھی دیکھا تو کبھی مانگ سنواری

خود حسن کی زینت پہ جو ناز اُن کو بڑا تھا

چوٹی کا جو زیور تھا پسِ پشت پڑا تھا

غنچوں کو ہنسی آئی اناروں سے زیادہ   اِک پھول کے بلبل تھے ہزاروں سے زیادہ

وہ گل کہ حسیں لالہ عذاروں سے زیادہ   غلمان کی وہ فوج ستاروں سے زیادہ

والشمس سے رخ اُن کے اُجالے نظر آئے

ہمصورتِ قرآں وہ رسالے نظر آئے

گلزار کو یا حور کے رخسار کو دیکھیں   محراب کو یا ابروئے خمدار کو دیکھیں

عناب کو یا لعلِ شکر بار کو دیکھیں   آنکھوں کو دیا نرگسِ بیمار کو دیکھیں

طوبیٰ یہ تصدق ہوں کہ معشوق کے قد پر

خرمے وہ کہ عیسےٰ لبِ جاں بخش سے کھائیں
باداموں کو یعقوب بھی آنکھوں سے لگائیں
انگور کو موسیٰ یدِ بیضا سے ملائیں
یوسف یہ حلاوت کبھی مصری میں نہ پائیں
شیریں بھی ہیں اور حسنِ حسن پایا ہے گویا
ملاحت میں نباتاً حسناً آیا ہے گویا

اللہ رے پرندوں کی ترانوں کی صدائیں
خامہ کی صریریں ہیں کہ شہنا کی صدائیں
نغموں کی صفت کھل کے جو محفل میں سنائیں
آواز بھی میٹھی ہو تو سب لطف اٹھائیں
غُل ہو کہ عجب نور عجب جلوہ گری ہے
آواز گلے میں ہے کہ شیشہ میں پری ہے

طوطی کی کبھی نغموں میں یہی آج صدا ہے
دن پھر گئے طوطیٔ جناں بول رہا ہے
ہر طیر کو اس فخرِ سلیماں کی ہوا ہے
کعبہ کی طرف رخ صفتِ قبلہ نما ہے
رضواں کی رضا جوئی سے ناچار ہوئے ہیں
پرِ شل خبر اڑنے کو طیار ہوئے ہیں

ارضِ بطحا کی حالت وقتِ ولادت

اللہ رے وہ صبحِ ولادت کی فضائیں
خود اہلِ جناں یہاں کی ہوا کھانے کو آئیں
وہ فوجِ ملائک کی اذانوں کی صدائیں
ذروں میں بھی والشمس کے نقطوں کی ضیائیں
اللہ رے تجلی کہ زمیں رشکِ فلک تھی
مکے کے مکانوں کی ضیا شام تلک تھی

کعبہ کا یہ زمزمہ تھا کہ اے قبلۂ دیں آؤ
قرآں کی صدائیں تھیں کہ یٰسین مبیں آؤ

تکبیر کے نعرے تھے کہ اے عرش نشیں آؤ
طاعت کا وظیفہ تھا کہ اے رُکن رکیں آؤ

فرقت سے کمر خم ہے یہ صورت ہے محمدؐ
کلمہ کو بھی تکلیفِ شہادت ہے محمدؐ

تصویر تمنّا

حضرت کو بھی حسرت ہے کہ اُمت نظر آئے
قرآں کو تمنا ہے کہ صورت نظر آئے

صانع کو خوشی ہے مِری صنعت نظر آئے
حق چاہ رہا ہے کہ حقیقت نظر آئے

طاعت کا یہ نعرہ ہے کہ سجدہ میں پڑی ہوں
خود شرع کا غل ہے کہ سلامی کو کھڑی ہوں

اِسلام سلامی کو شتاب آئے حضور آئے
قرآن پئے تحصیلِ ثواب آئے حضور آئے

ہر بار نہ کیوں بوئے گلاب آئے حضور آئے
تعظیم کو اُٹھو کہ جناب آئے حضور آئے

آداب بجا لاؤ کہ سلطان انام آئے
اے صلِّ علیٰ عرش سے ہدیہ میں سلام آئے

بیان شمائل کثیر الفضائل

راویان عقیدت شعار و محدثین راست گفتار خوشبوئے گُلِ نبوت سے باغِ عالم کو اِسطرح معطر کرتے ہیں اور ذکرِ خصائل ختمی مرتبت سے یوں صفحۂ قرطاس کو مزین کرتے ہیں کہ سیرۃِ رسول انام محبوب ذوالکرام میں یہ بات داخل تھی کہ حضرت کی

رفتار و گفتار میں باوجود ادائے محبوبیت کے تکبر کا شائبہ بھی نہ پایا جاتا تھا۔ آپ نے کبھی متکبرانہ قدم زمین پر نہ رکھا۔ ہنگامِ رفتن آپ ہمیشہ منکسر المزاجوں کی طرح سرِ اقدس کو جھکائے رہتے تھے اور جباروں کی طرح سر و گردن کو بلند نہ فرماتے تھے۔ جب کسی سے ہمکلام ہوتے تو اربابِ دولت کی طرح گوشۂ چشم سے نظر نہ فرماتے۔ بااوقات نظریں نیچی رکھ کر دہنِ اقدس سے گوہر افشانی فرماتے۔ سلام میں ہمیشہ پیشقدمی فرماتے تھے۔ ہمیشہ اندوہ و تفکر میں مشغول رہتے اور کبھی کسی شغل سے خالی نہ ہوتے تھے۔ ہنگامِ گفتار الفاظ جامع اور واضح فرماتے۔ کلام میں زیادتی نہ فرماتے۔ آپ کے ہر لفظ اور ہر جملہ سے اظہارِ حقانیت ہوتا تھا اور سامع افادہ مقصود سے قاصر نہ ہوتا تھا۔ آپ ہمیشہ ہر امر میں کریم ثابت ہوتے تھے۔ آپ کا خُلق عدیم المثال تھا۔ کسی کو کبھی حقیر و ذلیل نہ سمجھا۔ تھوڑی نعمت کو کثیر جانا اور شکرِ خالق بجالائے۔ کسی نعمت کی مذمت نہ کی۔ امورِ دنیا کے فوت ہوجانے سے غضب میں نہ آئے۔ محض رضامندئ خدا کے لئے البتہ اظہارِ غضب کیا۔ ایسے موقع پر کوئی متنفس آپ کے روبرو کھڑا نہ ہوسکا۔ ہر امر میں صبر فرماتے مگر امرِ حق میں ضرور انتقام لیتے اور حق کو جاری فرماتے تھے۔ جب اشارہ کرنا چاہتے ہاتھ سے اشارہ فرماتے اور چشم و ابرو سے اشارہ کرنے کو معیوب خیال فرماتے تھے۔ جب کسی امر میں خوش ہوتے تھے تو چشمانِ اقدس کو بند کر لیتے تھے اور زیادہ خوشی کا اظہار نہ ہونے دیتے۔ اکثر آپ کی ہنسی کا معیار تبسم تھا۔ جب دولتکدہ میں تشریف فرما ہوتے تو اوقات کو تین حصوں پر منقسم فرماتے۔ ایک حصہ عبادتِ خدا میں صرف کرتے تھے۔ ایک حصہ اوقات کا اہل و عیال میں بسر فرماتے تھے اور تیسرا حصہ اپنے لئے قرار دیتے تھے اور اسکو لوگوں پر تقسیم فرمادیتے تھے۔ اوّل خواص کی طرف ملتفت ہوتے۔ بعدہٗ عوام کی جانب

توجہ فرماتے تھے۔ ہر شخص کو بقدر علم وفضیلت دین عزت عطا فرماتے تھے۔ اور بقدر احتیاج لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ اور کلمات سودمند ارشاد فرماتے تھے جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے لوگوں کی دلداری کو مدِ نظر رکھتے۔ اور کسی سے اظہارِ نفرت نہ فرماتے۔ ہمیشہ لوگوں کے شر سے حذر کرتے مگر ان سے کنارہ کش نہ ہوتے۔ اصحاب کے حالات سے باخبر رہتے تھے ان کی نیکیوں سے خوش ہوتے اگر برائی ملاحظہ فرماتے تو اس کے دور کرنے میں کوشاں ہوتے تھے آپ کے جملہ کام افراط وتفریط سے بری ہوتے تھے۔ مجلس میں اپنے لئے کوئی خاص جگہ مقرر نہ فرماتے تھے بلکہ اصحاب کو بھی تشخص کی ہدایت فرماتے اور مساوات کی تعلیم دیتے تھے۔ ہر کس وناکس کی حاجت روائی فرمانے میں حتی الامکان کوشاں ہوتے تھے۔ امرِ حق میں ہر شخص کو مساوی درجہ پر خیال فرماتے تھے۔ ہر شخص سے انتہائی خلق سے پیش آتے تھے۔ غیبت اور بدی کرنے کو منع فرماتے تھے۔ بُردباری حیا اور راستی کی ہدایت فرماتے تھے۔ تقویٰ وپرہیزگاری تواضع وانکساری احسان اور انصاف۔ رحم اور سخاوت کا حکم دیتے تھے۔ درشتی اور کج خلقی کو منع فرماتے تھے۔ فحش الفاظ کو عیب جانتے تھے۔ کرخت الفاظ اور آواز کو بُرا سمجھتے تھے خوشامد سے نفرت رکھتے تھے۔ نہ کسی کی مذمت کرتے نہ کسی کو سرزنش کرتے اعرابیوں اور مسافروں کی خلافِ آداب حرکات پر صبر فرماتے۔ کلام باطل سُن کر لوگوں کو ہدایت فرماتے تھے یا اُٹھ جاتے تھے۔ حضرت کی خاموشی چار قسم کی ہوتی تھی۔

(۱) جب کوئی جاہل اور جنگلی عرب کلمات ناملائم استعمال کرتا تو حضرت بوجہ حلم کے سکوت اختیار فرماتے تھے۔

(۲) جب کسی ضرر کا اندیشہ ہوتا تو آپ اس سے حذر فرماتے تھے۔

(۳) یا بہ سبب اندازہ قدر ہر شخص آپ سکوت کو کام میں لائے۔

(۴) یا بوجہ تفکر دنیائے فانی و آخرت آپ خاموشی اختیار فرماتے تھے۔

چار خصوصیتیں

ذاتِ والاصفات سرورِ کائنات میں چار خصلتیں عام طور پر جمع تھیں

(۱) نیکی کرنا تاکہ لوگ اس کی پیروی کریں۔

(۲) بدی کو ترک کرنا تاکہ لوگ اسکو ترک کریں۔

(۳) اس امر میں مبالغہ کرنا جس میں اصلاح امت ہو۔

(۴) اس امر کو عمل میں لانا جو امت کے لئے سببِ خیر دنیا و آخرت ہو۔

معجزات بدنی

علمائے اعلام خاص و عام نے جسمِ مبارک آنحضرت صلعم کے اکثر معجزات رقم فرمائے ہیں جن میں سے معدودے چند کا ذکر بغرض افادہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے

معجزہ اول یہ ہے کہ جبین مبارک حضرت سے نور ساطع رہتا تھا اور شبہائے تاریں لطف شب ماہ کا حاصل ہوتا تھا اور اس نور کا عکس در و دیوار پر پڑتا تھا۔ چنانچہ روایت ہے کہ ایک شب ام المومنین حضرت عائشہ کی سوئی کھوئی گئی اور حضرت اسکو تلاش کر رہی تھیں کہ حضرت تشریف لے آئے۔ بفور تشریف آوری نور چہرۂ اقدس سے اسقدر روشنی ہوئی کہ سوئی نظر آگئی۔ نیز روایت ہے کہ آنحضرت شب تاریں کہیں تشریف لے جا رہے تھے حضرت نے

اپنے دستِ مبارک کو بلند کیا۔ آپ کی انگلیوں سے اسقدر نور ساطع ہوا کہ وہ راہ بآسانی طے ہوگئی۔

معجزہ دوئم جس راہ سے حضرت عبور فرماتے تھے وہ راہ اسقدر معطر ہوجاتی تھی ٢
کہ دو یوم کے بعد بھی لوگ شناخت کر لیتے تھے کہ حضرت نے اس راہ سے گذر کیا ہے مسلمان آنحضرت کا پسینہ جمع کرتے تھے اور عطروں میں آمیز کرتے تھے کوئی عطر بوئے عرقِ ختم المرسلین سے نہ بڑھتا تھا ایکبار کا تذکرہ ہے کہ سلمان ایک ڈول پانی کا حضرت کی خدمت میں لائے حضرت نے اس میں کلی کر دی جس سے تمام ڈول کا پانی مشک سے زیادہ معطر ہوگیا۔

معجزہ سوئم جب دھوپ میں کھڑے ہوتے تھے تو آپ کا سایہ نہ پڑتا تھا ٣

چراغِ طور یہی نورِ کبریا ہیں یہی
مفسر ہے سورۂ والشمس والضحیٰ ہیں یہی
ثبوتِ حق ہیں یہی رحمتِ خدا ہیں یہی
خدا کے بعد اگر ہیں تو ناخدا ہیں یہی

درود پڑھ کے ہر ایک انکا نام لیتا ہے
یہ نام ڈوبتے بیڑوں کو تھام لیتا ہے

کوئی کہے کہ یہ رتبہ کسی نے پایا ہے
کسی کا آیۂ اسریٰ میں وصف آیا ہے
خدا نے عینِ بصیرت انہیں بنایا ہے
جبھی تو قامتِ موزوں بغیر سایہ ہے

کہاں سے ہو شہ عالم پناہ کا سایہ
کسی نے آنکھ سے دیکھا نگاہ کا سایہ

بشکلِ آئینہ انس و ملک کو حیرت ہے
لوازمات نہیں اور بشر کی صورت ہے
کرامت آپ کی ہے یا خدا کی قدرت ہے
خدا کے سایہ کی بھی سب جہاں میں شہرت ہے

اسی سبب سے نہ سایہ تھا جسمِ اطہر میں
کوئی تو فرق ہو اللہ اور ہم میں

۴ معجزہ چہارم ... ... پ ... ...
ایک بالشت بلند تر نظر آتے تھے۔

۵ معجزہ پنجم ہمیشہ دھوپ میں لگے ابر آپ پر سایہ کناں ہوتا تھا جہاں آپ تشریف
لے جاتے وہ ابر ساتھ ساتھ چلتا تھا اور کوئی طائر حضور کے سر پر سے
اُڑ کر دوسری طرف نہ جانے پاتا تھا۔

۶ معجزہ ششم حضور جانب پشت بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح سامنے
دیکھتے تھے۔

۷ معجزہ ہفتم۔ حضور کے دماغ میں کوئی بوئے بد نہ پہنچ سکتی تھی۔

۸ معجزہ ہشتم جس چیز میں لعابِ دہنِ حضور شامل ہو جاتا اس میں برکت ہو جاتی اور
جس مریض کے لگا دیا جاتا اُسے شفا ہو جاتی۔

۹ معجزہ نہم آپ ہر زبان و لغت میں کلام فرما سکتے تھے۔

۱۰ معجزہ دہم۔ حضور کے ریشِ مبارک میں سترہ بال سفید ہوئے تھے جو مثل
آفتاب درخشاں تھے۔

۱۱ معجزہ یازدہم۔ حضور حالتِ خواب میں بھی اُسی طرح سماعت فرما سکتے تھے جس طرح
بیداری میں اور ملائکہ کی گفتگو سنتے تھے۔ اور لوگوں کے دلوں کا حال جانتے
اور بتلاتے تھے۔

۱۲ معجزہ دوازدہم۔ آپ کی پشتِ مبارک پر مُہرِ نبوت تھی جو آفتاب سے زیادہ
تاباں و درخشاں تھی۔

۱۳ معجزہ سیزدہم۔ حضور کی انگشت ہائے مبارک سے پانی جاری ہو جاتا تھا
اور حضور کے ہاتھ میں سنگریزے تسبیحِ خدا کرتے تھے۔

۱۴ معجزہ چہاردہم۔ حضور مختون ... اور ناف بریدہ ... ... لکھا ہے

… ہوتا تھا اس میں بو ہوتی تھی نہ اس کو کوئی
دیکھ سکتا تھا بلکہ زمین منجانب خداوند قدوس مامور تھی کہ فوراً نگل جائے۔

16 معجزۂ شانزدہم۔ جس جانور پر حضور سواری کر لیتے تھے وہ پیر نہ ہوتا تھا اور اُس کی قوت بحال رہتی تھی۔

17 معجزۂ ہفتدہم۔ قوت میں کوئی شخص آنحضرت سے برابری نہ کر سکتا تھا۔

18 معجزۂ ہیجدہم۔ تمام جن و انس وحش و طیور شجر و حجر حضرت کی تعظیم کرتے تھے اور آپ کو سلام کرتے تھے۔

19 معجزۂ نوزدہم۔ نرم زمین پر حضرت کا نقشِ قدم نظر نہ آتا تھا اور پتھروں پر نشان بنجاتا تھا۔

معجزۂ بستم۔ حضور کی ہیبت اسقدر دلوں میں جاگزیں تھی کہ باوجود تواضع اور شفقت و رحمت کے کوئی شخص حضرت کے جمالِ جہاں آرا کی طرف نظر بھر کر نہ دیکھ سکتا تھا۔ اور جو کافر و منافق دیکھتا کانپنے لگتا تھا اور ہر شخص حضور سے مرعوب ہوجاتا تھا۔

ملی تھی خوبیٔ باطن بھی حسنِ ظاہر بھی — وہ معجزات کہ ایمان لائے منکر بھی
زبان پہ لائے تو معجز بیان ہو کر بھی — ہزار سال گنے اور نہ گن سکے پھر بھی

کہاں شمار کی مہلت کہ کار و بار میں ہوں
مرا شمار ہی کیا ہے میں کس شمار میں ہوں

معجزات مماثل دیگر انبیاء علیہ السلام

(ابو جہل کا امتحان لینا اور حضور کا معجزہ دکھانا)

حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب سے کسی نے دریافت کیا کہ آنحضرتؐ کا

آنحضرت کو مبعوث بہ رسالت کیا کہ خداوندِ عالم نے کسی نبی کو کوئی معجزہ ایسا عطا نہیں کیا جس سے بہتر حضرت کو عطا نہ کیا ہو۔ حضرت موسیٰ نے اگر توریت قبول نہ کرنے والوں پر پہاڑ کو بلند کر دیا تو آنحضرت نے بھی اہلِ مکہ کی درخواست پر یعنی طلبِ معجزہ پر پہاڑ کو بلند کیا۔ اگر نوح علیہ السلام نے اپنی دعا سے اپنی نافرمان قوم کو غرق کرایا اور خود نجات پائی تو سرورِ کائنات نے بھی بحکمِ خدا کفارِ مکہ کو حکم دیا کہ کوہِ ابوقبیس پر جاؤ جب اس کے دامن میں پہنچو گے تو معجزۂ مثلِ نوح معائنہ کرو گے اور ایسا ہی ہوا۔ اگر حضرت ابراہیم پر آتش گلزار ہوگئی تو سردارِ مدنی نے بھی صحرائے مکہ میں یہ نظارہ طالبانِ معجزہ کو دکھا دیا۔ (ان ہر سہ معجزات کی تفصیل کو بخیالِ طوالت درج نہیں کیا گیا صرف اسقدر لکھ دینا کافی ہے کہ ابوجہل کی درخواست پر یہ معجزے دکھائے گئے)

مگر باوجود ان معجزات کے ابوجہل ایمان نہ لایا اور اس نے معجزۂ مثلِ معجزۂ عیسیٰ طلب کیا اور کہا کہ اے محمد صلعم حضرت عیسیٰ لوگوں کو ان چیزوں کی خبر دیتے تھے جن کو وہ اپنے گھروں میں کھاتے اور ذخیرہ کرتے تھے۔ پس مجھے بھی خبر دیجئے کہ میں نے آج کیا چیز کھائی ہے اور کھانے کے بعد کونسا کام کیا ہے؟

حضرت نے فرمایا کہ اے ابوجہل سُن میں تجھے وہ چیزیں بتاتا ہوں جو تو نے کھائی ہیں اور جو ذخیرہ کی ہیں اور آگاہ کرتا ہوں اُن کاموں سے جو تجھ سے صادر ہوئے ہیں مگر یہ خیال رہے کہ وہ تیری رسوائی کا باعث ہونگے۔ پس اگر تو ایمان لے آیا تو وہ رسوائی تجھکو ضرر نہ پہنچائے گی اور اگر ایمان نہ لائیگا تو دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذابِ ابدی تجھکو ملے گا اور تو کبھی اس سے نجات نہ پائے گا۔

...پس جونہی تو نے لقمہ اٹھایا تو تیرے بھائی ابو البختری نے
دروازہ پر آکر آواز دی اور اجازت اندر آنے کی طلب کی۔ مگر تو نے اس خیال
سے کہ بھائی مرغ میں شرکت نہ کرے پہلے مرغ کو دامن میں پوشیدہ کر لیا
اور پھر اسکو اندر آنے کی اجازت دی۔ ابوجہل نے کہا یہ سب دروغ ہے
اور بالکل نہیں ہوا۔ نہ میں نے مرغ کھایا نہ ذخیرہ کیا۔ اچھا اپنی خبر کو تمام کرو اور
بتاؤ کہ میں نے اور کیا کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ تو تین سو اشرفیاں ذاتی رکھتا
تھا اور دس ہزار درہم تیرے پاس لوگوں کے امانت تھے جن میں سے ایک
شخص کی سو اشرفیاں دوسرے کی دو سو تیسرے کی پانچسو چوتھے کی سات سو
اور پانچویں کی ایکہزار تھیں اور ہر شخص کا مال علیحدہ علیحدہ تھیلیوں میں رکھا ہوا تھا۔
تو نے قصد کیا کہ یہ سب مال ہضم کر جائے چنانچہ جسوقت تیرا بھائی چلا گیا تو
تو نے پہلے مرغ کا سینہ کھایا اور بقیہ مرغ کو ذخیرہ کیا اور لوگوں کا مال دفن
کیا۔ ابوجہل نے کہا یہ بھی غلط ہے۔ میں نے ہرگز دفن نہیں کیا بلکہ اُن اشرفیوں
کو چور لے گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے یہ امور دل سے نہیں کہے جن کو تو
دروغ کہتا ہے بلکہ جبریل منجانب رب جلیل نازل ہوئے اور مجھے یہ باتیں
بتا رہے ہیں۔ بعد اس کے فرمایا کہ اے جبرئیل وہ مرغ لاؤ جسکو اس نے ذخیرہ کیا
ہے۔ چنانچہ وہ مرغ فوراً حاضر ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا اے ابوجہل تو اسکو پہچانتا
ہے۔ اس نے کہا میں نہیں پہچانتا ایسے مرغ نیم خوردہ دنیا میں بہت سے ہونگے
حضرت نے فرمایا اے مرغ ابوجہل کہتا ہے کہ میرا بیان غلط ہے تو میری
تصدیق کر۔ اور ابوجہل کی تکذیب میں شہادت دے۔ ناگاہ مرغ بحکم خدا گویا
ہوا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ رسول خدا اور بہترین جمیع خلائق ہیں۔
اور گواہی دیتا ہوں کہ ابوجہل دشمن خدا اور حق کے ساتھ عناد رکھنے والا ہے

اس کے بھائی نے آواز دی تو اس نے مجھ کو دامن میں پوشیدہ کر لیا۔ اس کے
بعد آنحضرت نے مرغ پر ہاتھ پھیرا جس سے اس کا گوشت پوست سب درست
ہو گیا اور اُس کے اعضاء درست ہو گئے۔ اُسوقت حضرت مخاطب ہو کر
فرمانے لگے کہ اے ابوجہل تو نے یہ معجزہ دیکھ لیا۔ ابوجہل نے کہا ہاں دیکھ تو
لیا مگر یقین نہیں ہوتا حضرت نے حکم دیا کہ اچھا وہ مال بھی یہاں آئے جس کو
اُس نے بہ سبب خیانت دفن کیا ہے۔ شاید یہ ایمان لے آئے۔ ناگاہ وہ
سب تھیلیاں حاضر ہو گئیں اور سب نے دیکھا کہ اسی طرح تھیں جیسی کہ حضرت
نے بتلائی تھیں۔ پھر حضرت نے ہر تھیلی کو اٹھایا اور فرمایا کہ یہ فلاں شخص کی ہے اسکو
بلاؤ۔ جب وہ حاضر ہوا تھیلی اسکو عطا کی اور فرمایا یہ تیرا مال ہے ابوجہل نے خیانت
کی تھی۔ ابوجہل اِس واقعہ سے حیران و ششدر و شرمندہ و رسوا ہوا۔ اِس کے
بعد حضرت نے فرمایا کہ یہ تیری تین سو اشرفیاں باقی رہ گئیں ہیں اگر تو ایمان لائے
تو یہ دینار تجھکو دوں اور خدا اس میں اسقدر برکت عطا کرے کہ تو تمام قریش
سے زیادہ مالدار ہو جائے اور اُن پر سردار قرار پائے۔ اُس نے کہا کہ میں
ایمان نہیں لاتا مگر اپنا مال ضرور لونگا۔ یہ کہہ کر اُس نے ہاتھ بڑھایا کہ تھیلی کو اُٹھائے
جناب ختم المرسلین نے مرغ کو آواز دی کہ ابوجہل کو پکڑ لے اور تھیلی تک ہاتھ
نہ آنے دے۔ اُس مرغ نے بقدرتِ الٰہی حملہ کیا اور ابوجہل کو اپنے چنگل میں
دبا کر بالائے ہوا بلند کیا اور لے جا کر اُس کے بام خانہ پر رکھدیا اور آنحضرت
نے وہ اشرفیاں فقرائے مومنین کو تقسیم کر دیں۔ اِس کے بعد اصحاب سے مخاطب
ہو کر فرمانے لگے کہ یہ معجزہ خداوند عالم نے ابوجہل کے لئے ظاہر کیا مگر اُس نے
نزاع اختیار کی اور یہ مرغ خود زندہ ہوا مرغان بہشت سے ہو گا کہ تمہارے لئے

رہیگا اور جب کوئی مومن ان میں سے کسی کے کھانے کی آرزو کرے گا وہ اس کے سامنے اتر آئے گا اس کے بال و پر گر جائینگے اور بغیر آتش پختہ ہو جائیگا اور ایک طرف اس میں کباب کا اور دوسری جانب گوشت بریاں کا ذائقہ ہوگا۔ جب وہ مومن اسکو کھا کر الحمد للہ رب العالمین کہیگا تو پھر وہ دوبارہ زندہ ہو کر بالائے ہوا پرواز کرنے لگیگا۔ (صلو علی النبی)

(دوسرا واقعہ)

حضرت کا زخموں کو تندرست کرنا

ایک روز اصحاب رسول بیٹھے ہوئے آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ ایک یہودی کا گذر ہوا۔ اس نے مخاطب ہو کر کہا کہ اے امت محمدیہ تم نے کسی پیغمبر کے لئے کوئی درجہ نہیں چھوڑا اور تمام باتیں اپنے پیغمبر کے واسطے مخصوص کر دیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا بیشک ایسا ہی ہے۔ اگر خدا نے موسیٰ کے ساتھ طور پر کلام کیا تو ہمارے آقا حضرت ختم المرسلین سے آسمان ہفتم پر باتیں کیں اگر عیسیٰ نے اندھوں کی آنکھیں روشن کیں اور مردے جلائے تو قریش کے سوال پر حضرت رسول کے ارشاد پر مجھ جیسے خادم رسول نے مردے جلائے اور جنگ احد میں ابو قتادہ کی آنکھ پر نیزہ لگا اور حدقہ چشم باہر نکل آیا جسکو وہ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے خدمت رسول الثقلین میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ اب اسکے بعد میری زوجہ مجھ سے محبت

اور وہ اسطرح درست ہوگیا کہ دوسری آنکھ سے زیادہ بہتر نظر آتا تھا اور روشن تر ہوگیا۔ اسی جنگِ احد میں عبداللہ بن عتیک کا ہاتھ جدا ہوگیا اور وہ اپنا ہاتھ بوقتِ شب حضرت کی خدمت میں لایا۔ حضرت نے اس کا ہاتھ اسی جگہ رکھدیا اور وہ ایسا درست ہوگیا کہ نشان تک قطع ہونے کا باقی نہ رہا۔

تیسرا واقعہ اعجاز

کعبہ کے بڑے بت کا گواہی دینا

ایک روز کفارِ مکہ نے سرورِ کائنات سے کہا کہ اے محمد صلعم! ہمارا پروردگار ہبل (کعبہ کا سب سے بڑا بت) ہمارے بیماروں کو تندرست کر دیتا ہے اور ہم کو ہلاکتوں سے نجات دیتا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ تم جھوٹے ہو۔ ہبل پتھر کا ٹکڑا ہے۔ وہ کسی شئے پر قدرت نہیں رکھتا۔ کفار نے کہا۔ اے ابوالقاسم کیا کہہ رہے ہو ہمارا خدا خفا ہو جائے اور تم کو کسی سخت بیماری میں مبتلا کردے تم لوگوں کو اس کی پرستش سے بھی روکتے ہو۔ حضرت نے فرمایا کہ ان جملہ امور پر سوائے خالقِ کون ومکان کے کوئی قادر نہیں ہے۔ کفار نے کہا کہ اگر یہ سچ ہے کہ تمہارے خدا کے سوا کوئی قادر نہیں ہے تو اپنے خدا سے دعا کرو کہ ہمیں بلاؤں میں مبتلا کرے تاکہ ہم اپنے خدا سے شفا کا سوال کریں اور تمہیں معلوم ہو جائے کہ ہبل بھی تمہارے خدا کا شریک ہے۔ ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ خداوندِ عالم بعد تحفۂ درود وسلام کہتا ہے کہ آپ ان لوگوں پر نفرین کیجئے۔ حضرت نے فوراً نفرین کی اور وہ لوگ اسیوقت کوڑھ۔ فالج وغیرہ میں مبتلا ہو گئے اور

بعض نابینا ہو گئے۔ اور بعض کے ہاتھ پاؤں جدا ہو گئے اور سوائے کان اور
زبان کے کوئی عضو اُن کا صحیح نہیں رہا۔ قریش نے اُن لوگوں کو کعبہ میں لیجا کر ہُبل
سے دعا کی اور شفا طلب کی۔ ناگاہ ہُبل نے بقدرت خداوندی کہا کہ اے
دشمنانِ خدا میں کسی امر پر قادر نہیں اور قسم ہے اُس خدا کی جس نے حضرت محمد صلعم
کو مبعوث بہ رسالت کیا ہے وہ بہترین مخلوق اور افضل انبیا ہیں۔ اگر وہ مجھ پر
نفرین کرینگے تو میرے اعضا ریزہ ریزہ ہو جائینگے اور ہوا میرے اجزا کو اطراف
عالم میں پراگندہ کر دے گی اور میرا نشان باقی نہ رہیگا۔ جب اُس گروہ نے ہُبل کا
جواب سنا تو مایوس ہو کر واپس ہوئے تو خدمتِ رسول الثقلین میں آ کر فریاد کرنے
لگے حضرت نے اُن کے لئے دعا کی اور وہ تندرست ہو گئے اور پہلے سے بھی
زیادہ اچھی حالت میں ہو گئے اور مع اپنے بعض اعزاء کے حضرت پر ایمان لائے

چوتھا واقعہ اعجاز

چوب ہائے سقف کا اژدہا بنجانا

ایک مرتبہ کئی یہودی حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور سوال کرنے لگے
حضرتؐ نے ہر ایک سوال کا جواب شافی دے کر خدا کی حجت اُن پر تمام کی
تو یہودیوں نے کہا اے محمد صلعم اگر آپ خدا کے پیغامبر ہیں تو ہمیں کوئی معجزہ
مثل عصائے موسیٰؑ کے ظاہر کیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں جو کچھ لایا ہوں وہ عصائے
موسےٰؑ سے بہتر ہے اس لئے کہ میرا معجزہ قرآن ہے جو قیامت تک باقی رہیگا
اور ہر زمانہ میں مخالفان حق پر حجت خدا تمام کریگا اور کوئی شخص اسپر قادر نہیں
کہ اس کے مقابلہ میں ایک سورۃ بھی پیش کر سکے۔ عصائے موسیٰؑ صرف زمانہ موسےٰؑ

کے لئے مخصوص تھا اور بعد ان کے زائل ہوگیا اور قرآن ہمیشہ ہمیشہ تاقیامت باقی رہیگا۔ مگر تمہاری خواہش پر میں ایک معجزہ ظاہر کرتا ہوں جو معجزہ موسیٰ سے زیادہ تعجب خیز اور حیرت انگیز ہوگا۔ عصائے موسیٰ کی بنسبت تو اکثر لوگ یہ بھی کہدیتے تھے کہ اس میں کوئی ایسا حیلہ رکھا ہے کہ جب ہاتھ سے اسکو پھینکتے ہیں تو وہ اژدہا بنجاتا ہے۔ مگر میری حقیقت کے اظہار کے لئے خداوند عالم ان چند لکڑیوں کو اژدہا بنادیگا جن تک میرا ہاتھ بھی نہیں پہنچ سکتا اور نہ میں وہاں موجود ہونگا۔ یعنی جب تم اپنے مکان پر پہنچو گے اور شب کے وقت ایک مجمع میں جمع ہوکر یہاں کی باتیں کروگے تو اس مکان کی چھت کی تمام لکڑیاں بقدرت خدا افعی بنجائیں گے (جن کی تعداد سو سے زیادہ ہے) اسوقت تم میں سے چار آدمیوں کا پتہ پھٹ جائیگا اور باقی تمام لوگ بیہوش ہوجائینگے۔ اور دوسرے روز جب اور یہودی تمہارے پاس پرسش احوال کے لئے آئینگے اور تم اُن سے شب کا قصہ بیان کروگے تو وہ لوگ یقین نہ لائینگے اور دوبارہ وہ لکڑیاں افعی بنجائینگی اور کچھ لوگ اُن میں سے ہلاک اور کچھ دیوانے ہوجائینگے۔ یہودیوں نے جب یہ سنا ہنسنے لگے اور باہم دیگر کہنے لگے کہ دیکھو محمدؐ صلعم کیسے دعوے کرتے ہیں اور کسقدر اندازہ سے زیادہ قدم رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا تم لوگ اسوقت تو ہنستے ہو مگر جب معجزہ دیکھوگے تو گریہ کروگے اور حیرت سے بیہوش ہوجاؤگے اگر اسوقت یہ کہوگے کہ خداوندا عالم بحق محمدؐ و آل محمدؐ جن کو تونے برگزیدہ اور پسندیدہ بنایا ہے ہم کو ان چیزوں کے دیکھنے کی قوت عطا کر تو جو لوگ ہلاک ہوگئے ہونگے وہ بھی زندہ ہوجائینگے۔ چنانچہ وہ لوگ اپنے گھروں کو چلے گئے اور شب کو جب سب یکجا جمع ہوئے تو حضرت کا قول بیان کرنے اور تمسخر و استہزا کرنے لگے۔ ناگاہ اُس مکان کی چھت جنبش میں آئی اور تمام لکڑیاں افعی بن گئیں اور یہودیوں پر حملہ کرنا چاہا اور جتنی

چیزیں اُس مکان میں مثل خم و سبو و کوزہ و نردبان دروازہ وکٹہرا وغیرہ تھا اُن سب کو کھالیا اس کے بعد جن امور کی حضرت نے خبر دی تھی یکے بعد دیگرے سب ظاہر ہوئے اور چار شخص ہلاک ہو گئے بعض بیہوش ہو گئے اور بعض نے تعلیم سرور کائنات کے بموجب حضرت کا واسطہ دیا اور دعا مانگی وہ محفوظ رہے اور پھر یہی دعا اُن مردوں پر پڑھی وہ بھی زندہ ہو گئے۔ دوسرے روز اور یہودی جمع ہوئے اور بالکل وہی واقعات ظہور میں آئے جن کی پیشینگوئی حضور نے فرمائی تھی۔ چنانچہ بعض ایمان لے آئے اور جو ایمان نہ لائے وہ ہلاک ہو گئے۔

پانچواں واقعۂ اعجاز

چیونٹیوں کی فوج کا پیدا ہونا اور حضرتؐ کے دشمنوں کو مارنا

ایک مرتبہ محبوبِ خداوند عالم یعنی حضرت محمد صلعم جانب ملکِ شام تشریف لے گئے جب وہاں سے مراجعت فرمائے مکہ ہوئے تو دو سو یہودیوں نے آنحضرت کا تعاقب کیا اور موقعہ و وقت کے متلاشی ہوئے۔ حضرت کی یہ عادت تھی کہ قضائے حاجات کے لئے گنجان درختوں کی آڑ میں تشریف لے جاتے تھے یا قافلہ سے اسقدر دور جاتے کہ کوئی دیکھ نہ سکے۔ چنانچہ ایک روز حضرت قافلہ سے بہت دور ہو گئے تو یہودیوں نے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور آپ کے قتل کا ارادہ کیا۔ ناگاہ حضرت کے قدموں کے نیچے بقدرتِ مالکِ دوجہاں چیونٹیوں کی ایک فوج کثیر ظاہر ہوئی جس نے ہر طرف سے یہودیوں کا احاطہ کر لیا اور ان کے جسم کا گوشت کھانا شروع کر دیا۔ پس وہ لوگ اپنی مصیبت میں پڑ گئے اور حضرت کو بھول گئے۔ تا اینکہ حضرت ضروریات سے فارغ ہو کر قافلہ میں

آئے۔ اہلِ قافلہ نے دریافت کیا کہ پھر لوگ آپ سے [illegible]
ہوئے حضرت نے فرمایا کہ وہ لوگ دراصل مجھے قتل کرنے کے ارادہ سے گئے
تھے مگر خداوندِ عالم نے اُن پر ملخ کو مسلط کر دیا اور وہ اپنی بلا میں گرفتار ہیں۔ چنانچہ
اہلِ قافلہ گئے اور جا کر دیکھا کہ بیشمار چیونٹے اُن کے جسموں سے چمٹے ہوئے
ہیں اور بعض اُن میں سے ہلاک ہو چکے ہیں۔ بعض قریب ہلاکت ہیں۔ پس
اہلِ قافلہ تماشہ دیکھا کئے تا اینکہ وہ سب ہلاک ہو گئے۔

چھٹا واقعۂ اعجاز

یدِ بیضا سے زیادہ انگشتِ مبارک کا روشنی دینا

یہ اکثر دیکھا گیا کہ بعض مواقعات پر حضرت نے تاریکی میں انگشتِ مبارک کو بلند
فرمایا اور اس سے نہایت تیز روشنی پیدا ہو گئی اور راستہ بآسانی طے ہو گیا
چنانچہ شبہائے تار میں جب حضور اپنے نواسوں کو بلانا چاہتے تھے اور
ندا فرماتے تھے تو وہ دونوں شاہزادے جہاں بھی ہوں قدرتِ خدا
سے حضرت کی آواز اُن تک پہنچ جاتی تھی اور حضرت اپنی انگشتِ مبارک
روزنِ دیوار سے باہر نکال دیتے تھے اُس سے اسقدر نور ساطع ہوتا تھا
کہ ماہ و خورشید اس کے سامنے ماند نظر آتے تھے۔ پس وہ دونوں اخترِ برجِ
امامت اس روشنی میں حاضرِ خدمتِ بابرکت ہو جاتے تھے۔ اور جب حضرت
انگشتِ مبارک کو کھینچ لیتے وہ نور بھی زائل ہو جاتا تھا اور اسی طرح جب وہ
دونوں شاہزادے واپس جانا چاہتے تو حضرت اپنی انگشتِ مبارک کے
[illegible]

ساتواں واقعۂ اعجاز

طمسِ اموال کا واقعہ جو مثلِ واقعۂ قومِ فرعون تھا

ایک روز ایک مردِ پیر اپنے فرزند جوان کو لے کر خدمت بابرکت رسول الثقلین میں حاضر ہوا اور بگریہ وزاری عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ میں نے اِس فرزند کی پرورش کی تربیت کی اسکو عزیز رکھا اور اپنا مال اسپر صرف کیا اب یہ جوان ہو گیا اور صاحبِ مال بن گیا اور میں مفلس ہو گیا ہوں۔ یہ مجھ کو بقدرِ ضرورت بھی نہیں دیتا۔ حضرت نے اُسے سمجھایا مگر اُس نے اقرار نہ کیا اور کہا کہ میرے پاس میری ضرورت سے زیادہ نہیں ہے۔ پیر مرد نے کہا یا حضرت اِس کے پاس گندم جو۔ مویز وخرما کے انبار اور طِلا و نقرہ کی تھیلیاں موجود ہیں یہ غلط کہتا ہے مگر اُس جوان نے کہا یا حضرت جن چیزوں کی میرا باپ خبر دیتا ہے میرے پاس نہیں ہیں۔ حضرت نے فرمایا اچھا اِس مہینے میں ہم تیرے باپ سے مسلوک ہوتے ہیں آئندہ ماہ تو اسکو دینا۔ یہ کہہ کر حضرت نے اُسامہ کو حکم دیا کہ اِس پیر مرد کو سَو درہم دیدو۔ جب دوسرا مہینہ ہوا تو پھر وہ پیر مرد لڑکے کو لے کر حاضرِ خدمت ہوا حضرت نے اُسے بہت کچھ سمجھایا۔ مگر انکار ہی کرتا رہا اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ اے نوجوان تو جھوٹ کہتا ہے۔ تیرے پاس بہت مال ہے اور تو باپ کی خدمت سے گریز کرتا ہے۔ اچھا آج کی رات تو اپنے باپ سے بھی زیادہ پریشان حال ہو جائے گا اور کوئی چیز تیرے پاس نہ رہیگی چنانچہ جب وہ نوجوان اپنے گھر پہنچا تو ہمسایہ کے لوگوں نے اُس سے کہا کہ اپنے انبار ہمارے قریب سے اٹھا کر لے جاؤ اِس لئے کہ ہم اس کی بدبو سے ہلاک ہوئے جاتے ہیں۔ وہ شخص جو انبار کے پاس گیا تو دیکھا کہ تمام

چیزیں سنگریزیں اور مٹی ہو گئیں [illegible]
مزدور بلاکر دور پھینکدینے کی ہدایت کی۔ جب وہ مزدور پھینک کر آئے
اور طالب اُجرت ہوئے تو نوجوان اپنی تھیلیوں کے پاس آیا اور چاہا کہ
اس میں سے کچھ درہم نکالکر اُجرت ادا کردے مگر دیکھا کہ تمام درہم و دینار
پتھر اور سنگریزے بن گئے۔ جب مزدوروں نے زیادہ سختی کی تو اُس نے
اپنا لباس و اسباب فروخت کر کے اُجرت ادا کی یہانتک کہ اُس کے
پاس ایک شب کا بھی قوت باقی نہ رہا۔ اور وہ اس غم میں علیل ہو گیا۔ پس
حضرت رسول کریمؐ نے فرمایا کہ وہ گروہ جو ماں باپ کے عاق شدہ ہیں اور
نافرمان ہیں اس واقعہ سے عبرت حاصل کریں اور آگاہ ہوں کہ دنیا میں جسطرح
اس کا مال متغیر ہوا اسی طرح آخرت میں بھی ان درجوں کے عوض جو بہشت میں
اس کے لئے مقرر تھے۔ درجات جہنم اس کے لئے مقرر کئے گئے (اللّٰہم احفظ)

نواں واقعہ اعجاز

مثل قبطیوں کے دشمنانِ رسولؐ پر خون کا مسلط ہونا

ایک روز کا ذکر ہے کہ جناب ختم المرسلین نے پچھنے لگائے اور خون پچھنوں کا
ابوسعید خدری کو دیا کہ اسکو لے جا کر کہیں دفن کر دے۔ ابوسعید باہر نکلتے
ہی اُس کو پی گیا اور پھر خدمتِ بابرکت میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے دریافت
کیا کہ تو نے خون کیا کیا؟ اس نے کہا یا رسول اللہؐ میں اسکو پی گیا۔ حضرت نے
فرمایا کہ میں نے تجھ سے کہا تھا کہ اسکو دفن کر دینا۔ اُس نے عرض کی کہ میں نے
[illegible]

آئندہ ایسا کام نہ کرنا۔ اور آگاہ ہو کہ چونکہ تیرا خون میرے خون سے مخلوط ہو گیا اس لئے خدا نے تجھ پر آتش دوزخ کو حرام کر دیا۔ یہ سن کر چالیس منافقین نے اس واقعہ کی ہنسی اُڑائی اور استہزا کیا اور ازروئے تمسخر کہتے تھے کہ ابوسعید نے جہنم سے نجات پائی ہے کیونکہ اس کا خون رسول اللہؐ کے خون سے مخلوط ہو گیا ہے۔ حالانکہ یہ محض افترا ہے جب آنحضرتؐ کو اس گستاخانہ کلام کی اطلاع ملی تو حضرتؐ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ ان کو خون ہی سے ہلاک کریگا۔ اگرچہ قوم موسیٰؑ خون سے ہلاک نہیں ہوئی۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد ان کی ناک اور بیخِ دنداں سے خون جاری ہوا اور چالیس دن تک اس عذاب میں مبتلا رہ کر جہنم کو سدھارے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

دسواں واقعہ اعجاز

یہودی کا انبیائے سابق کے معجزات سے رسولؐ کے معجزات کا تقابل کرنا

ایک یہودی ملکِ شام کا رہنے والا توریت و انجیل و زبور اور تمام صحفِ انبیاءؑ پر عبور رکھتا تھا اور بڑا عالم تھا۔ ایک مرتبہ مدینہ میں آیا اور مسجد نبویؐ میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ اے امتِ محمدؐ کسی پیغمبر کی کوئی فضیلت ایسی نہیں جس کو تم اپنے پیغمبر سے وابستہ نہ کرتے ہو۔ پس اگر میں کچھ سوال کروں تو کیا جواب دے سکو گے اسوقت مسجد نبویؐ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف فرما تھے۔ حضرت نے حکم دیا کہ جو تیرا جی چاہے دریافت کر سب کا جواب دیا جائیگا۔ چنانچہ جو گفتگو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور یہودی میں باہمی ہوئی وہ قارئین کے مطالعہ کے لئے ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

سوال یہودی	جواب حضرت علی کرم اللہ وجہہ
(۱) حق تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ حضرت آدمؑ کو سجدہ کریں یا حضرت محمدؐ کے بارہ میں بھی کوئی ایسا حکم صادر ہوا؟	حضرت آدمؑ کو سجدہ بغرض پرستش نہ تھا صرف اظہار فضیلت منظور تھا جو صرف ایک مرتبہ ہوا اور ہمارے رسولؐ کو اس سے بہتر مرتبہ عطا فرمایا کہ خدا خود مع جمیع ملائکہ حضرتؐ پر درود بھیجتا ہے اور جملہ مومنوں کو حکم دیا کہ تا قیامت اُن پر درود بھیجیں۔
(۲) خدا نے حضرت آدمؑ کی توبہ قبول فرمائی اور ان کو مغفور کیا	ہمارے رسولؐ کو اس سے بہتر مرتبہ عطا فرمایا اور بغیر ارتکاب معصیت حضرتؐ سے خدا نے فرمایا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر
(۳) حق تعالیٰ ادریسؑ کو مقام بلند پر لیگیا اور میوہ ہائے بہشت سے ممتاز کیا	ہمارے پیغمبرؐ کو اس سے بہتر مرتبہ عطا فرمایا اور کہدیا کہ وَرفعنا لک ذکرک۔ علاوہ ازیں اگر ادریسؑ کو اُن کی وفات کے بعد میوہ ہا جنت سے ممتاز کیا تو ہمارے پیغمبرؐ کو جو ماں اور باپ کی جانب سے یتیم تھے دنیا میں طعامہائے بہشت سے ممتاز کیا
(۴) نوح علیہ السلام نے اپنی اُمت کی سختیوں پر صبر کیا اور جسقدر اُن لوگوں نے نوحؑ کی تکذیب کی اسیقدر نوحؑ نے زیادہ سعی تبلیغ میں کی	ٹھیک ہے مگر حضرت محمدؐ نے مکہ میں قریش کے آزار پر صبر کیا اور جسقدر وہ لوگ تکذیب کرتے تھے آنحضرتؐ اسیقدر تبلیغ رسالت میں سعی فرماتے تھے تا اینکہ خداوند عالم سے اَکملتُ لکُم دینکم کی سند حاصل کرلی۔ لوگوں نے حضرتؐ پر کوڑا پھینکا حضرتؐ نے صبر کیا۔ پتھر مارے اور خاموش رہے ابولہب نے بچہ دان ناقہ معہ کثافت کے حضرتؐ کے سر مبارک پر پھینکا اور حضرتؐ نے صبر کیا حالانکہ خداوند عالم نے جابل فرشتہ کو جو پہاڑوں پر مامور ہے حکم دیا کہ پہاڑوں کو شگافتہ کرے

	اور جو میرا حبیب حکم دے اس کی تعمیل کریں پس وہ فرشتہ حاضر ہوا اور اجازت طلب کی کہ اگر آپ حکم دیں تو میں انکے سروں پر پتھر گراؤں مگر حضرت نے انکار کیا اور فرمایا کہ میں رحمت کے لئے مبعوث ہوا ہوں یہ لوگ نادان ہیں خدا ان کو ہدایت کرے۔ اے یہودی نوح نے بوجہ قرابت بیٹے کی سفارش کی اور اس کی بداعمالی کو بھول گئے مگر ہمارے پیغمبر نے قرابت کا پاس نہ کیا اور دشمنانِ حق سے انتقام لینے کے لئے شمشیر کھینچ لی اور کچھ پاس قرابت نہ کیا بلکہ ان کو خدا کا دشمن تصور کیا۔
(۵) نوحؑ نے اپنی قوم پر نفرین کی اور آسمان سے اسقدر پانی برسا کہ انکی قوم غرق ہو گئی۔	دعائے نوحؑ دعائے غضب تھی مگر حضرت محمد صلعم نے اپنی قوم پر نزولِ رحمت کی دعا کی اور پانی آسمان سے بے اندازہ برسا۔
(۶) خدا نے ہوا کے ذریعہ سے ہودؑ کا انتقام اُن کے دشمنوں سے لیا	ہاں مگر حضرت محمد صلعم کے لئے اس سے بہتر سبب پیدا کیا یعنی غزوہ خندق میں ایک ہوا بھیجی جس کے ہمراہ سنگریزے بھی تھے اور ملائکہ کا لشکر بھیجا جسکو دشمنان دین نہ دیکھ سکتے تھے۔ پس حضرت کے اس معجزہ میں حضرت ہود سے دو باتیں زیادہ تھیں ایک یہ کہ ان کے ہمراہ لشکر ملائکہ نہ تھا دوسرے یہ کہ یہ ہوا قوم ہودؑ کے لئے بادِ غضب تھی اور یہاں بادِ رحمت

	...جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیہم ریحاً وجنوداً لم تروہا۔
(۷) حق تعالیٰ نے حضرت صالح کے لیے پتھر سے ناقہ پیدا کیا کہ اُن کی قوم عبرت حاصل کرے	ہاں۔ مگر حضرت محمد صلعم کو اس سے بہتر اعزاز عطا کیا۔ ناقۂ صالح نے تو حضرت صالح سے کلام نہ کیا تھا لیکن ہم خدمتِ اقدس میں حاضر تھے کہ ایک اونٹ حضرت کے پاس آیا اور فریاد کرنے لگا پس خدا نے اسکو گویا کیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ فلاں شخص نے مجھ سے کام لیا تا اینکہ میں پیر و ضعیف ہو گیا اور اب چاہتا ہے کہ مجھکو نحر کرے میں آپ کے پاس پناہ لایا ہوں حضرت نے اُس کے مالک کو بلایا اس نے وہ اونٹ حضرت کو بخشدیا اور حضرت نے اسکو رہا کر دیا۔
(۸) حضرت ابراہیمؑ کو خدا نے سنِ طفولیت میں عجائب مخلوقات آسمان و زمین کے سبب عبرت حاصل کرنے کی توفیق دی اور وہ معرفتِ الٰہی میں کامل ہو کر دلائل حق شناسی کو بیان کرتے تھے۔	مگر حضرت ابراہیمؑ پندرہ برس کے بعد اِن امور سے واقف ہوئے لیکن رسول اللہؐ کی عمر جب سات سال کی ہوئی اسوقت ایک گروہ عیسائی تاجروں کا مکہ میں آیا اور درمیان صفا و مروہ قیام پذیر ہوا۔ اُنہوں نے حضرت کو دیکھا۔ پوچھا کیا نام ہے؟ فرمایا محمدؐ۔ باپ کا نام دریافت کیا۔ کہا عبداللہ۔ زمین کی طرف اشارہ کیا اسکا کیا نام ہے۔ آپ نے فرمایا۔ زمین پھر پوچھا یہ اوپر کیا ہے۔ کہا آسمان۔ پھر کہا ان دونوں کا پیدا کرنے والا کون ہے۔ جواب دیا۔ خدا۔ اس کے بعد غضبناک ہو کر فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ مجھکو دین میں مشکوک کرو حالانکہ ناممکن ہے۔ آگاہ ہو کہ سات سال کی عمر میں اقرار

	وحدانیت علی الاعلان کیا اور اُن لوگوں سے جو قمار باز تھے اور خدا کا شریک قرار دیتے تھے خوف نہ کھایا اور تنہا لا الہ الا اللہ کہا۔
(۹) حضرت ابراہیمؑ نمرود سے تین حجابوں میں مستور ہوئے۔	مگر محمد صلعم اس شخص سے پانچ حجابوں میں مستور ہوئے جو آپ کے قتل کا ارادہ رکھتا تھا جیسا کہ خداوندِ عالم اپنے کلامِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے وجعلنا من بین ایدیھم سدًّا (ہم نے اُن کے آگے ایک سد قرار دی۔ دوسرا حجاب۔ ومن خلفھم سدًّا (اور ان کے پیچھے ایک سد مقرر کی) تیسرا حجاب۔ فاغشیناھم فھم لا یبصرون۔ (پس ہم نے اُن کی آنکھوں کو بند کر دیا اور وہ نہ دیکھ سکے۔ چوتھا حجاب۔ واذا قرأت القرآن جعلنا بینک وبین الذین لا یومنون بالآخرۃ حجابًا مستورًا یعنی جب تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تمہارے اور اُن کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں لائے ایک پوشیدہ کرنے والا پردہ قرار دیتے ہیں۔ پانچواں حجاب۔ انا جعلنا فی اعناقھم اغلالًا فھی الی الاذقان فھم مقمحون۔ یعنی ہم نے ان کی گردنوں میں طوق پہنائے جو ان کی زنخدانوں سے وصل ہو گئے اور یہ لوگ وہ ہیں جن کا سر ہوا میں ہے اور آنکھیں بند ہیں۔
(۱۰) ابراہیم علیہ السلامؑ	

اس کافر پر حجت تمام کی جس نے اُن کے ساتھ مجادلہ کیا۔	ایک بار حضرت رسول خدا ... تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا جو بروز قیامت مُردوں کے زندہ ہونے سے انکار کرتا تھا۔ وہ اپنے ہاتھ میں ایک پُرانی ہڈی لئے ہوئے تھا جس کو اس نے ریزہ ریزہ کر دیا اور کہا کہ استخوان بوسیدہ کو کون زندہ کرتا ہے۔ حضرت نے فرمایا وہی زندہ کر سکتا ہے جس نے ان کو پہلے پیدا کیا تھا اور وہ ہر مخلوق پر قادر ہے اور عالم و دانا ہے۔ پس وہ شخص مغلوب و منکوب ہو کر واپس لوٹ گیا۔
(۱۱) حضرت ابراہیمؑ نے محض رضائے خدا کے لئے بتوں کو توڑا	حضرت نے کعبہ کے تین سو ساٹھ بتوں کو توڑ کر سرنگوں گرا دیا محض رضائے خدا کے لئے اور ملکِ عرب سے بُت پرستی زائل کر دی اور بت پرستوں کو تلوار سے ذلیل و خوار کیا۔
(۱۲) حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزند کو لٹایا کہ راہ خدا میں قربان کر دیں۔	ابراہیم نے گوسفند نازل ہونے پر اپنے فرزند کو ذبح نہ کیا مگر حضرت محمد صلعم نے عظیم تر درد کو برداشت کیا۔ یعنی جنگ احُد میں جب اپنے چچا حضرت حمزہ کی لاش پر آئے (جو خدا کے شیر تھے) اور ان کو پارہ پارہ دیکھا تو باوجود محبّت کے محض رضائے خدا کے لئے اُن کی قضا کو تسلیم کیا۔ اور آہ تک نہ کی۔
(۱۳) حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں پھینکا گیا اور خدا نے اس کو سرد کر دیا۔	جب آنحضرت نے خیبر میں نزول اجلال فرمایا ایک زنِ خیبریہ نے آپ کو زہر دیا مگر خدا نے اس زہر کو بے اثر کر دیا اور اس کی گرمی کو سرد کر دیا تا اینکہ حضرت نے پوری عمر راحت سے بسر کی اور بالآخر اسی زہر کے اثر سے

	رحلت فرمائی اور ثواب شہادت پایا۔
(۱۴) حق تعالیٰ نے خیر عظیم کو یعقوبؑ کا حصہ قرار دیا کہ اسباط کو ان کی نسل سے پیدا کیا اور حضرت مریمؑ بھی انہیں کی اولاد سے تھیں	حضرت رسول صلعم کے حصہ میں اس سے زیادہ خیر و بہتری قرار دی کہ فاطمہ زہرا کو ان کی نسل سے پیدا کیا اور حسن و حسین کو اُن کا فرزند قرار دیا۔
(۱۵) یعقوب نے فراق پسر میں اتنا صبر کیا کہ قریب ہلاکت پہنچ گئے۔	حضرت یعقوب کا غم تو وصل یوسف پر ختم ہو گیا مگر حضرت رسول صلعم باختیار خود اپنے فرزند ابراہیم کے انتقال پر راضی ہوئے اور اس کے غم میں صبر کیا اور فرمایا کہ نفس اندوہناک ہے دل بیتابی کرتا ہے۔ اے ابراہیم تیرے لئے میں اندوہناک ہوں مگر وہ کلمہ نہیں کہتا جو خدا کی ناراضگی کا باعث ہو۔
(۱۶) یوسف علیہ السلام نے باپ کی مفارقت دیکھی اور ترک معصیت کے لئے مشقت زندان اختیار کی اور کنوئیں میں گرائے گئے۔	حضرت محمد صلعم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور حرم خدا سے مفارقت گوارہ کی۔ غربت کی تلخی چکھی اور اہل و عیال کی جدائی برداشت کی۔ چونکہ خداوند عالم اس مفارقت سے جو صدمہ رسول کو ہوا اس سے واقف تھا اس لئے خواب یوسف کی مانند ایک خواب اُن کو دکھلایا اور اس خواب کی راستی تمام عالم پر ظاہر ہوئی لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ الخ اور اگر یوسف زندان میں محبوس ہوئے تو رسول اکرم نے محض رضائے خالق کے لئے تین سال تک اپنے تئیں شعب ابو طالب

	محبوس رکھا۔ احباب و اعزا کی مفارقت گوارا کی تا اینکہ خداوند عالم نے اپنی ضعیف ترین مخلوق دیمک کو مامور کیا کہ دشمنوں کے مکر کو باطل کرے چنانچہ دیمک نے وہ نامہ جو حضرت کے قطع رحم کے لئے دشمنوں نے کعبہ میں رکھا تھا کھالیا اور دشمنوں کے پیمان کو باطل و ناکارہ کر دیا۔
(۱۷) حق سبحانہٗ تعالیٰ نے موسیٰؑ پر توریت نازل کی جو حکمتہائے الٰہی پر مشتمل ہے۔	خداوند عالم نے ہمارے نبی صلعم پر قرآن کو نازل فرمایا جو تمام سابقہ کتب آسمانی و صحف سے بہتر ہے اور سب کا عوض ہے اور بے حساب حکمتیں حضرت کو مرحمت فرمائیں۔
(۱۸) خداوند عالم نے طور سینا پر حضرت سے کلام کیا	ہمارے نبی صلعم سے سدرۃ المنتہیٰ پر باتیں ہوئیں۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔
(۱۹) خدا نے حضرت موسیٰؑ میں یہ اثر دیا تھا کہ جو ان کو دیکھتا تھا اُن سے محبت کرتا تھا۔	ہمارے نبی صلعم کو اس سے عظیم تر درجہ مرحمت ہوا کہ خداوند عالم نے اپنی وحدانیت کے ساتھ ان کی رسالت کو مقرون کیا جب ہم اشہدان لاالٰہ کی صدا بلند کرتے ہیں تو اشہدانَّ محمدؐ رسول اللہ بھی کہتے ہیں
(۲۰) حضرت موسیٰؑ کی منزلت کے سبب خدا نے اُن کی والدہ پر وحی نازل فرمائی۔	حضرت محمدؐ صلعم کی والدہ کو ملائکہ نے ندا دی کہ یہ رسولؐ ہیں اور ان کا نام نامی تمام آسمانی کتابوں میں مرقوم ہے۔ اور خواب دکھایا کہ یہ تمہارا فرزند سیدالاولین و آلآخرین ہے۔ اس کا نام محمدؐ (صلو علی النبی) رکھو کہ یہ نام خدا کے نام سے مشتق ہے خدا محمود ہے اور یہ محمدؐ
(۲۱) خدا نے موسیٰؑ کو فرعونؑ	حضرت محمدؐ صلعم کو بہت سے فرعونوں کی طرف بھیجا مثل

مبعوث کیا اور اذیت بزرگ ان کو دی	ابوجہل وعتبہ وشیبہ وابوالبختری ونضر بن الحرث وامیہ بن خلف ومنبہ وغیرہ کے اور وہ پانچ اشخاص جو حضرت سے استہزا کرتے تھے یعنی ولید بن مغیرہ مخزومی وعاص بن وائل سہمی واسود بن عبد یغوث زہری واسود بن مطلب وحارث بن طلاطلا۔ پس خدا نے ان کو آیات اور معجزات دکھائے۔ تاانیکہ ان پر ظاہر ہوگیا کہ حضرت حق پر ہیں۔
(۲۲) خدا نے فرعون سے حضرت موسیٰؑ کا انتقام لیا	خداوند عالم نے رسولِ اکرمؐ کا بھی انتقام لیا اور ان پانچ شخصوں کے بارہ میں جو حضرتؐ سے استہزا کرتے تھے۔ فرمایا۔ انا کفیناک المستھزئین (یعنی استہزا کرنے والوں کے شر سے تمہاری کفایت کی) اور ان پانچوں کو ایک دن میں عذابہائے مختلف سے ہلاک کیا۔
(۲۳) خدا نے حضرت موسیٰؑ کو عصا دیا تھا جب اس کو پھینکتے تھے اژدہا ہوجاتا تھا۔	حق تعالیٰ نے ہمارے رسولؐ کو اس سے بہتر معجزہ عطا فرمایا۔ اس لئے کہ ابوجہل نے کسی سے ایک اونٹ خریدا اور اس کی قیمت ادا نہ کی۔ اونٹ والا پریشان تھا اور ابوجہل تک اس کی رسائی نہ ہوتی تھی کیونکہ وہ ہر وقت شراب خواری میں مشغول ومستغرق رہتا تھا۔ پس ایک شخص نے مالک اشتر کو حضرت کا نشان بتلا کر کہا کہ یہ تجھکو قیمت اونٹ کی دلوا سکتے ہیں۔ حالانکہ ابوجہل کی تمنا تھی کہ کوئی موقعہ ایسا آئے کہ رسول میرے پاس آئیں اور میں استہزا وتمسخر کروں مگر حضرت نے پرواہ نہ کی اور اس اونٹ والے کی خواہش پر ابوجہل کے گھر چلے گئے اور فرمایا کہ اے ابوجہل اٹھی

	اس کی قیمت ادا کر۔ پس وہ گھبرا کر اٹھا اور اس نے قیمت ادا کر دی۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ تو حضرت سے ڈر گیا اور ڈر کر روپیہ ادا کر دیا وہ بولا مجھے معاف رکھو جب حضرت تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ اُن کے دائیں طرف چند اشخاص چمکدار حربے لئے ہوئے اور بائیں جانب دو اژدہے تھے جو دانت پیس رہے تھے۔ مجھے خوف ہوا کہ شاید انکار کرنے پر وہ میرا عضو عضو جدا کر دینگے۔ پس اے یہودی ایک اژدہا اُن میں کا حضرت موسیٰؑ کے اژدہے کے مقابل سمجھ اور رہا باقی ایک اژدہا اور آٹھ فرشتے زیادہ ہوئے جو خدا نے حضرت کی نصرت کے لئے بھیجے۔
(۲۴) خدا نے حضرت موسیٰؑ کو دستِ نورانی عطا کیا تھا۔	ہمارے نبی صلعم کو اس سے بہتر نور عطا فرمایا۔ آپ جس مجلس میں تشریف رکھتے تھے آپ کے راست وچپ ایک ایسا نور ساطع ہوتا تھا جسکو سب دیکھتے تھے۔
(۲۵) حضرت موسےٰؑ کے لئے دریا نے راستہ دیا۔	ہمارے نبی صلعم کے لئے اس سے بہتر ہوا۔ سنو! جبکہ ہم غزوۂ حنین میں حضرت کے ہمرکاب تھے۔ ایک ندی کے کنارہ پر پہنچے جس کا عمق چودہ قدِ آدم تھا جس کو دیکھ کر جملہ اصحاب گھبرائے اور خدمتِ رسولؐ میں عرض کرنے لگے کہ اب ہمارا کیا حال ہوگا۔ دریا کا یہ عالم ہے اور دشمن پیچھے آرہے ہیں جس طرح اصحاب موسیٰؑ نے انا لمدرکون کہا تھا۔ پس اسوقت حضرت ناقے سے اُترے اور فرمایا خداوندا تو نے ہر پیغمبر کے لئے ایک معجزہ عطا کیا ہے۔

	[illegible] ہوئے اور پانی پر چلے تمام اصحاب بھی آپ کے ہمراہ چلے اور اس سے پار اُتر گئے اور گھوڑوں کا سُم بھی تر نہوا
(۲۶) خدا نے موسیٰ کو ایک پتھر دیا جس سے بارہ چشمے ظاہر ہوئے تھے	جب حضرت نے حدیبیہ میں نزول اجلال فرمایا اور اہل مکہ نے محاصرہ کر لیا تو اصحاب نے حضرت سے تشنگی کی شکایت کی اور قریب تھا کہ ان کے چارپائے تشنگی سے ہلاک ہو جائیں۔ حضرت نے ایک ظرف طلب فرما کر اپنا دستِ مبارک اُس ظرف میں رکھا معاً آپ کی انگشت ہائے مبارک سے اسقدر پانی جاری ہوا کہ تمام انسان اور جانور سیر ہو گئے اور سبھوں نے اپنی مشکیں بھر لیں اور پھر ایک مرتبہ حدیبیہ میں ایسا اتفاق ہوا کہ پانی باقی نہ رہا لہٰذا حضرت نے اب کی مرتبہ اپنے ترکش سے ایک تیر نکالکر براءؓ بن عازب کو دیا اور حکم فرمایا کہ اس خشک کنوئیں پر لے جا جو قریب ہے اور اس میں اِس تیر کو نصب کر دینا چنانچہ جب اس نے وہ تیر نصب کیا تو اس کے نیچے سے بارہ چشمے جاری ہوئے۔ تیسرا واقعہ روز میقات کا ہے کہ کسی کے پاس پانی باقی نہ تھا۔ حضرت نے ظرفِ وضو طلب فرما کر اپنا دستِ مبارک اس میں داخل کر دیا چنانچہ اس سے اسِقدر پانی بلند ہوا کہ آٹھ ہزار آدمیوں نے وضو کیا اور سب سیراب ہوئے اور چوپایوں کو سیراب کیا اور جسقدر جہاں مشکوں میں بھر لیا۔

(۲۷) خدا نے حضرت موسیٰ کو من و سلویٰ عنایت کیا۔	خدا نے رسول اور ان کی امت کے مالِ غنیمت کو حلال کیا جو پہلے حلال نہ تھا اور جو مرغ بریاں اور ترنج سے بہتر ہے بلکہ یہ مزید عطیہ دیا کہ عمل صالح کے قصد کرنے پر ثواب مقرر فرمایا یعنی جو شخص عمل صالح کا قصد کریگا اسکو ایک درجہ ثواب کا ملیگا۔ خواہ اسکو بجا لائے یا نہ بجا لائے۔ اور جو بجا لائیگا تو دس درجے ثواب کے ملینگے۔
(۲۸) خدا نے ابر کو حضرت موسیٰ اور ان کے لشکر کا سائبان بنایا۔	موسےٰ کے لئے تو صرف ایک موقعہ ایسا ہوا۔ اور ہمارے نبی پر تو از روزِ ولادت تا رحلت ہر وقت ابر سایہ فگن رہا۔

محمدؐ کی مانند کوئی نہیں　　　ہوا ہے نہ ایسا ہوگا کہیں
یہ اسرارِ حق تھا جو سایہ نہ تھا　　　کہ رنگِ دوئی واں سمایا نہ تھا
نہ ہونے کے سایہ کا یہ تھا سبب　　　ہوا صرف پوشش میں کعبہ کی سب
سبھوں نے لیا تیلیوں میں اٹھا　　　زمیں پر نہ سائے کو گرنے دیا
سیاہی کا پتلی کی یہ ہے سبب　　　وہی سایہ آنکھوں میں پھرتا ہے اب

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ دائماً ابداً ہ

(۲۹) خدا نے داؤدؑ کے لئے آہن کو نرم کر دیا تھا کہ حضرت اپنے ہاتھ سے موڑ موڑ کر زرہ بنا لیتے تھے۔	ہمارے نبی صلعم کے لئے بھی خداوند عالم نے غزوہ خندق میں سنگِ سخت کو نرم کر دیا اور صخرہ بیت المقدس کو آپکے زیرِ قدم مثل خمیر نرم کر دیا اور ہم نے ایسے معجزات اکثر دیکھے ہیں۔
(۳۰) داؤدؑ نے اپنی خطا پر	ہمارے نبی صلعم جسوقت نماز کو استادہ ہوتے تھے تو شدتِ

اسقدر گریہ کیا کہ پہاڑوں نے ان کے ساتھ حرکت کی اور نالہ و فریاد کی۔	خوفِ الٰہی سے گریہ فرماتے تھے اسوقت آپ کے سینہ سے ایسی آواز پیدا ہوتی تھی جیسے دیگ آتش پر جوش کھاتی ہے باوجودیکہ حق تعالیٰ نے حضرت کو اپنے عتاب سے امین کیا تھا مگر صرف خشوع و خضوع کا یہ نتیجہ تھا جو دوسروں کے لئے تعلیم کا سبب ہوا اور دس سال تک آنحضرت نے پاؤں کی انگلیوں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ یہانتک کہ پاؤں متورم ہو گئے۔ اور حضرت اسقدر گریہ فرماتے تھے کہ بیہوش ہو جاتے تھے۔ اگر پہاڑوں نے داؤد کے ساتھ حرکت کی تو ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ باتیں کیں۔ آپ کے احکام کی تعمیل کی اور سلام کیا اور جنبش کر کے قریب آئے اور پھر واپس لوٹ گئے۔
(۳۱) خدا نے سلیمان کو ایسی بادشاہی دی جو دوسرے کو نہ ملی۔	اس سے زیادہ خداوند عالم نے اپنے محبوب کو عطا کیا ایک روز ایک فرشتہ خدمت محبوب خدا میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ اگر آپ کو یہ منظور ہو کہ زمین پر ہمیشہ بانعمت و بادشاہی رہیں تو یہ کنجیاں حاضر ہیں لیجیئے ان کی بدولت تمام پہاڑ سونے و چاندی کے ہو جائینگے اور آپ کے ساتھ رہینگے اور آخرت میں جو درجات آپکے واسطے مقرر ہیں ان میں کمی نہ آئے گی۔ اسوقت حضرت نے جواب دیا کہ میں خدا کا پیغمبر اور بندہ رہنا چاہتا ہوں کہ ایکروز کھاؤں اور ایک روز گرسنہ رہوں اور بہت جلد پیغمبران ماسلف سے جا ملوں۔ پس حق تعالےٰ نے آپ کے

	درجوں پر حوضِ کوثر اور شفاعت کو زیادہ کیا اور یہ سلیمان اور آئندہ آنے والے کُل بادشاہوں کی بادشاہی سے ستر حصے زیادہ ہے اور مزید برآں خدا نے حضرت کے مقامِ محمود کا وعدہ فرمایا کہ قیامت میں آپ عرش پر جلوہ گر ہونگے اور اسدن کی فرمانروائی آپ کے لئے مخصوص کردی گئی۔ (صلوا علی النبی) صلی اللہ علیک یارسول اللہ دائماً ابداً۔
(۳۲) خدا نے ہوا کو سلیمان کا مسخر کردیا جو حضرت کے تخت کو صبح کے وقت ایک مہینے کی راہ پر اور شام کو ایک مہینے کی راہ پر لیجاتی تھی۔	حق تعالیٰ نے حضرت محمد صلعم کو آنِ واحد میں مکہ سے مسجدِ اقصے کی سیر کرائی جو ایک مہینہ کی راہ ہے اور وہاں سے ملکوت سمٰوات تک پہنچایا جو پچاس ہزار برس کی راہ ہے پھر قابَ قوسین اور اُس سے بھی نزدیک پہنچایا۔ جہاں حضرت نے ساقِ عرش پر انوارِ جمالِ ذوالجلال کو دیدہٗ دل سے مشاہدہ فرمایا اور جہاں خدا نے بیحد لطف و مرحمت فرمانے کے بعد ان کی امُت کے لئے تکلیف ہائے دشوار کو آسان کردیا۔
(۳۳) شیاطین کو سلیمان کا مسخر کردیا تھا۔	شیاطین ضرور مسخر ہوئے مگر کافر تھے اور کافر رہے مگر حق تعالیٰ تمہارے نبی کے لئے جن شیاطین[ا] واجنہ کو مسخر کیا وہ سب ایمان لائے۔
(۳۴) خدا نے سن طفولیت میں حضرت یحییٰ کو علم و حکمت عطا کیا اور بغیر صادر ہوئے	حضرت یحییٰ اُس عہد میں تھے جبکہ بت پرستی اور جاہلیت و تھی مگر ہمارے نبی صلعم کو خدا نے سن طفولیت میں اس جماعت کے
	نوٹ[ا]) تفصیل شیاطین و اجنّہ کی جو ایمان لائے بوجہ طوالت نظر انداز کردی گئی

کسی گناہ کے گریہ کرتے تھے۔	درمیان صاحبِ علم و حکمت بنایا۔ جو سب بُت پرست تھے اور شیطانی لشکر میں سے تھے۔ حضرت نے باوجود ایسی حالت کے کبھی بُت پرستی کی طرف رُخ نہ کیا اور نہ اُنکی عیدگاہ میں گئے اور نہ کبھی کوئی کلمہ دروغ منہ سے نکالا حتیٰ کہ سارے زمانہ میں امین و راست گفتار مشہور ہوئے اور بغیر کسی گناہ و جرم کے محض خوفِ خدا سے اسِقدر گریہ فرماتے تھے کہ حضرت کی جانماز تر ہو جاتی تھی۔
(۳۵) حضرت عیسیٰ نے گہوارہ میں کلام کیا	رسول اللہ نے شکمِ مادر سے زمین پر آتے ہی آپ نے اپنا دستِ چپ زمین پر رکھا اور دستِ راست آسمان کی طرف اٹھا کر لبِ مبارک کو ادائے کلمہ میں جنبش دی اور آپ کے دہنِ مبارک سے ایسا نور ساطع ہوا کہ اس روشنی میں یمن اور اس کے نواح کے قصر دکھائی دیئے اور آپ کی شبِ ولادت تمام دنیا میں روشن ہوگئی اور جن و شیاطین ڈر گئے۔ فرشتوں کی تسبیح و تہلیل کی آوازیں سنائی دیں ستارے مضطرب ہو ہو کر گرنے لگے تیر شہاب ہر طرف دوڑنے لگے۔ شیطان علیہ اللعن بیقرار ہوا اور اُس کے لئے راہِ آسمانی مسدود ہوئی۔
(۳۶) عیسیٰ بحکمِ خدا اندھے کوڑی کو شفا دیتے تھے	حضرت نے بھی صدہا مرضا کو صحت و عافیت عطا فرمائی اور گرفتارانِ مصیبت کو یہ آیت تعلیم فرمائی رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنیا حَسَنَةً وَفِی الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّار جس کی برکت سے صدہا لوگ صحتیاب ہوئے اور قبیلہ جہنیہ کا ایک شخص

	ایک قدح آب میں اپنا لعابِ دہن ڈالکر دیا جس کو اپنے جسم پر ملتے ہی وہ صحت یاب ہوگیا۔ اسیطرح مبروص۔ دیوانوں اور شیاطین و آسیب زدگان کو صحت عطا کی۔ رہا آنکھوں کا معاملہ کہ عیسیٰ بحکم خدا نابینا کو بینا بناتے تھے۔ ہمارے نبی صلعم نے بحکم خدا قتادہ بن ربعی کی آنکھ کو درست کیا جو جنگ اُحد میں نیزہ لگنے سے خراب ہوگئی تھی۔ اسطرح کے صدہا معجزات ظہور میں آئے۔ اگر تو کہتا ہے کہ عیسیٰ نے مُردوں سے باتیں کیں تو حضرت نے اس سے عجیب تر معاملات دکھائے۔ یعنی جب آپ نے قلعہ طائف میں نزول اجلال فرمایا اور وہاں کے باشندوں کا محاصرہ کیا تو اُنہوں نے ایک گوسفند بریان زہر آلود حضرت کے واسطے بھیجا۔ معاً اُس گوسفند کا دست گویا ہوا کہ یا رسول اللہ مجھ کو نہ کھانا اس لئے کہ مجھ میں زہر ملا ہوا ہے۔ اے یہودی تو اندازہ کر سکتا ہے کہ حیوان زندہ کا انسان سے کلام کرنا ہی معجزہ ہے یا کہ گوسفند بریاں کا گویا ہونا۔ یہ معجزہ عظیم تر ہے۔
(۴۷) کہتے ہیں کہ حضرت عیسٰے اپنی قوم کو اُن چیزوں کی خبر دیتے تھے جن کو وہ کھاتے اور جمع کرتے تھے۔	حضرت عیسیٰ نے تو اپنی قوم کو اُن چیزوں کا حال بتایا جو دیوار کی آڑ میں ہوتی تھیں۔ مگر حضرت محمدؐ صلعم نے ایسی چیزوں کو بتایا جو ایک ماہ کی راہ پر تھیں۔ چنانچہ جنگ موتہ کے حالات سے مطلع کیا جسوقت کوئی شہید ہوتا تھا یا لڑنے جاتا تھا حضرت من و عن بیان فرما دیتے تھے اور مکرر ایسا اتفاق ہوا ساکنین کے

	سوالات کو خود بیان فرما دیتے تھے اور پھر تشفی آمیز جواب سے ان کی تسکین فرما دیتے تھے۔ اکثر اہل مکہ کو ان کے رازہائے پنہاں سے مطلع کیا۔
(۳۸) کہتے ہیں حضرت عیسےٰ نے مٹی کے جانور بنائے ان میں روح پھونکی اور وہ اڑ گئے	حضرت رسول الثقلین نے جنگ حنین میں ایک پتھر کو دستِ مبارک میں اٹھا لیا جس سے تسبیح و تقدیس کی آواز پیدا ہوئی اور سب نے سنی پھر حضرت نے اس پتھر سے کہا شگافتہ ہو جا وہ تین ٹکڑے ہو گیا اور ہر ٹکڑے سے آوازِ تسبیح آنے لگی۔ ایک مرتبہ حضرت نے درخت کو حکم دیا اور وہ زمین کو پھاڑ کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس کی ہر شاخ سے تسبیح و تہلیل کی آواز سنائی دی۔ پھر فرمایا کہ میری پیغمبری کی شہادت دے اس نے گواہی دی اور پھر بحکم رسول اپنی جگہ پر واپس چلا گیا اور یہ واقعہ مکہ معظمہ میں پہلوئے خانۂ قصاب میں واقع ہوا۔
(۳۹) کہتے ہیں عیسیٰ جہاں گردی اور زمین کی سیر و سیاحت کرتے تھے۔	حضرت نے بیس سال جہاد کیا اور اپنے لشکر کے ساتھ جہاد کے لئے برابر سفر کرتے رہے۔
(۴۰) بیان کیا جاتا ہے کہ عیسیٰ بڑے زاہد تھے۔	حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زاہد ترین انبیاء تھے۔ آپ نے کبھی نان گندم نہیں کھائی اور نانِ جویں سے بھی پے در پے تین روز سیر نہ ہوئے۔ جب دنیا سے رحلت فرمائی آپ کی زرہ چودہ درہم کے عوض ایک یہودی کے پاس گرو تھی اور باوجود مال غنیمت حاصل کرنے کے آپ کے پاس دینار و درہم

[illegible]

اور چار چار لاکھ درہم لوگوں کو تقسیم کئے مگر شب کو اگر کسی نے سوال کیا تو کچھ نہ نکلا۔

یہودی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا نے کسی رسول و پیغمبر کو کوئی فضیلت ایسی نہیں دی جس کو رسول کے لئے مختص نہ کیا ہو بلکہ جو اور پیغمبروں کو دیا تھا اُس سے ہزاروں حصہ زیادہ آپ کو عطا فرمایا۔ یہ کہہ کر یہودی نے کلمہ پڑھا اور مشرف باسلام ہوا۔ اُسوقت ابنِ عباس نے حضرت علی سے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ راسخ فی العلم ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا کہ میں ان فضائل کو حضرتِ اقدس کے حق میں کیونکر نہ بیان کروں جس کے اخلاق کو خدا نے باوجود اپنی عظمت و جلال کے عظیم و بزرگ قرار دیا اور اُن کی شان میں اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم فرمایا۔

ذکرِ بعثت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آیا قریبِ وقتِ نبوت تو مصطفےٰ — جو خواب دیکھتے تھے وہ ہوتا تھا بر ملا
غارِ حرا میں صرفِ عبادت تھے بار ہا — جس سمت سے گذرتے تھے وہ مرسلِ خدا
چلاتے تھے درخت کہ معجز نما ہو تم
پتھر پکارتے تھے کہ خاصِ خدا ہو تم

الغرض ۱۶ر جولائی ۶۲۲ء کو یوم بعثت قرار پایا۔ پیکِ رب یہ پیام لایا کہ اے محمدؐ خداوندِ علام بعد تحفہ درود و سلام حکم فرماتا ہے کہ غار سے نکلو اور شہر میں جاؤ۔ مخلوق کو لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا حکم سناؤ۔ نقارۂ وحدانیت پر چوب لگاؤ

اقرا باسم ربک الذی خلق خلق الانسان

من علق۔ اقرا و ربک الاکرام الذی علّم بالقلم علّم الانسان مالم یعلم کو زبان پر لاؤ چنانچہ بارگاہِ احدیت سے اُس آفتاب محبوبیت باعثِ تخلیق ارض و سما شمس الضحیٰ بدر الدجےٰ۔ خاتم پیغمبران۔ سردار مرسلان۔ افتخار انس و جان۔ مرجع قدوسیان شفیع عاصیان۔ نبی آخر الزمان۔ احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو تاجِ رسالت اور خلعتِ نبوت عطا ہوا۔ جبرئیل امین نے عزت و کرامت کی کرسی پر سردار دو جہاں کو بٹھایا۔ دنیا کو جمالِ پاک کا نمونہ دکھایا۔ لوائے حمد کو پیش کیا اور خدمتِ بابرکت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ اب زبانِ مبارک سے حمدِ خدا کیجئے اور کار تبلیغ میں مصروف ہوجئے۔

غزل

توحید کا ڈنکا عالم میں بجوا دیا کملی والے نے
قل لا الہ الا اللہ فرما دیا کملی والے نے

جب چہرۂ زیبا کملی سے چمکا دیا کملی والے نے
گھنگھور گھٹائیں سورج کو شرما دیا کملی والے نے

دل اس کی نبوت پر صدقے تھے جان اس کی شفاعت پر قرباں
کہہ لنکے خدا سے امت کو بخشوا دیا کملی والے نے

زلفوں کی مہک نے مست کیا تیوروں کی جھلک نے دل چھینا
ہر طرح کی بانکی اداؤں سے لٹوا دیا کملی والے نے

قربان لٹوں کی انوٹ کے لٹ لٹ کی لٹک میں دل اٹکے
جب چہرۂ زیبا پر گیسو لٹکا دیا کملی والے نے

سب سے پہلے حضرت نے اپنی زوجۂ محترمہ کو احکامِ اسلام تلقین و تبلیغ کئے عورات میں سب سے پہلے وہ مسلمان ہوئیں۔ بچوں میں علی ابن ابیطالب اسد اللہ الغالب مظہر العجائب و الغرائب نے ادائے شہادت کی۔ بوڑھوں میں حضرت ابوبکر نے قبول اسلام میں پیشقدمی کی۔ عباد میں حضرت بلال نے سب سے پہلے شرفِ اسلام حاصل کیا۔ موالیان میں سب سے پہلے زید بن حارث نے دولتِ ایمان کو حاصل

مسلمان ہوئے تھے تب ایمان ہوئے۔ جب پرچی ... نور اسلام کے

رشتہ جوڑا تاریخ بعثت میں اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے ۲۷ رجب المرجب تھی بعض کہتے ہیں کہ سترہ رمضان المبارک۔ بعض نے ۸-۱۰-۱۱-و۱۲ تاریخ ربیع الاول کی لکھی ہے۔ مگر جہانتک تحقیق کیا گیا ۱۱ ربیع الاوّل صحیح معلوم ہوتی ہے۔ پس روز بروز بلکہ ساعت بہ ساعت مدارج محبوبیت ودرجاتِ نبوّت و رسالت میں ترقی ہوتی رہی اور انواع واقسام کے عجائب اور غرائب زمانہ معجزات کا اس ذاتِ بابرکات سے ظہور ہوتا رہا۔ جسقدر معجزات متعلق حیوانات و جمادات۔ انسانات ونباتات واستجابت وکفایت شرِ دشمنان واجنہ وشیطان و علم الغیب وغیرہ ہیں اُن کا احصار طاقتِ قلم سے باہر ہے۔ اگر تمام دریا سیاہی بنجائیں اور امواج بحار قلم قرار پائیں اور زمین وآسمان صفحۂ قرطاس بنا دئیے جائیں تو بھی عشیر عشیر کا ہزاروں حصہ بھی قلمبند نہیں ہو سکتا۔ صرف اہلِ ایمان کی ضیاءِ قلبی میں اضافہ کرنے کی غرض سے چند معجزات کو معرضِ تحریر میں لانے کی جراءت کرتا ہوں۔

ذکر معجزات رسولِ عربی ہاشمی ومطلبی بعد واقعۂ بعثت

معجزۂ اوّل شق القمر

ہند والے انہیں مکّی مدنی کہتے ہیں | خلد والے انہیں سرو چمنی کہتے ہیں
عرقِ گل سے پسینہ میں فزوں تھی خوشبو | اس صفت کو صفتِ گل بدنی کہتے ہیں
ایک احمد ہیں کہ اللہ ہے جن کا مشتاق | ایک موسیٰ ہیں کہ ربِّ ارنی کہتے ہیں
اک اشارہ سے کیا چاند کا دل دو ٹکڑے | عاشق اس آن کو برچھی کی انی کہتے ہیں

... یہ واقعہ ہجرت

سے قبل مکہ معظمہ میں ایک دن ابوجہل اور ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل وغیرہ کفار نے جمع ہوکر حضرت رسولِ اکرم سے کہا کہ اے محمدؐ اگر تم نبی برحق ہو تو چاند کے دو ٹکڑے کر دو۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اگر ایسا کر دیا تو کیا تم مسلمان ہو جاؤ گے وہ کہنے لگے کہ بیشک ایسا معجزہ ہمیں مسلمان ہونے پر مجبور کرے گا حالانکہ رسول اللہ علمِ نبوت سے جانتے تھے کہ ان کے قلوب پتھر سے زیادہ سخت ہیں۔ مگر اتمامِ حجت تھا حضرتؐ نے بارگاہِ ایزدی میں دستِ دعا کو دراز کیا۔ ابھی دعائیہ جملہ ختم نہ ہونے پایا تھا کہ چاند کے دو ٹکڑے نظر آنے لگے۔ حضرت نے نام بنام ہر شخص سے باآوازِ بلند کہا کہ دیکھو اور اچھی طرح دیکھو کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ اس معجزہ کو دیکھ کر تمام حضار ششدر ہو گئے اور آپس میں متعجبانہ انداز سے کہنے لگے کہ یہ تو سحرِ عظیم ہے۔ ابوجہل یہ کہہ کر سب کو لے گیا کہ اچھا اگر یہ جادو نہیں اور حقیقت میں معجزہ ہے تو ہم ذرہ باہر سے آنے والوں سے بھی دریافت کر لیں۔ چنانچہ دوسرے روز جو قافلہ مسافروں کا آیا اُن سے دریافت کیا سب نے اقرار کیا کہ واقعی ہم نے یہ عجیب و غریب واقعہ بچشم خود دیکھا ہے (منقول از بخاری و مسلم) اس معجزہ کا تذکرہ خداوند عالم نے اپنے کلام پاک میں بھی فرمایا ہے اس کے علاوہ ہندوؤں کی کتابوں میں بھی اسکا ذکر ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں ہندوستان میں راجہ بھوج تھا اس کی پوتھی یعنی روزنامچہ کا ترجمہ فیضی نے کیا ہے۔ اس میں چاند کے دو ٹکڑے نظر آنے کا ذکر لکھا ہے۔ یہ راجہ بھوج دھار کا رہنے والا تھا۔ ایک روز اپنے کوٹھے پر بیٹھا ہوا کچھ غور کر رہا تھا کہ یکایک اس کی نظر چاند کی طرف گئی جس کو اس نے بچشم خود دو حصوں میں دیکھا اس نے دوسرے روز صبح کو منجموں اور برہمنوں کو جمع کیا اور استفسار کیا

برہمنوں نے جواب دیا کہ کوئی شخص ملکِ عرب میں پیدا ہوا ہے ان کا یہ معجزہ ہے۔ چنانچہ راجہ بھوج[1] نے ایک شخص کو مکہ روانہ کیا اور حضرت سے درخواست کی کہ کسی شخص کو یہاں بھیج دیجئے جو ہمیں آپ کے دین کی تعلیم دے سکے آپ نے اپنے کسی صحابی کو روانہ ہندوستان کیا جنہوں نے اسکو مسلمان کیا اور نام اس کا عبداللہ رکھا۔ اور وہ صحابی وہیں رہے اور وہیں انتقال کیا۔ چنانچہ جہاں راجہ کی قبر ہے وہیں ان کی قبر ہے۔

معجزہ دوم

اونٹ کا ارشادِ رسول پر سرِ تسلیم خم کرنا

امام مسلم وابو داؤد نے حضرت عبداللہ ابنِ جعفرؓ سے روایت کی ہے کہ ایک دن سرورِ کائنات فخرِ موجودات ایک ایسے باغ میں تشریف لے گئے جہاں ایک شریر اونٹ رہتا تھا اور وہ آنے والوں پر حملہ آور ہوتا تھا اور اس نے صدہا اشخاص کو زخمی کر دیا تھا۔ وہاں کے لوگوں نے حضرت کو باغ میں داخل ہونے سے روکا اور واقعات کا اعادہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ سوائے نافرمانِ انس وجن کے جملہ چیزیں جو آسمان وزمین میں مجھکو پہچانتی ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ وہ مجھکو اذیت نہیں پہنچا سکتا۔ یہ کہہ کر حضور باغ میں تشریف لے گئے اور اونٹ سے باوازِ بلند کہا کہ اوشترِ بے مہار شریر نہ بن۔ اونٹ یہ سنتے ہی سیدھا خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور پیشانی زمین پر رکھ کر سجدۂ تعظیمی بجا لایا۔ حضرت نے فوراً مہار ڈالدی اور فرمایا کہ جا اللہ کی مخلوق کو اب تکلیف نہ دینا۔ تمام لوگ

---

[1] راجہ بھوج دو ہوئے ہیں۔ یہ دوسرے راجہ بھوج کا ذکر ہے جو دہار کا راجہ تھا۔

معجزۂ سویم

ایک جن کا بصورت سانپ آنا اور آیات قرآنی دریافت کرنا

صاحب شمس التواریخ نے حضرت جابر سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت جابر نے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلعم کے ہمراہ سفر میں جانے کا اتفاق ہوا۔ آنحضرت ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک کالا سانپ آیا۔ لوگوں نے مارنا چاہا مگر حضرت نے منع فرما دیا۔ اُس سانپ نے قدم رسول پر اپنا سر رکھا اور پھر کھڑا ہو گیا۔ حضور نے کہا بیان کرو کیوں آئے ہو۔ سانپ نے اجازت پا کر اپنا منہ حضور کے گوش مبارک کے پاس کیا اور پھر ہٹا لیا۔ اس کے بعد اسیطرح رسول اکرم صلعم نے اپنا منہ اس کے کان سے لگا دیا اور دیر تک آہستہ آہستہ کچھ فرماتے رہے۔ جب آپ باتیں کر چکے تو سانپ اسی جگہ غائب ہو گیا۔ لوگوں نے کہا آپ نے سانپ کا مُنہ اپنے کان سے لگا لیا ہم سب ڈر رہے تھے کہ کہیں اذیت نہ پہنچائے۔ ارشاد فرمایا کہ وہ سانپ نہ تھا بلکہ جن تھا اور کچھ قرآنی آیات دریافت کرنے آیا تھا چونکہ تم لوگ سب بیٹھے ہوئے تھے اس لئے وہ سانپ کی شکل میں آیا اور اپنی اصلی ہئیت اس نے تبدیل کر دی۔

معجزہ چہارم

دو مشک پانی سے تمام قافلہ کا سیراب ہونا اور پانی کا بدستور باقی رہنا

بخاری و مسلم نے عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ ایک سفر میں اہل قافلہ نے

سرورِ کائنات سے [illegible] کی شکایت کی حضور [illegible] ہوئے اور حضرت علی
کرم اللہ وجہٗ سے فرمایا اے علی چاروں طرف پانی تلاش کرو۔ شیرِ خدا تلاشِ آب
میں جب ذرا دور پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت دو مشکیں بھری ہوئی لئے بیٹھی ہے
پس شیرِ خدا نے اس عورت سے واقعۂ عطش قافلہ کا بیان کیا وہ عورت حضرت
کے ہمراہ خدمت رسول الثقلین میں معہ مشکیزہ ہائے آب حاضر ہوگئی۔ آنحضرت
صلعم نے ایک ظرف منگا کر دونوں مشکوں کے منہ اس سے لگا دئے اور
لوگوں کو حکم دیا کہ بسم اللہ کہہ کر پانی پینا شروع کرو۔ عمران کہتے ہیں کہ اسوقت
ہم چالیس آدمی غلبۂ تشنگی سے مضطرب تھے۔ سب نے خوب سیر ہو کر پانی
پیا اور جسقدر مشکیزے ہمارے پاس موجود تھے ان سب کو بھر لیا اور اپنے
جانوروں کو بھی پلایا مگر وہ دونوں مشکیں اسی طرح بھری ہوئی باقی رہیں جیسے
پہلے تھیں۔ وہ عورت یہ واقعہ دیکھ کر مسلمان ہوگئی۔ (صلوٰ علی النبی)

معجزہ پنجم

انگشت ہائے مبارک سے پانی کے چشمے جاری کر دئیے

بخاری و مسلم نے حضرت انس سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ
رسول اکرم کے معیت میں سفر کر رہے تھے۔ اتفاقاً پانی ختم ہوگیا اور سب
پر غلبۂ تشنگی ہوا۔ حضرت نے ہماری حالت اضطراب ملاحظہ فرما کر ارشاد کیا
کہ میرے پاس کوئی ظرف لے آؤ۔ چنانچہ میں ایک برتن لے کر حاضر ہوا
حضور نے اپنا ہاتھ اس میں ڈال دیا۔ میں نے دیکھا کہ حضور کی انگشتہائے
مبارک سے پانی کے چشمے جاری ہوگئے۔ ہم سب نے خوب سیر ہو کر پیا

اور تنّی تپّی سے وضو بھی کیا۔

معجزہ ششم

دستر خوان کا تنور میں ڈالنا بجائے جلنے کے اسکا صاف ہو جانا

صاحب شمس التواریخ نے جلد اوّل میں حضرت انس سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے اپنے دوستوں کی دعوت کی جب سب جمع ہوئے اور خادمہ نے دستر خوان لاکر بچھایا تو وہ کسیقدر میلا تھا۔ میں نے کہا تو نے اس دستر خوان کو صاف کیوں نہیں کیا۔ خادمہ سُن کر خاموش ہو گئی۔ میں نے اُس دستر خوان کو تنور میں ڈالدیا۔ مہمانوں نے خیال کیا کہ شاید بوجہ ناراضگی ایسا کیا گیا۔ لیکن جب میں نے تھوڑی دیر میں اسکو تنور سے نکالا تو وہ بالکل صاف تھا جملہ مہمان ششدر و حیران ہوئے اور دریافت کرنے لگے کہ دستر خوان کے نہ جلنے اور بجائے جلنے کے صاف ہو جانے کا کیا سبب ہے۔ میں نے کہا اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ یہ وہ دستر خوان ہے جس سے رسول اکرم ہاتھ میں پونچھا کرتے تھے۔ یہ محض حضور کی برکت ہے کہ آگ نے اسپر اثر نہیں کیا۔ یہ سُن کر سب نے دستر خوان کو آنکھوں سے لگایا۔ اور یہ واقعہ اکناف و اطراف میں مشہور ہو گیا۔

معجزہ ہفتم

رجعتِ شمس

فتح خیبر کے بعد جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وادی القرا کیطرف

روانہ ہوئے تو اثنائے سفر میں بحالتِ قیام سرورِ کائنات پر غنودگی کا غلبہ ہوا چنانچہ آنحضرت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زانوئے اقدس پر سر مبارک رکھ کر آرام فرمانے لگے۔ اسی وقت وحی خدائے جلیل کا نزول ہوا اور مدت نزولِ وحی نے اسقدر طول کھینچا کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نمازِ عصر کو بیٹھے بیٹھے اشارہ سے ادا کیا۔ جب وحی کا نزول ختم ہوا تو آنحضرت نے چشمہائے اقدس کو وا کیا اور دریافت فرمایا کہ اے علیؑ تم نے نمازِ عصر پڑھی ہے؟ حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ صرف اشارہ سے کیونکہ حضور کا سر مبارک میرے زانو پر تھا اس لئے سجدہ سے مجبور رہا۔ یہ سن کر رسولِ مقبول صلعم نے دعا فرمائی کہ بارالہا اگر علی تیرے اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا تو آفتاب کو اس کے لئے واپس کر دے تاکہ وہ نماز باقاعدہ ادا کر سکے۔

حضرت اسماء بنتِ عمیس قسم کھا کر کہتی ہیں کہ اس دعا کے مانگتے ہی ڈوبا ہوا سورج پھر نکل آیا اور چاروں طرف دھوپ پھیل گئی۔ تب حضرت علی نے نمازِ عصر ادا کی اس کے بعد آفتاب پھر غروب ہو گیا اور یہ معجزہ بہت مشہور رہا۔ اسی کو صاحب شرح آثار طحاوی نے بھی لکھا ہے۔

معجزہ ہشتم

گونگے کو گویائی عطا ہوئی

بیہقی نے ابن عطیہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ رسول الثقلین معہ اصحاب کے مسجد میں تشریف فرما تھے کہ کچھ اعرابی ایک نوجوان کو لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ (صلعم) یہ شخص اپنے

... ہے۔ مگر قدرت نے اسکو گویائی عطا نہیں کی بلکہ یہ ماں کے پیٹ سے گونگا پیدا ہوا ہے اِس لئے ہم درخواست کرتے ہیں کہ حضور اِن کے لئے دعا فرمائیں تاکہ اس کی زبان کُھل جائے اور اس کے والدین کی امید بر آئے۔ آنحضرت صلعم نے اس جوان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اے اللہ کے بندے میں کون ہوں۔ معاً اس گونگے نے صاف الفاظ میں عرض کیا کہ آپ اللہ کے سچّے رسول ہیں۔ جب اُس گونگے کے مُنہ سے یہ الفاظ نکلے تو اس کے والدین کو بیحد خوشی ہوئی اور اُس دن سے وہ گونگا بہت فصاحت کے ساتھ بولنے لگا۔

معجزہ نہم

ایک درخت کی رسالت پر گواہی اور جنات کا ایمان لانا

بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ ایک روز چند اشخاص مہذّب خدمتِ رسول میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ اے محمدؐ (صلعم) آپ کی رسالت پر کوئی گواہ بھی ہے۔ آنحضرت اُسوقت ایک درخت کے قریب تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ درخت۔ اس کے بعد آپ نے درخت سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے درخت میری رسالت کی گواہی دے۔ فوراً وہ درخت جنبش میں آیا اور آواز آئی لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ یہ دیکھ کر جملہ مستفسر مسلمان ہو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد روانہ ہو گئے۔ اصحاب نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلعم یہ کون لوگ تھے حضرت نے فرمایا یہ جنات تھے

معجزہ دہم

جنگ بدر میں فرشتہ کا نازل ہونا اور سائب رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

بیہقی نے سائب بن ابی جیش سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جنگ بدر میں اسلام کی جب فتح ہوئی اور کفار قریش بے تحاشہ بھاگ اُٹھے تو میں بھی ان کے ساتھ بھاگا۔ کیونکہ میں اسوقت تک مسلمان نہیں ہوا تھا بلکہ اسلام سے نفرت اور مسلمانوں سے دشمنی رکھتا تھا۔ یکایک میرے سامنے ایک سوار سفید رنگ دراز قامت جس کا چہرہ نورانی تھا آکر کھڑا ہو گیا اور مجھ کو پکڑ لیا اور باندھ کر ڈالدیا اس کے بعد غائب ہو گیا۔ میں حیران تھا کہ یہ کون [illegible] تھا جس نے مجھ کو حرکت بھی نہ کرنے دی۔ اتنے میں عبدالرحمٰن بن عوف آئے اور مجھ سے دریافت کرنے لگے کہ تجھے کس نے باندھا ہے۔ مگر میں بوجہ خوف وہراس کچھ جواب نہ دے سکا وہ مجھ کو حضور کی خدمت میں لے گئے۔ آنحضرت نے دریافت کیا کہ تجھ کو کس نے باندھا ہے؟ میں نے عرض کی کہ کوئی اجنبی شخص تھا جس کو میں نہیں پہچانتا۔ رسولِ کریم نے ارشاد فرمایا کہ تو اسلام کے مقابلہ کے لیئے آیا تھا مگر خداوندِ عالم نے مسلمانوں کو سرکشوں پر فتح دی اور غالب کیا اور کفار کو شکست ہوئی وہ سب بھاگ نکلے اور تو بھی اُن کے ساتھ بھاگا جاتا تھا لیکن اللہ کے مقرر کردہ فرشتہ نے تجھکو باندھ دیا اور خود غائب ہو گیا۔ سائب کہتے ہیں کہ چونکہ میں نے اپنے باندھنے والے کی صورت کو اچھی طرح دیکھا تھا جب حضرت کی زبانِ اقدس سے سنا کہ وہ فرشتہ تھا تو مجھ کو یقین آگیا۔ اور میں صدق دل سے مسلمان ہو گیا۔

معجزہ یازدہم

درخت کا چل کر خدمتِ رسول میں آنا اور اعرابی کا مسلمان ہونا

صاحبِ شمس التواریخ نے حضرت بریدہ اسلمی سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی خدمتِ رسولؐ میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ اے محمدؐ (صلعم) میں اسوقت قبولِ اسلام کرونگا جب آپ کوئی معجزہ دکھائینگے۔ حضرت نے ایک درخت کی طرف اشارہ کرکے اعرابی سے فرمایا کہ اِس درخت کے پاس جا کر کہدے کہ تجھکو اللہ کا رسول بلاتا ہے۔ اعرابی یہ سن کر درخت کے پاس گیا اور پیامِ رسول کو بیان کرنے لگا۔ فوراً درخت کو جنبش ہوئی اور وہ زمین کو پھاڑتا ہوا اور اپنی جڑوں کو گھسیٹتا ہوا حضرت کی خدمت میں آیا اور اس میں سے آواز پیدا ہوئی۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔ پھر جب حضرت نے درخت کو واپس ہونے کا حکم دیا تو وہ اپنی جگہ پر چلا گیا۔ اعرابی یہ واقعہ دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔

معجزہ دوازدہم

دو آدمیوں کی خوراک میں ستر اشخاص کا سیر ہو جانا

امام بخاری و مسلم نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ ایکروز ابو طلحہ نے رسولِ اکرم (صلعم) کی دعوت کی۔ اسوقت رسولِ پاک مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ حاضرینِ مسجد سے فرمایا چلو آج ابو طلحہ کے گھر دعوت ہے چنانچہ، تمام لوگ حضرت کے ہمرکاب ہوئے۔ جب ابو طلحہ کے گھر پہنچے حضور نے فرمایا کہ اے ابو طلحہ جو کچھ تمہارے گھر میں موجود ہو لے آؤ۔ ابو طلحہ فوراً

گھر میں جاکر روغنی روٹیاں لے آئے۔ لیکن وہ اِسقدر نا کافی تھیں کہ دو آدمی بھی مشکل سے شکم سیر ہوسکتے۔ حضرت نے حکم فرمایا کہ اِن روٹیوں کے ٹکڑے کر دئیے جائیں اور دسترخوان پر رکھدئیے جائیں۔ پھر آنحضرت نے برکت کے لئے دعا فرمائی اور حکم دیا کہ دس دس آدمی اس دسترخوان پر بیٹھتے جائیں اور پیٹ بھر کر کھاتے جائیں چنانچہ ایسا ہی عمل کیا گیا۔ ستر آدمیوں کا پیٹ بھر گیا اور معجزہ کی شہرت تمام شہر میں ہوگئی جو سنتا تھا حیران ہوجاتا تھا۔

معجزۂ سیزدہم

حضرت کی دعا سے حبیب ابن عمر کا بینا ہوجانا

ابنِ شیبہ سے منقول ہے کہ حبیب بن عمر جو آنکھوں سے بالکل اندھے تھے ایک مرتبہ خدمتِ رسول میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ اے اللہ کے سچے رسول میں اندھا ہونے کی وجہ سے سخت تکلیف میں ہوں۔ میرے لئے دعا کیجئے کہ خدا مجھ کو بینائی عطا کرے۔ حضرت نے پہلے تو دعا کی اس کے بعد اُن کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا فوراً حبیب کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ ابنِ عمر کہتے ہیں کہ میں نے حبیب ابن عمر کو اَسّی سال کا بڈھا دیکھا ہے لیکن وہ اِس سن وسال میں بھی بڑی آسانی سے سوئی میں ڈورا پرو لیتے تھے۔ (منقول از بیہقی)

معجزۂ چہاردہم

ابوجہل کا بہ قصدِ قتل آنا اور ڈر کر بھاگنا

ایک مرتبہ ابوجہل نے چند اشرار کے مشورہ سے یہ قصد کیا کہ جب میں

حضرت محمد (صلعم) کو سجدہ میں پاؤنگا تو اُن کی گردن پر پاؤں دھر دونگا اور گلا دبا دونگا۔ چنانچہ ایک روز سرورِ کائنات فخرِ موجودات کعبہ میں تشریف لائے اور نماز پڑھنے لگے۔ جب سجدہ میں گئے تو ابوجہل اُسی ناپاک ارادہ کو پورا کرنا چاہا اور حضرت کی طرف چلا۔ لیکن جب پاس پہنچا تو بے اختیار ہو کر بھاگا۔ اُس کے ساتھیوں نے کہا کہ تم تو رسول کا گلا دبانے کو گئے تھے بھاگے کیوں ؟ ابوجہل نے کہا کہ لات و عزیٰ کی قسم جب میں محمدؐ کے قریب جانے لگا تو میں نے اپنے اور اُن کے درمیان ایک آگ بھری خندق دیکھی جس میں شعلے بھڑک رہے تھے اس لئے میں ڈر کر بھاگ آیا جب حضرت نے یہ قصہ سنا تو فرمایا کہ قسم ہے خدائے وحدہٗ لاشریک کی اگر اُسوقت ابوجہل ایک قدم بھی آگے رکھتا تو فوراً جل جاتا (شمس التواریخ)

معجزہ پانزدہم

حضرت امیر حمزہ کا دیدارِ جبرئیل کی خواہش کرنا اور زیارت ہوتے ہی غش کھانا

ایک مرتبہ عمِ رسولِ نامدار حضرت حمزہؓ نے رسولِ اکرم سے درخواست کی کہ یا حضرت مجھے جبرئیلؑ کو دکھا دیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ اے چچا آپ نہیں دیکھ سکینگے اور معائنہ نور کی تاب نہ لا سکینگے۔ مگر حضرت حمزہؓ مصر ہوئے اور نہ مانے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ جسطرح بھی ہو سکے حضرت جبرئیلؑ کی زیارت کرا ہی دیجئے۔ میری بڑی آرزو ہے اور دیرینہ حسرت ہے۔ جنابِ رسولِ مقبول صلعم نے تھوڑی دیر کے لئے مراقبہ کیا اور فرمایا کہ اے حمزہ کعبہ کی چھت کی جانب نظر کرو۔ جونہی حضرت حمزہ نے نظر اٹھائی۔ نورِ حضرت جبرئیل کی چمک سے آنکھیں چوندھیا گئیں اور غش کھا کر گر پڑے۔

(از شمس التواریخ)

معجزہ شانزدہم

آشوبِ چشم کا لعابِ دہن سے اچھا کرنا

جب چالیسواں روز ہوا اور قلعۂ خیبر فتح نہ ہوا تو حبیبِ کردگار رسولِ نامدار نے علمِ لشکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دے کر فرمایا کہ اے علی یہ فتح خالق نے تمہارے نام پر لکھی ہے۔ جاؤ اور فتح کرو۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ میں آشوبِ چشم میں مبتلا ہوں اور قلعہ نہایت چمکدار ہے نگاہ کام نہیں کرتی۔ سرورِ کائنات نے فوراً لعابِ دہن اپنا چشمِ علیؑ میں لگا دیا اسیوقت آنکھیں صاف ہو گئیں اور حضرت علیؑ مرحب سے لڑنے کو روانہ ہو گئے آخر مرحب کو مار کر قلعہ فتح کر لیا۔ (حیات القلوب)

معجزہ ہفدہم

ہرنی کا ضمانتِ رسولؐ پر واپس آنا اور شکاری کا اسلام لانا

صاحبِ شمس التواریخ لکھتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت جنگل میں تشریف لے گئے آپ نے ایک شکاری کو دیکھا کہ سو رہا ہے اور ایک ہرنی اُس کے سرہانے بندھی ہوئی ہے۔ ہرنی نے جب حضور کو دیکھا تو بزبانِ فصیح طالبِ امداد ہوئی کہ یا رسول اللہ اغثنی۔ حضرت نے اس ہرنی سے دریافت کیا کیا مطلب ہے۔ ہرنی نے کہا یا رسول اللہ یہ شکاری جو سو رہا ہے نہایت سنگدل ہے اِس نے مجھے اسیر کر رکھا ہے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے اسی سامنے والی پہاڑی میں بھوک کے تڑپ رہے ہیں اگر میں نہ جاؤں گی تو وہ تڑپ کر مر جائینگے

لہذا آپ مجھے رہا کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ جس شکاری نے تجھکو اسیر کیا ہے اس کی بغیر اجازت کیونکر چھوڑ سکتا ہوں۔ ہرنی نے کہا یا رسول اللہ مجھے آپ تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ دیں۔ میں دودھ پلا کر واپس آجاؤنگی۔ یہ سُن کر حضور نے اسکو رہا کر دیا۔ وہ ہرنی سیدھی پہاڑی پر گئی اور بچوں کو دودھ پلا کر تھوڑی دیر میں واپس چلی آئی۔ حضور اسکو ابھی باندھ ہی رہے تھے کہ شکاری کی آنکھ کھُل گئی اُس نے کہا کہ تم نے ہرنی کو کیوں ہاتھ لگایا۔ حضرت نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ جس سے شکاری کو بھی رحم آیا اور اُس نے ہرنی کو چھوڑ دیا۔

ہرنی نے چھوٹتے ہی رسول کے قدموں میں سر رکھدیا اور کہا لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ اور پہاڑ کی طرف چلی گئی۔ شکاری یہ معجزہ دیکھ کر اسیوقت حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔ (شمس التواریخ)

معجزہ ہیجدہم

جمادات و نباتات کا سلام کرنا

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہٗ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور سرورِ کائنات کے ہمراہ مکہ سے باہر گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت جس پہاڑ یا درخت کے پاس سے گذرتے تھے اُس درخت سے آواز آتی تھی السلام علیک یا رسول اللہ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلعم) پہاڑ اور درخت بھی آپ کو سلام کرتے ہیں۔ حضرت ختم المرسلین نے ارشاد فرمایا کہ اے علی خداوندِ عالم نے جمادات اور نباتات کو بھی حکم دیا ہے کہ وہ مجھ کو سلام کریں افسوس ہے کہ ان انسانوں اور جنوں پر جو سرکشی کرتے ہیں اور میری

معجزۂ نوزدہم

ایک ضعیفہ کے فرزند کا زندہ ہونا

بیہقی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ ایک نوجوان انصاری کا انتقال ہوا۔ اس کی ضعیفہ ماں بہت غریب اور آنکھوں سے اندھی تھی اسکو اپنے جوان بیٹے کی موت سے سخت صدمہ ہوا۔ روتی ہوئی خدمتِ رسولؐ میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ یا حضرت میں بہت پریشاں حال اور اپاہج ہوں اب میری زندگی اِس فرزند کے انتقال سے تلخ ہو جائے گی۔ آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ میرا بیٹا زندہ ہو جائے وہ قادرِ مطلق ہے موت اور زندگی اس کے اختیار میں ہے وہ چاہے تو میرا فرزند زندہ ہو سکتا ہے اسکو کوئی مجبوری نہیں وہ کسی کا محتاج نہیں۔ حضور نے یہ سن کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا یا اللہ اِس ضعیفہ کے فرزند کو زندہ کر دے۔ انس کہتے ہیں کہ حضور کی دعا ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ وہ نوجوان انصاری کفن پہنے ہوئے اُٹھ کر بیٹھ گیا اور کلمہ طیبہ زبان پر لایا۔ بڑھیا نے جب اپنے فرزند کی آواز سُنی تو بیحد خوش ہوئی۔ حضور نے اُسیوقت تمام حاضرین کو کھانا کھلایا۔ اُس نوجوان نے بھی سب کے ساتھ طعام نوش کیا اور اپنی ماں کے ساتھ گھر کو چلا گیا۔

معجزۂ بستم

عمار یاسر کے قتل کی پیشگوئی کرنا اور عمار کا قتل ہونا

امام مسلم نے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ غزوۂ خندق میں عمار بن یاسر

خندق کھود رہے تھے حضور نے عمار کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ اے عمار مجھے افسوس ہے کہ تمہیں ایک دن باغیوں کا گروہ شہید کر ڈالے گا اس کے بعد نہایت محبت اور شفقت کے ساتھ حضرت عمار کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ چنانچہ ۳۷ھ ہجری میں ایک باغی گروہ نے حضرت عمار یاسر کو شہید کر ڈالا اور اسطرح یہ پیشینگوئی رسولِ مقبول صلعم کی پوری ہوئی۔

معجزہ بست و یکم

مجنون کا درست ہونا

بیہقی نے عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک ضعیفہ اپنے نوجوان بیٹے کو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لائی اور کہا یا رسول اللہ میرا یہ نوجوان فرزند مجنون ہوگیا ہے اور اسکو کچھ ایسا مرض ہوگیا ہے کہ یہ ہر وقت بےچین رہتا ہے اور زندگی سے بیزار ہے۔ حضرت نے اس کی طرف غور سے دیکھا اور فرمایا میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں۔ یہ کہہ کر اس کے سینہ پر ہاتھ پھیرا۔ فوراً اس نے زور و شور کے ساتھ قے کی اور ایک سیاہ چیز کتے کے پلے کی مانند اس کے حلق سے نکلی اور وہ لڑکا بالکل تندرست ہوگیا اور عقلمندی کی باتیں کرنے لگا۔

معجزہ بست و دوم

مینہ کا برسنا اور قحط سالی کا دور ہونا

امام بخاری و مسلم نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک

خشک سالی ہوئی اور قحط کے آثار پیدا ہوئے۔ اہلِ مدینہ مضطرب اور پریشان ہوئے اور خدمتِ رسول میں حاضر ہو کر اظہارِ پریشانی کرنے لگے۔ حضور نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ حالانکہ اسوقت مینہ کے آثار مطلق نہ تھے نہ کہیں ابر کا نشان تھا مگر حضرت کے دعا فرماتے ہی چاروں طرف ابر چھا گیا اور بادل گرجنے لگا۔ سب لوگ خوش ہو گئے اور اپنے اپنے گھروں کو جانے لگے اتنے میں بارش ہونے لگی اور خوب مینہ برسا۔ یہانتک کہ آٹھ روز تک آفتاب نظر نہ آیا۔ آٹھ روز کے بعد اہلِ مدینہ بھیگتے ہوئے پھر حاضرِ خدمت ہوئے اور کہنے لگے یارسول اللہ خوب بارش ہو چکی اب دعا کیجئے کہ بند ہو جائے حضرت نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور درگاہِ باری میں عرض کی کہ یا اللہ مدینہ کے گرد و نواح میں بارش ہوتی رہے جب تک کہ قحط کے آثار دور ہو جائیں اور شہر میں بارش نہ ہو۔ حضور کے دعا فرماتے ہی مینہ تھم گیا اور بادل پھٹ گئے اور نواحِ مدینہ میں بارش ہوتی رہی اور قحط کا اندیشہ جاتا رہا۔

معجزۂ بست و دوم

اونٹوں کا قربانی کی درخواست کرنا اور پیشقدمی کرنا

ایک مرتبہ عید الضحیٰ کے موقع پر سات اونٹ خدمتِ اقدسِ رسولِ کریم میں پیش کئے گئے جب آنحضرت نے قربانی کا قصد فرمایا تو ہر اونٹ نہایت شوق سے آگے بڑھتا تھا اور بزبانِ فصیح عرض کرتا تھا کہ اللہ کے رسول پہلے مجھ کو خدا کی راہ میں قربان کیجئے۔ اس واقعہ کو طبرانی نے نقل کیا ہے۔

معجزۂ بست و چہارم

ستون مسجد کا گریہ وزاری کرنا اور حضرت کا تسکین فرمانا

امام بخاری نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ مسجد نبوی میں ایک ستون کھجور کی لکڑی کا بنا ہوا تھا جب حضرت خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو اُس سے تکیہ لگایا کرتے تھے۔ مگر جب ممبر بن گیا تو سید المرسلین نے ممبر پر بیٹھکر خطبہ فرمایا۔ ابھی آپ خطبہ ارشاد فرما ہی رہے تھے کہ ایک بارگی اُس ستون سے گریہ وزاری کی صدا پیدا ہوئی جیسے کوئی مصیبت زدہ آہ و بکا کرتا ہے۔ حضور نے خطبہ بند کر دیا اور اس ستون پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ اے ستون گریہ نہ کر۔ اللہ کے بندے اور رسول کو تجھ سے اب بھی ویسی ہی محبت ہے۔ حضور کے یہ فرماتے ہی صدائے گریہ بند ہو گئی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے لوگو یہ لکڑی مجھ سے محبت رکھتی ہے اور میری رسالت کی تعظیم کرتی ہے افسوس ہے اُن انسانوں پر جو اللہ کی وحدانیت اور میری رسالت پر یقین نہیں کرتے۔

معجزۂ بست و پنجم

پڑھی ہوئی خاک پھینک کر کفار کو بھگانا

امام مسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ غزوۂ حنین کے موقع پر جب مسلمانوں اور کافروں میں مقابلہ ہوا تو بظاہر کافروں کی طاقت زیادہ معلوم ہوتی تھی اُسوقت رسول اکرم نے ایک مٹھی خاک لیکر کچھ پڑھا

اور وہ خاک کافروں کی طرف پھینکدی۔ اس خاک کے پھینکتے ہی کفار میں انتشار پیدا ہوا اور وہ بدحواس ہو کر بھاگنے شروع ہو گئے۔ یہانتک کہ مسلمانوں کو کامیابی اور کفار کو شکست ہوئی اسکا ذکر کلام اللہ میں بھی موجود ہے۔

معجزہ بست و ششم

حضرت کے نامہ کے ساتھ شاہ فارس کا گستاخی کرنا اور سلطنت کا نکل جانا

صاحب کلام المبین نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد جب حضورؐ مختلف ممالک کے بادشاہوں کے نام خطوط روانہ کئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی تو بادشاہ فارس نے حضور کے نامہ کو چاک کر کے پھینکدیا۔ حضور نے یہ سنکر فرمایا کہ خداوند عالم اس خاندان سے سلطنت چھین لیگا اور اس کی سلطنت جاتی رہے گی۔ چنانچہ چند روز کے بعد ہی فارس سے مجوسیوں کی سلطنت مٹ گئی۔ نجاشی بادشاہ نے اسلام قبول کیا اور حضرت نے اس کے لئے دعا کی۔ ہرقل قیصر روم اور مقوقس شاہ مصر نے حضرت کے خط کی نہایت تعظیم کی اور اظہار عقیدت کیا۔ اس لئے حضرت نے فرمایا کہ ہرقل کے خاندان میں سلطنت رہے گی جب تک خدا چاہیگا چنانچہ اب تک اسی خاندان میں سلطنت باقی ہے

تذکرہ معراج

سُبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بٰرکنا حولہٗ لنریہٗ من اٰیٰتنا انہٗ ھو السمیع البصیرہ

وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ (محمدؐ) کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف اپنی قدرت کے نمونے اور خوبیاں دکھانے کو لے گیا۔ اور وہی سمیع و بصیر ہے۔

اے سرمستان بادۂ رسالت و اے فدایان و عاشقان ختمی مرتبت افضل ترین واقعہ زمانۂ رسالت کا واقعہ معراج ہے۔ ایسا شرف از آدم تا ایندم کسی نبی مرسل کو عطا نہ ہوا۔ احادیث متواترہ اور آیتہ کلام پاک سے ثابت ہے کہ خداوند عالم کو جب مرتبہ ذات محمدی کا بڑھانا اور شرف ان کا عالم کو دکھانا منظور ہوا تو اس نے اپنے بندے اور محبوب کو عرش پر بلایا اور معراج کا مرتبہ عطا فرمایا۔ اکثر مفسرین و محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ معراج جسمانی ہوئی۔ مگر بعض کا قول ہے کہ روحانی ہوئی۔ جو ایسا خیال کرتے ہیں وہ اخبار و آثار محمدی کا تتبع نہیں کرتے اور حجت الٰہی پر کامل اعتقاد نہیں رکھتے۔ اہل بصیرت اور محققین نے اس میں کبھی شک نہیں کیا۔ البتہ جو لوگ اپنے دین اور محبت ختم المرسلین سے بے بہرہ ہیں ان کا خیال معراج روحانی کی طرف منعطف ہوتا ہے لہذا میں آئندہ ضمیمہ میں اس کی تفصیل عرض کرونگا اور ان کے شکوک زائل کرنے کی کوشش وسعی کرونگا۔ فی الحال واقعہ معراج کا بیان کرنا مقصود ہے۔ شرف

حتمی مرتبت کا اظہار مطلوب ہے۔

نعتِ نبی

ہے سب حسینانِ جہاں میں تجھکو حاصل برتری ۔۔۔ بس قدِ رعنا ہی ترا سروِ ریاضِ سروری

خالِ رخِ خوبی تو ہی اور شمعِ بزمِ دلبری ۔۔۔ اے چہرۂ زیبائے تو رشکِ بتانِ آزری

ہر چند وصفت میکنم لیکن تو چیزے دیگری

ہاں زیب دیتی ہے تجھی کو مسندِ پیغمبری ۔۔۔ ہیں نور چیں رخ سے ترے شمس و قمر اور مشتری

کسکی جہاں میں آج ہے تجھ سے مجالِ ہمسری ۔۔۔ تو از پری چابکتری و زبرگِ گل نازکتری

وز ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری

تو ہی رسولِ محتشم سلطانِ دیں شاہِ امم ۔۔۔ یاں تجھکو کہتے ہیں سبھی مہرِ عرب ماہِ عجم

یہ جھوٹ میں کہتا نہیں اے شاہ خالق کی قسم ۔۔۔ آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگرے

اُٹھ جائے گر پردہ ترے عارض سے اے رشکِ قمر ۔۔۔ اور آفتابِ حسن تیرا ہو جہاں میں جلوہ گر

چہرہ کو تیرے دیکھ کر کہنے لگے جن و بشر ۔۔۔ ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر

شمسے ندانم یا قمر یا زہرہ و یا مشتری

عاشق ہے تجھ پر اک جہاں شہرہ ہے تیرا چار سو ۔۔۔ انسان کو خواہش ہے تری جن کو ہے تیری آرزو

وہ کونسی شے ہے نہیں ہے جسکو تیری جستجو ۔۔۔ عالم ہمہ یغمائے تو خلقِ خدا شیدائے تو

آں نرگسِ رعنائے تو آوردہ رسمِ کافری

راویانِ خوش بیان صفحۂ قرطاس کو واقعۂ معراج سے یوں مزین کرتے ہیں کہ بعثت سے بارھویں سال اور ہجرت سے چھ ماہ قبل یعنی شبِ بست ہفتم ماہ رجب المرجب کو کہ حبیب رسولِ مدنی و ہاشمی و مطلبی۔ رئیس یثرب و بطحا صاحب دنی فتدلی

درِ تاجِ تارکِ اصطفےٰ۔ گلِ سرخِ گلشنِ اجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خانۂ اُمِّ ہانی میں محوِ خوابِ راحت تھے۔ پیکِ ربِ جلیل حضرت جبرئیل کو حکم خداوندِ علام ہوا کہ اے جبرئیل آج ہمارے حبیب کی خدمت میں جاؤ اور ہماری جانب سے تحفۂ درود وسلام پہنچاؤ اور ایک بُراق چنندہ بہشت سے لیجاؤ اور ہمارے محبوب کو ہمارے پاس لے آؤ۔

وہ برق دم براق کہ لاکھوں میں انتخاب
مدت سے تھا جو عشقِ نبی میں جگر کباب
آرائش اس کی کرائے کو شہرے دھوپ تاب
یاقوت کی لجام زمرد کی ہو رکاب
مثلِ عروسِ تازہ وہ آراستہ ہو آج
زیور پہن کے نور کا پیراستہ ہو آج

انتخابِ بُراق

یہ حکم خداوندِ عالم سنتے ہی جبرئیل بہشت کے اس مقام میں پہنچے جہاں چالیس ہزار براق ایک وضع اور ایک شکل کے چرتے تھے۔ ہر براق کی پیشانی پر نام سرورِ عالم تحریر تھا۔ آواز آئی کہ اے جبرئیل یہ تمام براق اُن اشخاص کے واسطے ہیں جو اُمتِ محمد مصطفےٰ میں نیک اور برگزیدہ ہونگے۔ ہمارے حبیب کے براق داہنی طرف ہیں۔ حضرت جبرئیل دائیں جانب کو گئے۔ وہاں ایک دیوار کہربا نظر آئی جس میں بلور کا دروازہ اور الماس کا قفل لگا ہوا تھا۔ جبرئیل کو ذرہ تامل ہوا کہ پھر آواز آئی۔ اے جبرئیل کلمۂ طیبہ اِس قفل کی کُنجی ہے۔ حضرت پیکِ ربِ جلیل نے کلمۂ طیبہ سے قفلِ الماس کو وا کیا اور اندر داخل ہوئے دیکھا کہ ہزاروں قصرِ عالیشان استادہ ہیں اور ہر قصر میں ستر ہزار براق موجود ہیں ہر براق

اپنے حسن و جمال پر نازاں ہے اور خیال کرتا ہے کہ میں ہی سرورِ عالم کی سواری کے لئے مقرر رہوں۔ اُن سب کے پیچھے ایک براق کو دیکھا جو زار زار مثلِ ابرِ نوبہار رو رہا ہے اور ہجرِ نبی میں جان کھو رہا ہے اور کہتا ہے کہ کاش حضور کی سواری کے لئے میرا ہی انتخاب ہو اور مجھے یہ شرفِ لاجواب حاصل ہو۔ وہ ایسا براق تھا کہ جس کی تیزی کے آگے برق بھی عرقِ خجالت میں ڈوبی جاتی تھی اور بُعدِ مشرقین صرف اُس کے دو قدم کا فرق تھا۔ نہایت خوش رنگ۔ نرالی چال۔ نیا ڈھنگ حضرت جبرئیل نے اُسی کو منتخب کیا اور آبِ کوثر سے نہلا دھلا کر آراستہ کیا۔

تعریفِ براق

تعریف کچھ براق کی اس جا کروں رقم — طائر کی طرح مائلِ پرواز ہے قلم
تیزی تھی اسمیں برق کی آہو کا اسمیں دم — طاؤس کی طرح سے خراماں صبا قدم

بندوں سے کیا کہوں صفتِ راہوار کو
اللہ سے ملا دیا اپنے سوار کو

ایسی سُبک روی کہ نہ آئے بیان میں — آتی ہے عقل میں نہ یہ تیزی گمان میں
طے کر لے راہ برسوں کی بس ایک آن میں — سُرعت یہ شیر کی ہے کہاں آسمان میں

لوحِ جبیں پہ آیۂ اسریٰ لکھا ہوا
سینہ پہ تھا دنیٰ فتدلیٰ لکھا ہوا

یہ کہکشاں کی چرخ پہ شب کو جو ہے ضیا — پر تو اُسی لجام کا غالب ہے پڑ گیا
ہیں تیزیاں جو سبعۂ سیارہ میں سوا — شاید یہ آسمان پہ اُسی کے ہیں نقشِ پا
پایا جو اُسکا نعل فلک سے کٹا ہوا — پھر جہاں ہلال وہی عید کا ہوا

جبریل سوئے عرش فرش سے راکب جب کہا — نکلا زباں سے نصفِ سخن یہ پہنچ گیا
لفظِ مراجعت بھی نہ پورا ہوا ادا — جس جا سے یہ روانہ ہوا تھا وہیں یہ تھا
راکب سے کچھ زبان ہلانے میں دیر ہے
جانے میں اسکے دیر نہ آنے میں دیر ہے

اہتمام بہشت بریں

اسطرف تو جبریل امیں تیاری سواری محبوبِ خداوندِ عالم میں مصروف ہوئے ادہر نظرِ رحمتِ خالق دوعالم کی آرائش خلدِ بریں کی جانب منعطف ہوئی ضروری احکام حسب مشیتِ خالقِ ذوالجلال والاکرام صادر ہونے لگے۔ انبیائے سلف تیار ہوئے حور و غلمان عطر و گلاب سے منہ دھونے لگے تمناؤں کے تخم مزرعہ خاطر میں بونے لگے۔

ہاں خازنِ بہشت ذرا اہتمام کر — آراستہ ہو قصرِ جناں اہتمام کر
حمیکا کے پھول پھول کو ماہِ تمام کر — محبوب کو پسند جو آئے وہ کام کر
حوریں لباس بدلیں برابر نئے نئے
آرائشوں کے ساتھ ہوں زیور نئے نئے
پہنچا ہے انبیاء کو یہ فرماں اٹھو اٹھو — ایوبؑ و نوحؑ و موسیِ عمراں اٹھو اٹھو
یعقوبؑ و ہودؑ و یوسفِ کنعاں اٹھو اٹھو — داؤدؑ و لوطؑ و عیسیٰؑ دوراں اٹھو اٹھو
آمادہ سب بنے رہیں تسلیم کے لئے
جائیں حبیبِ خاص کی تعظیم کیلئے
گردوں کو ہے یہ حکم نہ پھر اب ٹھہر ٹھہر — خورشید اپنی جا رہے اپنی جگہ ٹھہر

[illegible] ہیں نہ قابضِ ارواح رات بھر — تکلیفِ جاں کنی سے اماں پائے ہر بشر

متی نہ فاسقوں کی بھی اِس شب خراب ہو
موقوف کافروں پہ سحر تک عذاب ہو

جاروب کش ہیں زلف سے ہر ایک جا پہ حور — آنکھوں سے قدسیوں نے بچھایا ہے فرشِ نور
بھیجے گئے جلوس میں سب حاضر حضور — ہے بند و بستِ راہِ چپ و راست دور دور

سُرخی سی آگئی ہے شفق رنگ مہر پر
پھولے نہیں سماتے ہیں اختر سپہر پر

گھر میں خدا کے آمدِ مہماں کی دھوم ہے — محبوبِ خاصِ خالقِ سبحاں کی دھوم ہے
خلقت ہے جمع آمدِ سلطاں کی دھوم ہے — یعنی سواریٔ شہِ ذیشاں کی دھوم ہے

تعظیم کی بنا ہے سحر سے پڑی ہوئی
صف ہے ملائکہ کی دو رستہ کھڑی ہوئی

نزولِ حضرتِ جبرئیل بخانۂ محبوبِ ربِ جلیل

سُلطانِ دو عالم فرماتے ہیں کہ میں بسترِ خواب پر آرام سے سو رہا تھا ناگاہ جبرئیل نے مجھے آکر جگا دیا اور میرا پیر دبا دیا۔ میں بیدار ہوا مگر وہاں کسی کو نہ پایا اِس لئے پھر سو گیا۔ خوابِ راحت میں محو ہو گیا۔ حضرت جبرئیل نے پھر جگایا اور نہایت شفقت آمیز لہجہ میں پیامِ خالقِ علام سنایا کہ اے محمد صلعم اٹھو اور براقِ بہشت پر سوار ہو جاؤ کہ خالقِ ذوالجلال نے عرش پر بلایا ہے۔ وفورِ محبت کا اظہار فرمایا ہے۔

اٹھا جو فرشِ خواب سے وہ سرورِ زماں — آیا خیال شہ کو طہارت کا ناگہاں

حاضر ہوا بحکمِ خدا خازنِ جناں — ہاتھوں میں ایک طشت تھا اور دوسرا لیا

دونوں میں آبِ چشمۂ کوثر بھرا ہوا
طشتِ زمرّدیں تھا مرصّع بنا ہوا

حضرت کو جب فراغ طہارت سے ہو چکا — روح الامیں نے نور کا حُلّہ پہنا دیا
عمامہ نور کا سرِ پُرنور پر بندھا — اوڑھی ردائے نور زہے شانِ مصطفےٰ

نعلینِ سبز سے جو قدم آشنا ہوئے
سرِ دشمنوں کے نامِ خدا زیرِ پا ہوئے

پٹکا کمر سے باندھ کے یاقوتِ سُرخ کا — اِک تازیانہ شہ کو زمرّد کا بھی دیا
نکلے محلسرا سے شہنشاہِ انبیاء — دونوں طرف کھڑا تھا ملائک کا جو پرا

چمکا جہان عارضِ انور کے نور سے
مجرا کیا حضور کو نزدیک و دُور سے

میکال لائے سامنے حضرت کے راہوار — وہ راہوار کہئے جسے شانِ کردگار
روح الامیں نے بڑھ کے بصد عزّ و افتخار — تھامی رکاب خانۂ زیں پر کیا سوار

ہمراہِ شہ جو لشکرِ کرّوبیاں چلا
یوسف کے ساتھ ساتھ عجب کارواں چلا

ستّر ہزار تھے جو ملک داہنی طرف — اسّی ہزار کی طرفِ چپ تھی ایک صف
سب نورِ کردگار سے تھے روشنی بکف — پروانۂ جمالِ شہنشاہِ من عرف

آوازِ طرقوا کی لگاتے ہوئے چلے
شمعیں قدم قدم پہ جلاتے ہوئے چلے

آیا خدا کا حکم کہ جبرئیل ہاں اوٹھا — پردہ ہزار پردوں سے تا ایک ہو گیا
روح الامیں نے ایک ہی پردہ کیا تھا وا — اُس چہرہ سے جو نورِ تجلّی چمک گیا

سب نور مٹ گئے رخِ انور کے سامنے
جسطرح نجم مہرِ منور کے سامنے

روانگی ختمی مرتبت سوئے بارگاہِ احدیت

منقول ہے جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براقِ برق آثار پر سوار ہوئے تو مرکب نے کسیقدر اظہار شوخی کی۔ ادائے دلبری دکھائی اُس کی چال اٹھلاتی ہوئی نظر آئی۔ فوراً حضرت جبریل نے اس کے منہ پر طمانچہ لگایا اور تیز آواز سے یہ سنایا کہ اے بُراق ساکن ہوجا اور متانت اختیار کر۔ کیا تو نہیں جانتا کہ تیری پُشت پر فخرِ موجودات سرورِ کائنات محبوبِ ربِّ سموات صاحبِ قاب قوسین اوادنےٰ باعثِ تخلیق ارض وسما سید المرسلین رحمتہ اللعالمین سوار ہے۔ تیری پُشت پر نہ اب تک کوئی نبی مرسل سوار ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔ یہ راکب تیرے لئے باعثِ ناز اور سببِ افتخار ہے۔

یہ کلام جبریل انام سے سنتے ہی بُراق نے متانت اور سنجیدگی اختیار کی اور ندامت سے گردن جھکالی۔

ایہا النّاس۔ اے عقل وادراک کے پتلو۔ اے اشرف المخلوقات کا لقب پانے والو۔ اے انسانیت کے جامہ میں پھولے نہ سمانے والو مقامِ غور ہے کہ ایک بہشتی جانور جو انسان ہے نہ اشرف المخلوقات کے لقب سے ملقب ہے۔ نامِ محمد سُن کر گردن جھکا لیتا ہے گویا اظہار ندامت کرتا ہے اور عفوِ تقصیر کا طالب ہوتا ہے۔ مگر تم ہو کہ شب وروز نافرمانی خدا ورسول میں گذارتے ہو اور عاقبت کا خیال بھی دل میں نہیں لاتے۔ اپنے گناہوں سے

بالکل نہیں شرماتے۔ نماز کو اٹھ بیٹھ۔ روزہ کو فاقہ بتاتے ہو۔ مسجد کا مال کھا جاتے ہو
یتیموں پر توجہ نہیں کرتے۔ حقوق الناس کھا کر ڈکار تک نہیں آتی۔ یاد رکھو دنیا
چند روزہ ہے۔ اسکا نام گذشتنی و گذاشتنی ہے۔ ایکروز ضرور موت آنی ہے
کُلُّ مَنْ علیہا فان کی شہادت کافی ہے۔ روزمرہ کے واقعات تمہارے پیشِ نظر
ہیں۔ بالآخر خدا کے سامنے جاؤ گے۔ کیا مُنہ دکھاؤ گے۔ یقیناً اسکا خمیازہ
بھگتنا پڑے گا۔ عذابِ قبر برداشت کرنا پڑے گا۔ نافرمانی کے مجرم قرار پاؤ گے
شفاعت سے محروم رہو گے جہنم میں جاؤ گے۔ نہ کوٹ پتلون کام آئے گا
نہ کرزن فیشن جنت کا رستہ دکھائیگا۔ ہر شخص نفسی نفسی کی صدا لگائے گا اور
اعمالنامہ دیکھا جائے گا۔ شافع محشر اُن سب کی سفارش کرینگے جو اُن کی
محبت کا دم بھرینگے اُن کے نقشِ قدم پر چلینگے۔

مزاج میں نہ تعلّی نہ لن ترانی ہے ہُنر کا زعم نہ دعوائے خوش بیانی ہے
خدا کا لطف پیمبر کی مہربانی ہے ہماری سیف زبانی فقط زبانی ہے

کلام اس میں ہے کیا واقعی تو کہتے ہیں
جو کچھ نبیؐ نے کہا ہے وہی تو کہتے ہیں

پہلی منزل مدینہ طیبہ

الغرض مرکب تیز رفتار معہ حضرت احمد مختار باعزّ و وقار سواری
رسولِ نامدار سے بہرہ اندوز ہو کر جانبِ آسمان بلند ہوا جبریئل ہمرکاب رسالتمآب
تھے۔ آیات ارض و سماء کھلتے جاتے تھے۔ ناگاہ کسی پکارنے والے نے داہنی
جانب سے آواز دی پھر بائیں جانب سے کسی نے پکارا۔ مگر حضرت ختمی مرتبت

کچھ جواب نہ دیا۔ اس اثناء میں ایک عورت روبرو آئی اور یہ سخن زبان پر لائی کہ اگر نظر کیمیا اثر کی توجہ پاؤں تو کچھ حالت معرض بیان میں لاؤں حضرت نے اس کی طرف بھی التفات نہ فرمایا۔ اس کے بعد ایک اور آواز آئی جس سے خوف کا اثر قلب پر ہوا۔ پھر جبریل نے ایک مقام پر عرض کی یارسول اللہ یہاں براق سے اتر کر دو رکعت نماز ادا کیجیے کہ یہ ارضِ پاک یثرب ہے مدینہ اس شہر کا نام ہے اور یہی آپ کی ہجرت کا مقام ہے حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے براق سے اُتر کر نماز پڑھی۔

دوسری منزل طورِ سینا

بعد الفراغ پھر حضرت براق پر سوار ہوئے۔ فرشتگانِ مقرب ہمرکاب تھے۔ ایک نے رکاب دوسرے نے لگام تھامی۔ تیسرے نے حضرت کا لباس درست کیا۔ براق نے جولانی دکھائی۔ زمین کی طناب کھنچتی نظر آئی پھر جبریل نے عرض کی۔ یارسول اللہ پھر قیام کیجیے اور دوگانہ نماز ادا کیجیے حضرت نے پھر نماز پڑھی۔ جبرئیل نے کہا اے رسول ذوالمنن یہی طورِ سینا ہے۔ یہیں موسیٰ کو ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا۔ اس کے بعد پھر حضور براق پر سوار ہوئے۔

تیسری منزل بیت اللحم

پھر تھوڑی دور چلکر جبرئیل نے قیام کی درخواست کی۔ سرورِ عالم نے

پھر اسی طرح قیام فرمایا اور دوگانہ نماز ادا کی۔ جبرئیل نے کہا اے سلطانِ عالم اس مقام کا نام بیت اللحم ہے۔ یہی مولدِ عیسیٰ ابنِ مریم ہے۔

چوتھی منزل بیت المقدس

حضرت ختمی مرتبت پھر زیب دہ پشتِ براق ہوئے اور تھوڑی راہ طے فرمانے کے بعد حسب دستور سابق جبرئیل امین نے قیام کے متعلق عرض کیا۔ حضور نے براق سے اُتر کر یہاں بھی نماز نافلہ کو ادا کیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ جبرئیل پیک ربِ جلیل نے عرض کی اے محبوبِ خدا یہ بیت المقدس ہے تشریف لے چلئے۔ یہ کہہ کر براق کو اُس حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیائے ماسلف اپنے چوپایوں کو باندھا کرتے تھے۔ حضرت داخلِ مسجد ہوئے۔ حضرت جبرئیل ساتھ ساتھ تھے۔ وہاں حضور نے دیکھا کہ حضرت ابراہیم و عیسےٰ و موسیٰ معہ دیگر پیغمبران ماسلف موجود ہیں۔ جبرئیل نے اذان و اقامت کہی۔ محبوبِ خدا کو آگے کھڑا کیا اور جملہ پیغمبران نے صف باندھ کر حضرت کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ بعد اس کے خازن بیت المقدس تین ظرف لایا۔ ایک میں دودھ۔ دوسرے میں پانی اور تیسرے میں شراب تھی۔ پس حضور ختمی مرتبت عالی منزلت ارشاد فرماتے ہیں کہ معاً میں نے ایک آواز سُنی کہ کوئی کہتا ہے کہ اگر یہ پانی کا ظرف لینگے تو یہ اور اُن کی امت غرق ہو جائے گی۔ اگر شراب کا ظرف لینگے تو یہ اور ان کی اُمت گمراہ ہو جائے گی۔ ہاں اگر دودھ والے ظرف کو لینگے تو یہ اور انکی امت ہدایت پائے گی۔ چنانچہ میں نے دودھ کا پیالہ لیا اور دودھ پیا۔

پھر مجھ سے دریافت کیا۔ آپ نے راہ میں کیا کیا دیکھا۔ میں نے کہا میری داہنی جانب سے کسی نے آواز دی۔ پوچھا۔ آپ نے جواب دیا۔ میں نے کہا نہیں۔ بلکہ میں تو ملتفت بھی نہ ہوا۔ آواز آئی کہ وہ مذہب یہود کی طرف طلب کرنے والا تھا اگر آپ اس سے ملتفت ہوتے تو آپ کی امت آپ کے بعد یہود ہو جاتی۔ میں نے کہا دوسری مرتبہ بائیں جانب سے آواز آئی میں نے اسکو بھی جواب نہ دیا۔ کہا وہ نصاریٰ کی طرف سے منادی تھا۔ اگر التفات اس کی جانب ہوتا تو آپ کی امت نصرانی ہو جاتی۔ پھر پوچھا کیا دیکھا۔ میں نے کہا کہ ایک عورت میرے روبرو آئی مگر میں نے اس کی جانب بھی توجہ نہ کی۔ کہا وہ دنیا تھی۔ اگر آپ اس سے کلام کرتے تو آپ کی امت آخرت پر دنیا کو مقدم سمجھتی۔ پھر کہا کہ وہ مہیب آواز جس نے آپ کے قلب پر خوف کا اثر پیدا کیا۔ وہ اس پتھر کا دھما کا تھا جس کو ستر سال ہوئے جہنم میں گرایا گیا تھا۔ وہ آج جہنم کی تہ میں پہنچا ہے۔ یہ سن کر حضرت کے قلب پر ایسا اثر ہوا کہ حضرت پھر کبھی نہ ہنسے۔ اس کے بعد حضرت جبرئیل سرور کائنات کو پھر براق پر سوار کر کے لے چلے۔

مقامِ تم

اثنائے راہ میں ایک زمین ملی جو سرخ رنگ کی تھی جس سے مشک و زعفران کی سی خوشبو آتی تھی۔ وہاں ایک مردِ پیر کو دیکھا جس کے سر پر ایک لانبی ٹوپی تھی اور حضرت کی طرف آگ پھینکتا تھا۔ حضور نے جبرئیل سے دریافت کیا یہ کون ہے؟ اور کیا کرتا ہے۔ جبرئیل نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ شیطان ملعون ہے اور لوگوں کو فسق و فجور کی ترغیب دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے اس طرف کھینچو

جبرئیل فوراً براق کو اُسطرف لے گئے۔ حضرت ختمی مرتبت نے فرمایا قم۔ یعنی کھڑا ہو جا۔ پس وہ بھاگ گیا اور اُس روز سے اس مقام کا نام قم ہو گیا جو اب تک آباد ہے۔

فلکِ اوّل کا نظارہ

یہاں سُلطانِ دو عالم نے ایک فرشتہ کو دیکھا کہ نام اُس کا اسمٰعیل تھا اور شیطانوں پر شہابِ ثاقب پھینکنے پر مامور تھا اور ستر ہزار فرشتے اُس کے تابع ہیں جن میں کا ہر فرشتہ ستر ہزار فرشتے اپنے تابع رکھتا ہے۔ اسمٰعیل فرشتہ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا حضرت محمدؐ ہیں۔ اُس نے پوچھا کیا مبعوث ہو چکے۔ جبرئیل نے کہا ہاں۔ اسمٰعیل نے فوراً آسمان کا دروازہ کھولدیا۔ حضرت نے اُسکو سلام کیا۔ اُس نے حضور کو سلام کیا اور پھر فرشتوں نے حضرت کا استقبال کیا اور حضرت آسمانِ اوّل میں داخل ہوئے جو فرشتہ حضور کو دیکھتا تھا وہ شاد و خنداں ہوتا تھا۔

خزینہ دارِ جہنم سے ملاقات اور جہنم کی سیر

حضرت فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ایک فرشتہ دیکھا جس سے بزرگ تر فرشتہ اسوقت تک نہیں دیکھا تھا۔ اور وہ کریہہ منظر تھا غضب و غصہ کے آثار اُسکے چہرہ سے نمودار تھے۔ اُس سے بھی سلام علیک ہوئی۔ مگر اُس نے تبسم مطلق نہ کیا جبرئیل سے میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے۔ جبرئیل نے کہا کہ یہ خزینہ دار

جہنم ہے اور نام اسکا مالک ہے اور کبھی نہیں ہنستا ہے۔ اس نے بعد سلام مجھکو بہشت کی بشارت دی اس کے بعد میں نے جبرئیل سے کہا کہ تم مالک کو حکم دو کہ وہ جہنم دکھائے۔ پھر جبرئیل نے کہا اے مالک رسولِ پاک کو ذرہ جہنم دکھاؤ مالک نے فوراً جہنم کا ایک پردہ اٹھا دیا۔ ناگاہ ایک شعلہ جوش مارتا ہوا نکلا اور آسمان کی طرف بلند ہوا جس کی شدت سے میں خائف ہوا اور جبرئیل سے کہا کہ مالک سے کہو کہ اسکو واپس کرے۔ مالک نے حکم دیا کہ واپس ہو جا پس وہ شعلہ بند ہو گیا۔ میں وہاں سے آگے بڑھ گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات

اس کے بعد ایک شخص عظیم الجثہ کو دیکھا جس کا رنگ گندم گوں تھا میں نے پوچھا اے اخی جبرئیل یہ کون ہے۔ جبرئیل نے کہا یہ آپ کے پدر حضرت آدم ہیں۔ پس میں نے یہ آیت پڑھی۔ کَلَّآ اِنَّ کِتَابَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ۔ پھر میں نے اپنے پدر آدمؑ کو سلام کیا انہوں نے مجھ پر سلام کیا اور خوش آمدید کہا۔

کسی نبی کے یہ رتبے نہ یہ وقار ہوئے
براق پر شہِ خیر الورا سوار ہوئے
مثالِ تیرِ نظر آسماں کے پار ہوئے
فلک پہ حضرتِ آدمؑ سے ہمکنار ہوئے

دعائیں دے کے فرشتوں نے جانفشانی کی
نجوم واہ پکارے کہ مہربانی کی

چلے جو خدمتِ خالق میں سیدِ ابرار
میانِ راہ نظر آئی اشتروں کی قطار
کہ شرق سے سوئے مغرب رواں ہوئیں وہ نہار
بھرے ہیں رائی کے دانوں سے نور کے خروار
ہر ایک دانے سے بشاش اک نمائی ہے
کہ رائی والوں کی بر آرزو بر آئی ہے

خدا کی شان کہ رائی میں عالم آرائی — بسے ہیں ننھے سے دانہ میں اہل دانائی
نہ جسمیں مکر و فریب اور نہ کبر و خود رائی — خدا رسول کے عاشق نبی کے شیدائی
معائنہ جو کیا خشکی و ترائی میں
انہیں کی مدح سرائی کا غل تھا رائی میں

حضرت عزرائیل سے ملاقات

حضور سلطان دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میرا گذر ایک ایسے مقام پر ہوا جہاں ایک فرشتہ تمام دنیا کو دونوں زانو کے درمیان لیے بیٹھا تھا۔ ایک لوح نور اس کے ہاتھ میں تھی جس میں کروڑوں نام لکھے ہوئے تھے۔ وہ فرشتہ مطلق کسی جانب التفات نہ کرتا تھا صرف لوح کو دیکھے جاتا تھا۔ میں نے پوچھا اس فرشتہ کا کیا نام ہے۔ جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ عزرائیل اس کا نام ہے۔ ارواح کو قبض کرنا کام ہے۔ میں اس کے نزدیک گیا اور اسکو سلام کیا اس نے جواب دیا۔ جبرئیل نے کہا اے عزرائیل پیغمبر رحمت یہی ہیں جن کو خداوند قدوس نے اپنے بندوں پر مبعوث کیا ہے۔ عزرائیل نے خوش آمدید کہہ کر سلسلۂ گفتگو کو اسطرح پر شروع کیا کہ اے محمدؐ (صلعم) تم کو بشارت ہو کہ میں ہر قسم کی خیر و بہتری کو تمہاری امت میں دیکھتا ہوں۔ میں نے کہا میں اسی خدائے بخشندہ کی حمد و ثنا کرتا ہوں جس نے اپنے بندوں کو نعمتیں عطا کی ہیں اور یہ سب اسی کا فضل اور عطیہ ہے۔ جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ اس فرشتہ کا کام سب سے زیادہ سخت ہے۔ میں نے دریافت کیا۔ کیا سب کی روح یہی اکیلا قبض کرتا ہے جبرئیل نے کہا

ہاں۔ پس میں ملک الموت کی طرف مخاطب ہوکر گویا ہوا کہ اے عزرائیل کیا تم سب کے پاس جاتے ہو خواہ وہ کہیں ہو۔ وہ بولا کہ ہاں۔ خداوند عالم نے تمام دنیا کو میرے قبضۂ قدرت میں دے رکھا ہے اس لئے تمام دنیا میرے نزدیک ایسی ہے جیسے آپکے ہاتھ میں ایک درہم ہوتا ہے اور آپ اُسکو جسطرف چاہیں پھیر سکتے ہیں۔ کوئی گھر ایسا نہیں جس کے رہنے والوں کو میں پانچ مرتبہ روزانہ نہ دیکھوں اور اس کے حال تفحص نہ کروں۔ اہل میت جب اپنے مردے پر روتے ہیں تو میں اُن سے کہتا ہوں کہ اسپر نہ رو ؤ ابھی کئی مرتبہ میں تمہارے گھر میں آؤنگا اور کسیکو باقی نہ رکھونگا۔ میں نے کہا کہ کیا آدمی کے اندوہ کو درہم برہم کرنے کے لئے صرف موت کافی ہے؟ جبرئیل نے کہا یا حضرت جو کچھ مرنے کے بعد ہے وہ موت سے بھی بدتر ہے یہ سن کر میں وہاں سے بھی چلدیا۔

حرامخوروں کا سین

اس کے آگے جاکر میں نے دیکھا کہ ایک جماعت کے سامنے پاکیزہ اور سڑا ہوا دونوں قسم کا گوشت رکھا ہوا ہے۔ وہ سڑے ہوئے گوشت کو تو کھاتے ہیں اور عمدہ گوشت کو چھوتے بھی نہیں۔ میں نے جبرئیل سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ جبرئیل نے کہا یہ وہ جماعت ہے جو حرامخوری پر ہمیشہ کمربستہ رہے گی اور مال حلال کو ترک کرے گی اور ایسے لوگ آپ کی اُمت سے ہونگے۔

دعا گوئے مومنان

اس کے بعد میں نے ایک فرشتہ کو دیکھا جس کا نصف بدن آتش کا بنا ہوا تھا اور نصف دوسرا برف کا تھا۔ لیکن نہ آتش سے برف پگھلتی تھی نہ برف سے آگ بجھتی تھی۔ اور وہ فرشتہ باآواز بلند کہتا تھا کہ "میں اس خدا کی تنزیہ کرتا ہوں جس نے اس آگ کی حرارت کو برف کے گلا دینے اور برف کی سردی کو آتش کے گل کر دینے سے باز رکھا ہے۔ اے آگ اور برف میں محبت پیدا کرنے والے خدا تو اپنے بندگان مومن کے دلوں کو الفتِ باہمی سے معمور کر دے"۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا زمین پر جتنے بندگانِ خدا ہیں اُن کا سب سے زیادہ خیرخواہ اور بہی خواہ یہی فرشتہ ہے اور جبدِن سے پیدا ہوا ہے یونہی دعا کرتا ہے۔

سخا اور بخل کے فرشتے

اس کے بعد دو فرشتے دکھائی دیئے جو بالائے آسمان ندا کر رہے تھے ایک کہتا تھا کہ خداوندا جو تیری راہ میں غربا کو مساکین کو یتامی کو عطا کرے تو اسکو اس سے بہتر اجر وصلہ عطا کر۔ دوسرا کہتا تھا کہ اے خالق عالم جو تیری راہ میں خرچ نہ کرے اور بھوکے پیاسے یتیم وبیکس لوگوں کی مدد نہ خود کرے نہ دوسرے کو کرنے دے تو اُس کا تمام مال ومتاع تلف کر دے۔

عیب جو اور چشمک زن گروہ

بعد اس کے ایسے گروہ کی طرف گذر ہوا جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں سے مشابہ تھے اور فرشتے اُن کے پہلو کا گوشت کتر کتر کر اُن کے منہ میں بھر رہے تھے۔ میں نے جبرئیل سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ جبرئیل نے کہا یا حضرت یہ وہ لوگ ہیں کہ جو مومنین کی عیب جوئی کرتے ہیں اور اُن پر چشمک زنی کرتے ہیں۔

نیند کے متوالے

پھر ایک ایسا گروہ میان راہ ملا جن کے سر پتھر سے کچلے جا رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ جبرئیل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو بغیر ادائے نماز عشاء سو جاتے تھے اور نیند کو نماز پر مقدم رکھتے تھے۔

مال ایتام ہضم کرنیوالے

یہاں سے آگے بڑھے تو ایک گروہ کو دیکھا جن کے منہ میں فرشتے انگارے بھر رہے تھے اور وہ انگارے اُن کی تہیگاہ سے نکل رہے تھے۔ میں نے کہا اخی جبرئیل یہ کون مردِ بلا ہیں۔ جبرئیل نے کہا یہ لوگ وہ ہیں جو ایتام کا مال کھا جاتے تھے اور ان کو نہ دیتے تھے (چنانچہ خداوند عالم نے کلام پاک میں بھی اسطرح فرمایا ہے۔ انّ الّذینَ یاکلون اموال الیتامیٰ ظلماً انما یاکلون فی بطونھم ناراً وسیصلونَ سعیراً ٥)۔

کلاں شکموں کا نظارہ

یہاں سے آگے چل کر ایک گروہ نظر آیا جن کے پیٹ اسقدر بڑے تھے کہ اُن سے چلا نہ جاتا تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جبرئیل نے کہا۔ یا محمدؐ یہ سب سود خوار ہیں اور قیامت تک اسی عذاب میں مبتلا رہینگے۔ خداوندِ عالم نے قرآن میں ان کا حال اسطرح بیان فرمایا ہے کہ ان کو مثل آلِ فرعون ہر صبح وشام آتشِ جہنم دکھائی جاتی ہے اور وہ لوگ بہ سببِ شدتِ عذاب کہتے ہیں کہ خداوندا قیامت کب ہوگی۔

زنانِ زانیہ کا منظر

اِس کے آگے چل کر ایک جگہ متعدد عورتیں نظر آئیں جو چھاتیوں کے بل لٹکی ہوئی تھیں۔ اور اُن پر عذاب ہو رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون عورتیں ہیں جبرئیل نے کہا یا حضرت یہ وہ عورتیں ہیں جو باوجود شوہر دار ہونے کے بداعمالیوں میں مبتلا رہتی تھیں۔ اور جنہوں نے غیروں سے بچے جن کر شوہروں سے ملحق کئے اور شوہروں کا مال اُن کو میراث میں دلوایا۔ یا جنے ہوئے بچے اپنی عیب پوشی کی خاطر قتل کر ڈالے۔ یہ تاقیامت اسی عذاب میں مبتلا رہینگی۔ میں نے کہا خدا کا غضب اُن عورتوں پر جو بیدردی کے ساتھ کسی شخص کو شوہر کے نسب میں داخل کرتی ہیں اور جو ولدالزنا کو وارث قرار دیتی ہیں۔

اس کے بعد چند عورتیں دیکھیں کوئی سر کے بالوں سے لٹکائی گئی تھی اور اس کا مغز سر جوش کھا رہا تھا۔ اور کوئی اپنے بدن کا گوشت کھا رہی تھی اور نیچے سے اسکو آگ جلا رہی تھی۔ کسی کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ڈالدیا تھا اور مار و عقرب کو اسپر مسلط کیا تھا۔ ایک عورت ایسی بھی دیکھی جو نابینا بہری اور گونگی تھی اور اس کو صندوق آتش میں رکھا گیا تھا اور اسکا مغز ناک کے راستہ سے بہ کر نکل رہا تھا اور جسم اسکا جذام کی وجہ سے پارہ پارہ ہو رہا تھا۔ ایک عورت نظر آئی جسکو آتشِ تنور میں الٹا لٹکایا گیا تھا۔ ایک ایسی عورت دیکھی گئی جس کا گوشت آتش کی قینچیوں سے قطع کیا جا رہا تھا کسی کے ہاتھ پاؤں جلائے جاتے تھے اور وہ اپنی انتڑیاں کھا رہی تھی۔ ایک عورت کتے کی صورت نظر آئی جس کی دُبر میں آگ بھری جاتی تھی اور وہ آگ اُس کے مُنہ سے باہر نکلجاتی تھی۔ فرشتے اُس کے جسم پر آتشین گُرز لگا رہے تھے یہ تمام حالات معائنہ کرکے میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون عورات ہیں۔ جبرئیل نے جواب دیا کہ وہ عورت جس کو سر کے بالوں سے لٹکایا گیا وہ اپنے شوہر کو آزار پہنچاتی تھی اور جو الٹی لٹکی تھی وہ بغیر اجازت شوہر باہر چلی جاتی تھی۔ اور وہ عورت جو اپنے گوشت کو کھا رہی تھی اُس نے نامحرموں کے لئے اپنے تئیں آراستہ کیا تھا اور جس کے ہاتھ پاؤں بندھے تھے وہ اپنا جسم نہ دھوتی تھی اور حیض و جنابت کا غسل نہ کرتی تھی اور نہ نجاستِ ظاہری سے اپنے بدن کو صاف رکھتی تھی۔

اور جو نابینا بہری اور گونگی تھی وہ زنا سے فرزند جنتی تھی جس عورت کا جسم قینچیوں سے کترا جا رہا تھا وہ اپنی صورت لوگوں کو دکھاتی تھی کہ لوگ اُسکی طرف

راغب ہوں اور انہی کا دم بھریں اور جس کا منہ جلاتے تھے اور وہ انتڑیاں کھاتی تھی وہ کٹنی تھی۔ عورتوں کو بطریق حرام غیر مردوں کے پاس لیجایا کرتی تھی اور جو عورت کتے کی شکل تھی وہ گانے والی اور رقاصہ تھی۔

مالِ حرام کے متلاشی

اس کے بعد ایک گروہ نظر پڑا جن کے پیروں میں قلابہ ہائے آتش لگا کر سرنگوں ٹنگایا گیا تھا۔ جبرئیل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے غنی کیا تھا۔ پھر بھی یہ مالِ حرام کے متلاشی رہتے تھے۔

تماشبین

اس کے بعد اور ایک گروہ نظر آیا جن کے منہ آگ کے سوئی ڈورے سے سلے ہوئے تھے۔ جبرئیل نے کہا کہ یہ لوگ زنانِ باکرہ کی بکارت زائل کرتے تھے۔

قرضدار

پھر ایک شخص کو دیکھا جو لکڑیوں کا گٹھا اٹھانا چاہتا تھا مگر اس سے اٹھتا نہ تھا تب وہ اور لکڑیاں رکھتا تھا اور گٹھے کو بھاری کر رہا تھا۔ جبرئیل نے کہا کہ یہ

سرکش اور نافرمان اولاد

اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک جماعت کثیر کو آگ میں جلایا جا رہا ہے اور جب وہ جل جلا کر ختم ہو جاتے ہیں تو پھر اس سوختہ راکھ سے دوبارہ پیدا ہو جاتے ہیں اور پھر اُسی طرح آتشِ عذاب کی نذر ہوتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ جبریئل نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے والدین کی نافرمانی کی اور ان کو اپنے افعال اور کرتوتوں سے جلایا۔ اب یہ قیامت تک اسیطرح جلتے رہینگے اور مبتلائے عذاب رہینگے۔

خشوع و خضوع کے فرشتے

الغرض اسیطرح بہمراہی جبریئل معذبین کا نظارہ و معائنہ کرتا ہوا ایک مقام پر پہنچا جہاں متعدد فرشتوں کو دیکھا کہ جن کو خداوندِ عالم نے جیسا چاہا پیدا کیا اور جسطرف چاہا اُن کا مُنہ رکھدیا اور ہر وقت اُن کے جسم ہر جگہ سے بہ صداہائے مختلف خدا کی تسبیح و تمجید کرتے تھے اور حمد و شکر ایزدی میں مستغرق تھے اور خوفِ خدا سے گریہ کرتے تھے۔ میں نے جبریئل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا جسطرح آپ ان کو دیکھ رہے ہیں یہ اسی طرح خلق ہوئے ہیں اور جس روز سے پیدا ہوئے اِن میں کسی نے بھی بہ سبب خضوع و خشوع و خوفِ خدا آجتک آپس میں ہمکلامی نہیں کی۔ نہ سر اوپر اٹھایا نہ اپنے پیروں کی جانب نظر کی۔ میں نے اُن کو سلام کیا۔ اُن فرشتوں نے جواب سلام تو دیا مگر مجھ سے کلام نہ کیا بلکہ اُسی طرح مصروفِ تسبیح و تمجید رہے۔ تب جبریئل نے اُن سے کہا کہ یہ محمدؐ

پیغمبرِ رحمت ہیں انہیں کو خداوندِ عالم نے اپنے بندوں پر برسالت مبعوث کیا ہے۔ تم کیوں اِن سے کلام نہیں کرتے۔ یہ سُن کر وہ میری طرف متوجہ ہوئے مجھ پر سلام کیا اور عزت واحترام کی رسم بجالائے اور میری امّت کی بہتری کی مجھ کو بشارت دی۔

فلکِ دویم کا منظر

جب آسمانِ دویم پر گئے رسولِ امین
بچھائی چرخ طلائی نے مسندِ زرین
ندا یہ آئی کہ اے باعثِ زمان و زمین
دبیر کا بھی قلمرو ہے تیرے زیرِ نگیں

تری زباں سے جو نکلے وہی لکھا جائے
قلم لگائے عطارد تو حرف آجائے

الغرض حضرت ختمی مرتبت سیّد المرسلین بہ ہمراہی جبرئیل امین جب آسمانِ دویم پر پہنچے تو جبرئیل نے دربانانِ فلکِ دویم کو اشارہ کیا جنہوں نے فوراً دروازہ کھولا۔ آنحضرت صلعم داخل ہوئے۔ جہاں حضور نے دو شخصوں کو دیکھا جو ایک دوسرے سے بہت زیادہ مشابہ تھے۔ سرورِ عالم نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں۔ جبرئیل نے کہا یا حضرت یہ یحییٰ اور عیسیٰ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ سردار دوجہان نے اُن پر سلام کیا انہوں نے حضرت پر سلام کیا اور خوش آمدید کہا اس کے بعد بہت سے منظر ملاحظہ کئے اور جابجا ملائکہ آسمان کو مصروفِ تسبیح وتقدیس دیکھا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام

یہ اللہ کے برگزیدہ و مقدس نبی تھے جن کے پہلو میں خداوندِ عالم نے ایسا دل ودیعت کیا تھا کہ آپ ہر وقت خوفِ خدا سے محزون و ملول رہتے تھے ایک روز ان کی والدہ نے کہا کہ بیٹا تم ابھی بچے ہو ابھی سے تمہارا یہ حال ہے حالانکہ بچے معصوم قرار دیئے گئے ہیں۔ حضرت یحییٰ نے فرمایا کہ اے اماں مجھے یہ خیال دامنگیر ہے کہ اگر خداوندِ عالم نے پہلے بچوں ہی سے بازپرس کی تو میں کیا جواب دونگا۔

اللہ اللہ! خدا جسکو نبی بناتا ہے طفلی ہی سے اس میں ایسی باتیں پیدا ہو جاتی ہیں جن سے شانِ نبوت ظاہر ہونے لگتی ہے۔ آپ حضرت عیسٰے سے چھ ماہ قبل پیدا ہوئے اور ۷ سال کی عمر میں نبوت ملی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

آپ بغیر باپ کے قدرتِ خدا سے پیدا ہوئے۔ تیس سال کی عمر میں تبلیغ شروع کی اور صرف تین سال تک تختِ نبوت پر متمکن رہنے کے بعد آسمان پر بلا لئے گئے۔ اندھوں کو بینائی دینا۔ مردہ کو جلانا آپ کا معجزہ تھا اسی لئے مسیح کہلائے۔ مبروص اور عام بیمار پچاس ہزار تندرست کئے۔ انجیل ان پر نازل ہوئی اور درگاہِ خداوندی سے زاہد الانبیاء کا لقب پایا۔

فلکِ سویم کی سیر

ملاقات از حضرت یوسفؑ

جب آسمانِ سویم پر گئے تو کیا دیکھا
فلک کو جلوۂ یوسف سے جگمگا دیکھا
ملائکہ نے جو روئے شہِ ہُدا دیکھا
تو اِن کے حسن میں کچھ اور ہی مزہ دیکھا

نہ اشتیاق نہ وہ حیاء ان کے ساتھ رہی
نمک کے سامنے مصری کی کچھ نہ بات رہی

اس کے بعد سواری آقائے نامدار احمدِ مختار رسولِ کردگار صلواۃ اللہ علیہ و آلہ جب فلکِ سویم پر پہنچی تو وہاں ایک شخص کو دیکھا جو ایک تختِ زرّیں پر بیٹھا ہوا ہے اور جس کے حُسن کی شعاعیں آسمان پر پڑ رہی ہیں اور چہرہ مثل ماہِ شب چہاردہ منوّر ہے۔ ختمی مرتبت نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں ہ جبرئیل نے کہا آپ کے بھائی حضرت یوسف یہی تو ہیں۔ حضرت نے ان کو اور انہوں نے حضرت کو سلام کیا اور خوش آمدید کہا اور فرمایا کہ اے محمد صلعم خداوند عالم نے آپ کو سیّد المرسلین و فخر الاولین و آخرین بنایا اور حُسنِ ظاہری و باطنی سے مشرّف فرمایا جس سے دونوں جہان منوّر ہیں۔ یعنی آپ دنیا کے ہادی اور آخرت کے شفیع ہیں۔

رحمتِ عالم خاصۂ یزداں صلی اللہ علیہ وسلم
شاہِ رسل پیغمبرِ ذیشاں صلی اللہ علیہ وسلم
نازشِ عیسٰی فخرِ سلیماں صلی اللہ علیہ وسلم
صدر نشینِ محفلِ امکاں صلی اللہ علیہ وسلم

سرورِ کل محبوبِ الٰہی تخت نشینِ مسندِ شاہی
شاہِ دو عالم خسروِ خوباں صلی اللہ علیہ وسلم

یہاں سرورِ کائنات نے ملایک کو تسبیح و تمجید میں مثل آسمانِ اول و دویم مصروف دیکھا اور عجیب عجیب منظر ملاحظہ فرماتے ہوئے جانب چرخ چہارم روانہ ہوئے۔

چرخ چہارم کی سیر

حضرت ادریسؑ سے گفتگو

فلک پہ آمدِ شہ کی جو اڑ چلی تھی خبر
تو عین چشمِ تمنا بنے تھے سب اختر

پر آسمانِ چہارم پہ جب گئے سرور
سنا کہ چھوڑ گیا تختِ زر شہِ خاور

حیا سے تاب نہ آئی شتاب ڈوب گیا
جب آبرو پہ بنی آفتاب ڈوب گیا

جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فلکِ چہارم پر جلوہ گر ہوئے تو حضور نے ملاحظہ فرمایا کہ لاکھوں فرشتے سربسجود بارگاہِ معبود سبوحٌ قدوسٌ کی تسبیح ادا کر رہے ہیں۔ تمام کے تمام بغرض احترام رسولِ انام استادہ ہو گئے اور حضور کو خلعتِ نور سے مزین کیا۔ اس کے بعد آقائے نامدار احمدِ مختار رسولِ کردگار باشارہ جبرئیلِ امین ایک بزرگ کیجانب متوجہ ہوئے۔ جبرئیل سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ جبرئیل نے کہا اِن کا نام ادریسؑ ہے جن کو خداوندِ عالم نے مقامِ بلند پر پہنچایا اور وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا انہیں کی شان میں آیا ہے۔ حضرت نے ان کو اور انہوں نے حضرت کو سلام کیا اور امت کی بہتری کی بشارت دی۔ آنحضرت صلعم نے حضرت ادریسؑ سے فرمایا کہ خوش نصیب

خداوند عالم نے تم کو بلند مقام پر اٹھا لیا اور ہم سے پہلے داخلِ جنت ہوئے حضرت ادریسؑ نے جواب دیا کہ اے سید المرسلین رحمۃ للعالمین میں نے دروازۂ جنت تو ضرور دیکھا ہے مگر اب تک جنت میں داخلہ کی نوبت نہیں آئی کیونکہ ہر دروازہ بہشت پر بقدرت یہ لکھا ہوا ہے کہ محمدؐ اور ان کی امت سے پہلے کوئی شخص داخل نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد حضور سرورِ عالم نے ایک فرشتہ کو کرسی نشین دیکھا جس کے ماتحت ستر ہزار فرشتے تھے۔ حضرت نے خیال فرمایا کہ شاید اس سے بزرگ تر فرشتہ نہ ہوگا۔ ناگاہ جبرئیل نے اس سے کہا کہ اٹھ کھڑا ہو۔ دیکھتا نہیں ہے کہ محبوب رب العالمین تشریف لائے ہیں۔ وہ فرشتہ فوراً کھڑا ہو گیا اور قیامت تک کھڑا رہیگا۔

فلکِ پنجم کا منظر

حضرتِ ہارون سے معانقہ

لکھا ہے یوں فلکِ پنجمی کی سیر کا حال — جھکا سلام کو جلادِ چرخ مثلِ ہلال
ملی وہ تیغ کہ قاتل سے ہو گیا قتال — زہے کمال وزہے صنع ایزدِ متعال
مثالِ آئینہ حیرت ہوئی جدھر دیکھا
خدا کا نور ہر اک جا پہ جلوہ گر دیکھا

اُدھر وہ دیدۂ انجم میں چشمِ حور کا نور — اِدھر براق کے رخ میں وہ برقِ طور کا نور
وہ ایک معجزہ کا معجزہ تھا نور کا نور — پھر اس پہ نورِ علیٰ نور وہ حضور کا نور
ضیا میں شہرۂ آفاق ہو گیا اب تو — براق کاہے کو بُرّاق ہو گیا اب تو

حلیۂ براق

جبیں میں نور وضیا شمع طور کی صورت
کلائیوں میں صفائی بلور کی صورت

بشر نژاد پریزاد حور کی صورت
ڈھلی تھی نور کے سانچے میں نور کی صورت

یہی تھا جوش کہ عمر رواں سے آگے ہو
کہ پیشوا کی سواری جہاں سے آگے ہو

وہ سرعتیں ہیں کہ عزم سفر سے پہلے جائے
زمیں سے چرخ پہ برق وشرر سے پہلے جائے

پلک ہلے تو خود اپنی نظر سے پہلے جائے
خدا کے علم میں دل کی خبر سے پہلے جائے

زمیں سے عرش پہ یوں جائے جوشِ سرعت میں
کہ جیسے نعرۂ صلوٰۃ گوشِ رحمت میں

حضرت ابنِ عباس سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے البراق کو میرا مسخر کیا اور وہ تمام دنیا اور اُن چیزوں سے جو دنیا میں ہیں بہتر ہے۔ وہ بہشت کے حیوانات میں سے ایک حیوان ہے نہ بہت اونچا ہے نہ کوتاہ۔ اس کا چہرہ آدمیوں کی طرح۔ سُم گھوڑوں کی مانند اور دُم گائے کی سی ہے۔ دراز گوش سے بڑا اور خچر سے چھوٹا ہے۔ اُس کی زین یاقوتِ سُرخ کی اور رکاب سفید موتی کی ہے۔ وہ سونے کی ستر ہزار مہار رکھتا ہے۔ اس کے دو بازو ہیں جن پر موتی اور یاقوت و زمرد اور تمام جواہر جڑے ہوئے ہیں اور اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لاالٰہ الااللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ومحمداً رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ وہ تمام حیوانات سے زیادہ خوش رنگ ہے۔ اگر خدا اسکو اجازت دے تو وہ ایک رفتار میں دونوں جہان طے کر سکتا ہے

جب اس کے بعد زیر رکاب وشیجا آخر سے چہارم سے جانب فلک پنجم روانہ ہوئے تو براق براق شتاب - برسوں کی راہ کو چشم زدن میں طے کر کے محبوب ذوالمنن کو فلک پنجم پر لے پہنچا جہاں فخر دو عالم نے انوار رب العزت کو زیادتی کے ساتھ پایا - کلمہ سبحان اللہ زبان پر آیا - فرشتوں کو ثنائے خالق میں سرشار پایا یہاں بھی حضور نے مثل آسمان سابق حلہ نور زیب تن فرمایا جس پر بخط نورانی دست قدرت نے اِنَّ اللّٰہ وملٰئکتہٗ یصلّون علی النبی الخ لکھا تھا -

اس کے بعد ایک پیر مرد کو دیکھا کہ جنکی بڑی بڑی آنکھیں تھیں حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو اُن سے عظیم تر نہیں دیکھا تھا - اُن کی امت کے بہت سے لوگ اُن کے چاروں طرف جمع تھے اور مشغول ذکر خالق ذوالجلال والاکرام تھے حضرت صلعم نے جبرئیل سے اُن کی بابتہ دریافت کیا - کہا یہ مرد بزرگ ہارون ع پیغمبر ہیں اور چاروں طرف وہی لوگ ان کی امت کے ہیں جو دنیا میں ان سے ذکر الٰہی سنا کرتے تھے اور ان کو بہت دوست رکھتے تھے حضرت نے ہارون ع پر اور ہارون پیغمبر نے آنحضرت پر سلام کیا اور معانقہ فرمایا اس کے بعد کہنے لگے کہ اے محمد صلعم آپ کی تشریف آوری آپ کی ذات اور آپ کی امت کے لئے نہیں بلکہ جملہ فرشتگان اور مرسلان کے لئے باعث فخر و مباہات ہے -

فلک ششم کی سیر

حضرت موسیٰ سے ملاقات اور جہنم کا نظارہ

چھٹے فلک پہ جو پہنچے رسول عرش نشیں
پکارنے لگے سب ساکنان چرخ بریں

یہ شتری ہے کہ انگشتری ہے زیر نگیں
پڑھے جو اور تو کیا دیکھتے ہیں قبلہ دیں

نظر کے سامنے اک باب ہے کہ بند ہے وہ

مثالِ ہمتِ حیدر بہت بلند ہے وہ

جب سید الثقلین رسولِ خالقِ کونین کو براقِ برق دم آسمانِ ششم پر لیکر پہنچا تو حضور نے عجیب و غریب انوارِ تجلی کا معائنہ فرمایا۔ بڑے بڑے طویل القامت فرشتے اس آسمان پر نظر آئے جو ہمہ تن مصروفِ عبادت خداوند علام تھے اور اُن کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ جبرئیل نے کہا یا حضرت یہ کروبیین ہیں حضرت نے ان پر سلام کیا جس کا جواب انہوں نے محض اشارہ سے دیا اسپر جبرئیل نے ان سے کہا کہ اے گروہِ کروبیین تم نہیں جانتے کہ کس ذاتِ اقدس نے تم کو سلام کیا۔ دیکھو یہی ختم المرسلین محبوب رب العالمین ہیں چنانچہ ان ملائکہ نے جواب سلام دیا اور حضرت کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ اس کے بعد حضور ختمی مرتبت کو ایک اور خلعت نورانی اس آسمان پر بھی عطا ہوا جس کو حضرت نے زیب تن فرمایا اس پر یہ لکھا ہوا تھا:۔

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف الرحیم۔ اس کے بعد حضرت ختمی مرتبت نے عقب غول کروبیان ایک گندم رنگ بزرگ کو دیکھا جن کے بال بہت دراز تھے اور چہرہ نورانی تھا اور جو بزبانِ حال یہ کہہ رہے تھے کہ بنی اسرائیل گمان کرتے ہیں کہ میں خدا کے نزدیک گرامی ترین فرزند آدم ہوں۔ حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ محبوب رب العالمین مجھ سے زیادہ گرامی ہیں۔ جبرئیل نے کہا یا حضرت یہ موسیٰ کلیم اللہ ہیں۔ حضرت نے بڑھ کر ان کو اور انہوں نے حضرت کو سلام کیا

نوٹ:۔ صاحب حیات القلوب نے سیر دوزخ کو آسمان اول پر لکھا ہے مگر

...دریافت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ختمی مرتبت نے چھٹے آسمان پر دوزخ اور ساتویں آسمان پر جنت کی سیر کی۔ ہم سلسلۂ تحریر میں تھوڑا سا بیان آسمانِ اوّل کی سیر میں دوزخ کا بھی لکھ آئے ہیں اور بقیہ حال اس آسمان پر دکھلاتے ہیں بہر حال دوزخ کی سیر آسمان اوّل پر کی ہو یا آسمانِ ششم پر ہمیں دوزخ کا بیان مختصر سا لکھنا ہے جسکو حوالۂ قلم کرتے ہیں“

کہا حضور نے دوزخ کدہر ہے ہم کو بتاؤ — لرز کے روحِ امیں نے کہا کہ پاس نہ جاؤ
کہا نبی نے کہ بھائی یہیں سے سیر دکھاؤ — وہ ڈر کے بولے کہ بائیں طرف نظر کو اٹھاؤ

نظر اٹھائی تو عبرت ہوئی طبیعت میں
بھڑک رہا ہے سقر ناریوں کی قربت میں

نبیؐ نے دور سے دیکھے شرر بھڑکتے ہوئے — وہ طوقِ نار وہ گرزِ گراں دہکتے ہوئے
شرر کیطرح وہ مارِ سقر لپکتے ہوئے — ہزار عاشقِ گل آگ پر بھڑکتے ہوئے

کیا تڑپ کے یہ نعرہ ہر ایک جاہل نے
ارے یہ آگ لگائی ہے حضرتِ دل نے

بیانِ نار سے دل آب آب ہو جائے — الٹ پلٹ ہوں ورق انقلاب ہو جائے
زبانِ طائرِ مضموں کباب ہو جائے — زمینِ شعر کی مٹی خراب ہو جائے

دل اس کے غم میں سلگ کر تباہ ہو گئے ہیں
ورق یہ حرف بھی دیکھو سیاہ ہو گئے ہیں

طرح طرح کی وہ ایذا طرح طرح کے عذاب — وہ تازیانۂ آتش کہ برق ہو بیتاب
وہ کھولتا ہوا پانی کہ سرد ہو تیزاب — سوالِ آب پہ وہ گرزِ آتشیں ہے جواب

جو آبکار تھے پانی کو وہ ترستے ہیں
خدا کی مار ہے ہونٹوں کو نتھا دیتے ہیں

وہ منظر یوں کی نغماں اور وہ دل سوز نغمہ [illegible]   [illegible] پریشاں [illegible] تاساز

یلک نواز سے کیوں پھر گئے تھے طبلہ نواز   اٹھا جو پردہ غفلت تو کھل گیا یہ راز

کہ ہائے ہم میں کوئی اہلِ امتیاز نہ تھا

ہمارے حق میں وہ سم تھا سرود و سانہ تھا

وہ لال گرزِ گراں سر پہ نازنینوں کے   ہزار داغ وہ چہرہ پہ مہ جبینوں کے

وہ پھلجھڑی سے فزوں گل سے رخ حسینوں کے   چراغ غول وہ دیدے تماشبینوں کے

گلوں کی دید سے کیا کیا عذاب ہوتے ہیں

جو آنکھیں سینکتے تھے وہ کباب ہوتے ہیں

لہو سے لال وہ لب سب زباں درازوں کے   وہ کہنیوں سے قلم ہاتھ جعلسازوں کے

وہ رنگ خوف سے پیلے قمار بازوں کے   وہ سر جھکے ہوئے خفت سے بے نمازوں کے

وہیں ڈٹے رہے جس انجمن میں گانا تھا

انہیں تو عید تھی گانا نہ تھا دوگانہ تھا

کوئی زمین پہ بیہوش کوئی نالوں میں   چنارِ خشک کا عالم وہ نونہالوں میں

گلِ انار کی رنگت کسی کے گالوں میں   بہت سی عورتیں لٹکی ہیں سر کے بالوں میں

کسی کے سامنے آئینے اجتناب نہ تھا

مقامِ شرم یہ ہے آنکھ میں حجاب نہ تھا

آسمانِ ہفتم کی سیر

حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے ملاقات

اس آسمان سے اور آسماں کی سیر کرو   سقر کا حال سنا اب جناں کی سیر کرو

جہاں ہیں یہ چمنستاں اسی جہاں کی سیر کرو یہی ہے خلد مرے بوستاں کی سیر کرو

بشر تو ہوں یہ مجھے فوق اب ملک پر ہے

مراد ماغ بھی اب ساتویں فلک پر ہے

حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ فرماتے ہیں کہ جب میں آسمانِ ہفتم پر پہنچا تو وہاں فرشتوں نے مجھ سے کہا کہ اے محمد صلعم پچھنے لگاؤ اور اپنی امت کو بھی پچھنے لگانے کا حکم دو اور سب نے خوش آمدید کا شور کیا اور مثل دیگر آسمانوں کے خلعتِ نور سے میرے جسم کو مزین کیا ناگاہ میری نظر ایک بزرگ سفید ریش پر پڑی جو کرسی پر جلوہ افروز تھے میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ کہا یہ آپ کے پدر حضرت ابراہیم ہیں جو بیت المعمور کے دروازہ پر تشریف فرما ہیں اور یہی مقام آپ کی اُمت کے پرہیز گاروں کا ہے۔ یہ سُن کر میں نے کہا اِنَّ اولی النّاس بابراھیم للذین اتبعوہُ وھٰذا النبی والذین آمنوا واللہ ولی المومنین۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے اُن کو اور انہوں نے مجھکو سلام کیا اور خوش آمدید کہا۔ یہ حضرت ابراہیم کا مقام ایک درخت کے نیچے تھا۔ اُس درخت کے پھل مثل پستانِ عورت لٹک رہے تھے اور اس کے پاس بہت سے بچے جمع تھے۔ ہر بچہ ایک پستان سے منہ لگائے تھا۔ جب کسی بچے کے منہ سے وہ پستان چھوٹ جاتی تھی تو حضرت ابراہیم وہ پستان پھر اس کے منہ میں دیدیتے تھے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا اے محبوبِ خدا یہ تمہاری امت کے بچے ہیں جن کی پرورش میرے ذمے ہیں اِن بچوں کو بہشت کے تمام میوے اور نہروں کی لذت اِن پستانوں میں ملتی ہے۔ اِس کے بعد میں نے مثل آسمان سابقین کے ملائکہ خضوع وخشوع

اگر خداوندِ عالم میری آنکھوں کو قوت نہ دیتا تو میں نہ دیکھ سکتا۔ یہ آسمان جملہ آسمانوں سے زیادہ منور پایا۔ اس میں نور کے دریا بہتے ہوئے دیکھے جو دور سے چمک رہے تھے اور اُن کا نور آنکھوں کو خیرہ کرتا تھا۔ اس کے بعد ظلمت اور برف کے دریا دیکھے۔ جب عجیب وغریب اشیاء کے دیکھنے سے میرے قلب پر دہشت کا غلبہ ہوا تو جبرئیل نے مجھ سے کہا کہ اے محمد صلعم خوش و خورّم رہو اور شکر خدا بجالاؤ جس نے آپ کو اِن کرامتوں سے ممتاز فرمایا اور اے محمد صلعم یہ چیزیں جو آپ دیکھ رہے ہیں اِن سے عجیب تر اور عظیم تر اشیاء خداوند عالم نے خلق فرمائی ہیں جو آپ نے ابھی نہیں دیکھیں۔ اے ختمی مرتبت خدا کے اور مخلوق کے درمیان میں نوّے ہزار حجاب واقع ہوئے ہیں اور میں اور اسرافیل تمام مخلوق سے قریب تر ہیں۔ میرے اور اسرافیل کے درمیان صرف چار حجاب ہیں جن کے نام حجابِ[۱] نور۔ حجابِ[۲] ظلمت۔ حجاب[۳] ابر اور حجاب[۴] آب ہیں۔ سلطان دو عالم فرماتے ہیں کہ جو عجائبات میں نے آسمان پر دیکھے منجملہ اُن کے ایک مرغ بھی تھا جس کے پاؤں ساتویں زمین پر اور سر عرش خدا کے قریب تھا۔ جب وہ اپنے دونوں بازو کھولتا تھا تو مشرق و مغرب سے بھی گذر جاتے تھے۔ حقیقتاً وہ مرغ ایک فرشتہ ہے جو مصروف تسبیح خلّاق عالم ہے اور وقتِ سحر وہ اپنے پر کھول کر بہ آواز بلند تسبیح کرتا ہے اور کہتا ہے سبحان الملک القدوس سبحان اللہ الکبیر المتعال لا الہ الا ھو الحی القیوم جب اس کی یہ آواز بلند ہوتی ہے تو تمام مرغ زمین پر اپنے پروں کو کھول کر تسبیح خدا کرتے ہیں اور جب وہ فرشتہ ساکت ہوتا ہے تو یہ سب بھی خاموش ہو جاتے ہیں۔ وہ مرغ عرشی سفید بازو رکھتا ہے اور اس کے بازو کے نیچے سبز پر ہیں جو نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔ اس کے بعد میں بہ ہمراہی جبرئیل امین

... یہاں میں نے اپنے اصحاب
کے ایک گروہ کو اپنے ہمراہ دیکھا جو عمدہ لباس سے آراستہ تھے اور ایک دوسرے
گروہ کو دیکھا جو لباسِ کثیف میں تھے۔ پہلا گروہ جو عمدہ لباس پہنے تھا میرے
ساتھ بیت المعمور میں داخل ہوا۔ اور آخر الذکر کو روک دیا گیا۔ اس کے بعد میں
نے دو نہریں دیکھیں جن میں سے ایک کا نام کوثر اور دوسری کا نام نہرِ رحمت تھا
کوثر کا پانی پیا اور نہرِ رحمت میں غسل کیا۔ اور یہ دونوں نہریں برابر میرے ساتھ
چلی گئیں۔

بیت المعمور

جسوقت حالاتِ معراج رسولِ کردگار نے اصحابِ کبار کے سامنے
بیان کئے تو اصحاب نے دریافت کیا کہ اے نبی اللہ ہمارے ماں باپ
آپ پر فدا ہوں ذرہ یہ بھی بتا دیجئے کہ بیت المعمور کیا ہے۔ حضور نے
فرمایا کہ جسطرح زمین پر انسانوں کے لئے کعبہ قرار دیا گیا ہے اسی طرح
آسمانِ ہفتم پر ایک کعبہ فرشتوں کے لئے مقرر کیا گیا ہے جو اسی کعبہ کی
سیدھ میں ہے اور خالص یاقوتِ سرخ سے بنا ہوا ہے اور فرشتے اُسکے
گرد ہر وقت مصروفِ طواف رہتے ہیں جس کا ذکر خداوندِ عالم نے سورۂ طور
میں فرمایا ہے اور اس کی عظمت کا تذکرہ کیا ہے۔ اسی مقام پر حضور نے
نمازِ جماعت پڑھائی۔ ملائکہ کروبین نے اقتدا کی۔ چنانچہ ملائے اعلیٰ سے
ایک نورانی فرشتہ کا نزول ہوا جسکو دیکھ کر جبرئیل نے کہا یا حضرت میں نے
... فرشتے نے نہایت خوش الحانی سے

ایک مقام بلند پر حضرت [illegible]

ہو گیا جب اس نے اللہ اکبر تکرار کی خداوند علاّ نے عرش سے جواب دیا

کہ سچ کہتا ہے میں اِس سے بھی بزرگ تر کہ خلایق کی عقل جہانتک کام دیسکے

اور جب اُس نے اشہدُ ان لا الہ الا اللہ کہا تو رب العزت نے جواب دیا کہ

سچ کہتا ہے میرے سوا کوئی خدا نہیں اور جب اُس نے اشہدُ ان محمد الرسول اللہ

کہا تو خالق نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔ محمد میرا بندہ اور رسول ہے۔ جب اُس نے

حی علی الصلوٰۃ کا کلمہ زبان پر جاری کیا خدا نے کہا بالکل درست ہے

یہ لوگوں کو میرے فریضہ کی طرف بلاتا ہے۔ جب اس کی زبان سے

حی علی الفلاح نکلا تو خداوند عالم نے فرمایا کہ باعثِ نیکی و رستگاری ہے

اِس کے بعد جبرئیل نے مجھکو آگے کھڑا کر دیا اور میں نے نماز پڑھائی اور فرشتوں

نے اقتدا کیا۔ اِس کے بعد جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ اِسوقت آپ کی معیت

میں اُن فرشتوں نے نماز پڑھی جو حاملانِ عرش ہیں اور اس امامت پر خداوند

عالم نے آپ کو سیّد المرسلین۔ سیّد المتقین۔ اور رحمتہ للعالمین کے خطابات

عطا فرمائے اور تمام زمین و آسمان کی مخلوق سے آپ کو اشرف گردانا

حضور ارشاد فرماتے ہیں کہ جب نماز سے فارغ ہوا تو انوارِ محبت نے مجھے

گھیر لیا اُسوقت میں سجدۂ شکر بجا لایا اور خداوندِ عالم نے مجھے آواز دیکر

فرمایا کہ جتنے نبی تم سے پہلے تھے۔ اُن پر پچاس نمازیں میں نے واجب کیں

تھیں بس اتنی ہی نمازیں تمہارے اور تمہاری اُمت کے لئے واجب کیں

لازم ہے کہ اِن کو قایم رکھو۔ یہ سُن کر میں نے سرِ تسلیم خم کر دیا مگر جب وہاں

سے لوٹا تو راہ میں جسقدر انبیاء سے ملاقات ہوئی کسی نے کچھ نہ کہا مگر حضرت

موسیٰ نے سُن کر مجھے لوٹنے پر مجبور کیا اور کہا کہ جا کر خدا سے درخواست کرو کہ

میری امت ضعیف ہے وہ اسقدر بار برداشت کرنے کے قابل نہیں ہے چنانچہ میں نے واپس ہو کر دربارِ الٰہی میں عرض کیا۔ خداوند عالم نے پانچ نمازیں معاف کر دیں میں خوشی خوشی پھر حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور انعام خداوندی کا ذکر زبان پر لایا موسیٰ نے پھر مجھ سے اصرار کیا چنانچہ اسیطرح کئی مرتبہ میں آیا اور واپس ہوا موسیٰ مجھے مجبور کرتے تھے اور میں بار بار درگاہِ خداوندی میں استدعا پیش کرتا تھا اور ہر مرتبہ خداوندِ عالم پانچ نمازیں معاف کر دیتا تھا تا اینکہ پانچ رہ گئیں حضرت موسیٰ نے پھر اصرار کیا اور کہا کہ یہ پانچ بھی زیادہ ہیں۔ مگر میں نے کہا کہ اب مجھے شرم آتی ہے اس لئے اب میں اسپر صبر کرتا ہوں۔ پس خدا نے آواز دی کہ اے حبیب ہمارے تم نے پانچ نمازوں پر صبر کیا لہذا میں تم کو اور تمہاری امت کو پچاس نمازوں ہی کا ثواب عطا کرونگا اور ایک نماز کے بدلے دس نمازیں قبول کرونگا۔ (صلوا علی النبی)

بہشتِ بریں کا منظر

سلطانِ دو عالم سید المرسلین فرماتے ہیں کہ کوثر و نہر رحمت کا سلسلہ برابر چلا گیا اور وہ بہشت میں بھی موجود تھیں اور ان نہروں کے کنارے پر میں نے اپنے اور اپنے اہلبیت اور ازواج کے مکانات دیکھے۔ وہاں بجائے مٹی کے مشک کی زمین تھی۔

بہار آئی ہے ساقی شرابِ ناب پلا
مئے ولائے حبیبِ خدا شتاب پلا

فلک پہ چاندنی چھٹکی ہے آفتاب پلا
شمیم کی ہے ہوس پھول دے گلاب پلا

یہ رنگ و بو ہو کہ کھلتے ہی ڈاٹ بوتل کی
فلک ہو عطرِ حنا کا زمین صندل کی

بر ... بھی تو نظر آئے باغ پھولوں کے — ثمر اب شجر کے گویا ہیں پھولوں کے

وہ مستیاں وہ فلک پر دماغ پھولوں کے — نہ گل ہوں بادِ خزاں سے چراغ پھولوں کے

وہ پھول جن کے بیاں سے خوشی لبوں پہ ہے
مگر شمیم تو جامہ سے اپنے باہر ہے

وہ گلرخوں کا چمن وہ درخت پھولوں کے — مکاں ہیں کرسیاں پھولوں کی تخت پھولوں کے
نئے گلوں کے وہ زیور وہ رخت پھولوں کے — ملی ہے آل کی رنگت یہ بخت پھولوں کے

خدا پرستوں کے مرغِ نظر جو بھاتے ہیں
تو گویا مصحفِ گل پر ہزار آئے ہیں

تمام خلد کے غنچے ہیں کھلکھلائے ہوئے — کسی طرف وہ نہالوں کو حال آئے ہوئے
کہیں عروس چمن انجمن سجائے ہوئے — کہیں وہ رشکِ قمر چاندنی بچھائے ہوئے

مچی ہے دھوم کہ اے لو جناب آتے ہیں
پڑھو درود رسالتمآب آتے ہیں

درِ جناں پہ جو پہنچے جنابِ خیر بشر — سلام کر کے فرشتوں نے جلد کھولا در
کھلا کواڑ تو نکلی صدائے یا حیدر — نبی نے ہنس کے کہا شکرِ خالقِ داور

علی کے ذکر سے دل اپنا شاد کرتا ہے
درِ بہشت بھی حیدر کو یاد کرتا ہے

دریچے کھول کے حوریں انہیں کو تکنے لگیں — ہنسی میں منہ جو کھلے بجلیاں چمکنے لگیں
نہال ہلنے لگے ڈالیاں لچکنے لگیں — چمن مہکنے لگا بلبلیں چہکنے لگیں۔

اٹھا کے ہاتھ جو ڈالی دعائیں دینے لگی
کلی بھی پیار سے جھٹ جھٹ بلائیں لینے لگی

رسول قدرتِ پروردگار دیکھتے تھے — ہر اک شجر کو جواہر نگار دیکھتے تھے

گلوں کا رنگ چمن کی بہار دیکھتے تھے　　ہر اِک ثمر کی طرف بار بار دیکھتے تھے

سنا کہ سب یہ شگوفے ہیں تیری الفت کے
مرے حبیب یہ پھل ہیں تری ولایت کے

زمرّدیں کوئی بوٹی کوئی سنہری تھی　　چمن کی سیر کو رنگت گلوں پہ ٹھہری تھی
کہیں یہ حوض تھا اونچا تو نہر گہری تھی　　طلائی قصر میں سونے کی مسہری تھی

نہ جانے پائینگے جو ذکرِ حق سے بھاگینگے
وہاں وہ سوئینگے جن کے نصیب جاگینگے

الغرض خلدِ بریں ہر طرف سے مرصّع نظر آیا۔ طرح طرح کے خوشنما درخت عجیب عجیب قسم کے بوٹے انواع واقسام کی بیلیں وضع وضع کے شگوفے دکھائی دئیے جن سے گلزارِ بہشت کا جوبن دوبالا تھا۔ ہر گل اپنی وضع میں نرالا تھا۔ کہیں پر گل نے قدرت کا دامن سنبھالا تھا۔ کسی کے حسن کا کوسوں تک اوجالا تھا۔ کہیں درختوں میں موتیوں کے شگوفے تھے جن سے موتیا کی خوشبو پیدا تھی قدرتِ خالق ہویدا تھی۔ کہیں پہ چاندنی کے پھول نمایاں جو رشکِ دہ قمرِ تاباں تھے۔ جن کو دیکھ کر فلکِ پیر بھی جوان ہونے کا خواہشمند تھا۔ بقولے ؎

ابھر کے سبزۂ گل یہ خبر سناتا ہے
کہ بھیگتی ہیں مسیں لو شباب آتا ہے

کہیں پر طلا و سیم کی بیلیں تھیں جن پر خواہ مخواہ دل لہراتے تھے۔ کہیں پر باردار شجر جن سے حور و غلماں اور جملہ ساکنانِ خلدِ بریں پھل پاتے تھے۔ خواہشِ ثمر پر پھل خود بخود پاس آتے تھے۔ تراشنے اور چبانے سے وہ بگڑنے نہ پاتے تھے۔ ہزار بار اگر کھائیں تو بھی ثابت نظر آتے تھے۔ حور و غلمان کی چہل پہل نے بہشت کی رنگت کو دوبالا کر رکھا تھا۔ ہر ایک انتظارِ آمدِ محبوبِ ربِّ ذوالمنن میں

چشمِ تمنا بنی ہوئی تھی۔ الغرض۔

پہنچی خبر کہ آئی سواری حضور کی
نزدیک ہو چکی تھی بہت راہ دُور کی

اک بھیڑ راہ میں ہوئی غلمان و حور کی
کثرت تھی انبیائے خدائے غفور کی

چمکا بہشت زیب کے ساماں بڑے ہوئے
صف بستہ ساکنانِ جناں اُٹھ کھڑے ہوئے

حورانِ جنت کا تذکرہ

قبائے حور کا بوٹا ہر اک سنہرا تھا
کسی پہ رنگ تھا ہلکا کسی پہ گہرا تھا

کہیں تو کام تھا دوہرا کہیں اکہرا تھا
کمر ہر ایک کی پتلی بدن چھریرا تھا

بہارِ حسن سے رشکِ چمن بنی تھی ہر اک
لباسِ سُرخ میں تازہ دلہن بنی تھی ہر اک

نزاکتیں وہ۔ نہ آئیں پری جو سر ٹکے
پڑے نگاہ تصور تو آنکھ میں کھٹکے

مرید کیوں نہوں انسان انکی جو کھٹ کے
کہ اُن کو یاد ہیں دلجوئیوں کے سو ٹکے

ہزار ناز اٹھاتی ہیں خود حسیں ہو کر
وہ اپنی آنکھیں بچھاتی ہیں حورعیں ہو کر

بہشت کے پرندے

سلطانِ زمن محبوبِ ربِّ ذوالمنن ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میں گلزارِ خلد کی
سیر میں مصروف تھا تو میں نے طائرانِ بہشت کو دیکھا جو اونٹوں کے برابر تھے

اور نہایت خوش الحانی سے نغمے ادا کر رہے تھے۔ کسی کے سر پر لفظِ اللہ لکھا تھا کسی کے بازو پر علی الاعلیٰ رقم تھا۔ کوئی یاہو کہتا تھا۔ کوئی لا الٰہ الا ہو پکارتا تھا۔ اگر اس کے کھانے کا دل میں خیال آیا تو فوراً بھُن بھُنا کر دہن میں چلا آیا اور جب کھا چکے تو پھر قدرتِ خدا سے زندہ ہو گیا اور اوڑ کر درود پڑھنے لگا۔

نہ وہ پھُول توڑتا ہے نہ کلی لیتا ہے ہر وقت شاخہائے پُرثمر پر نثار ہوتا ہے کبھی جسم کو کھجاتا ہے۔ کبھی پھُریری لیتا ہے۔ نہ اُس کا گوشت گرم ہے نہ پروں کی سبزی زہریلی ہے۔ کبھی نیچے اُترتا ہے کبھی درختوں پر ٹہلتا ہے۔

بہشت کا سب سے بڑا درخت

حضور فرماتے ہیں کہ بہشت میں ایک درخت ہے جس کا نام طوبیٰ ہے اور وہ اسقدر طویل وعریض ہے کہ اگر کوئی طائر قصد اُس کے طواف کا کرے تو سات سو برس کی متواتر پرواز میں بھی اُسکا ایک چکر پورا نہیں کر سکتا۔ بہشت میں کوئی قصر ایسا نہیں جس میں اس درخت کی شاخ کا سایہ نہو میں نے جبرئیل سے دریافت کیا تو جبرئیل نے تبلایا کہ اسی کا نام طوبیٰ ہے جس کی نسبت خدا نے فرمایا طوبیٰ لھم وحسن مآب۔

جنّت کے عالیشان مکان

انہار اور حور و غلماں

وہ ہر مکان پہ طوبےٰ کی شاخ کا سایہ ہلے جو برگ تو لطف سرود دکھلایا

سماں وہ دیکھ کے امت کو یاد فرمایا   سنا ترانۂ طوبیٰ الٰہم تو رنگ آیا
ثنا و حمد کے کلمے زباں پہ آنے لگے
نوید بخشش امت پہ مسکرانے لگے

تذکرۂ کوثر

وہ آب و تاب وہ جلوہ وہ نور کوثر پر   دھرے ہیں سینکڑوں جامِ بلور کوثر پر
طبق لئے ہوئے غلمان و حور کوثر پر   کبھی پئیں گے شرابِ طہور کوثر پر
ہمیں امیدِ شفاعت ہے اپنے حضرت سے
علیؑ ہیں ساقیٔ کوثر ہماری قسمت سے

وہ آب پی کے وضو بھی کیا نہائے بھی   سجا کے حلۂ گلرنگ مسکرائے بھی
مزے سے کھائے بھی طوبیٰ کے پھل اٹھائے بھی   حسنؑ حسینؑ کی خاطر جناں سے لائے بھی
ریاضتوں کے عوض اور ثمر بھی دیکھ لئے
یہ دل میں گھر تھا کہ امت کے گھر بھی دیکھ لئے

سدرۃ المنتہیٰ

وہ پھیر براق جناں سے بہار لیکے چلا   سواریٔ شہِ عالی وقار لیکے چلا
رسول کو سوئے پروردگار لیکے چلا   نہ ہے شرف کہ نبوت کا بار لیکے چلا
قوی بلکہ ہے روحِ امیں سے بھی اک مرتبہ
وہ تھک کے رہ گئے سدرہ پہ منتہا یہ ہے

سدرۃ المنتہےٰ اس مقام کا نام ہے جہاں حضرت جبرئیل پیکِ ربِ جلیل
کی پرواز کا خاتمہ ہوتا ہے اور وہ اس مقام سے بحکمِ خدا آگے نہیں بڑھ سکتے۔ چونکہ
وہاں ایک بیری کا درخت ہے جس کے پتہ پتہ پر ملائکہ کا ہجوم ہے اور درخت انوارِ
تجلیات سے معمور ہے اس لئے اسکا نام سدرۃ المنتہےٰ قرار پایا ہے۔ جب براق
وفا شعار سواریٔ شہِ عالی وقار جنّت الفردوس سے لے کر چلا اور مقام سدرۃ المنتہےٰ
پر پہنچا تو جبرئیل امین ٹھہر گئے۔

المختصر ہر ایک کا لیتے ہوئے سلام — کرتے ہوئے نظارۂ افلاک پر مقام
پہنچے یہ زیرِ سایۂ سدرہ شہِ انام — جبریل رک گئے تو کیا آپ نے کلام

کیا وجہ ہے جو ساتھ سے مُنہ موڑتے ہو تم
تنہا میانِ راہ مجھے چھوڑتے ہو تم

کی عرض اسجگہ سے سر مو بڑھوں اگر — جل جائیں سب فروغ تجلّی سے بال و پر
چھوڑا نہ ہاتھ سیدِ کونین نے مگر — دو ایک گام لے گئے اللہ سے کھینچکر

روح الامیں کا خوف سے تن کانپنے لگا
دہشت سے مثلِ بید بدن کانپنے لگا

یہ حال جبرئیل کا دیکھا جو شاہ نے — رخصت کیا جناب رسالت پناہ نے
دو اِک قدم پہ طول دکھایا یہ راہ نے — صدہا برس کا فاصلہ پایا نگاہ نے

پر ایک ہی اشارۂ شاہِ انام میں
روح الامیں پہنچ گئے اپنے مقام میں

اس کے بعد سرورِ کائنات صلعم اس مقام کے عجائبات کو دیکھنے میں
مصروف ہوئے کہ فوراً جبرئیل امین اپنی اصلی صورت پر حاضر ہوئے۔ یعنی
اُن کی ٹانگیں زمین پر اور سر آسمان ہفتم پر نظر آیا اور بازوؤں کا عرض طول

مشرق و مغرب پر سایہ کناں دکھائی دیا۔ ہر بازو میں صدہا جواہر نگار پر لگے تھے یاقوتِ سُرخ کا طوق گردن میں حمائل تھا۔ چہرہ مثل ماہِ شب چہاردہ تابندہ اور روشن تھا۔ پیشانی پر کلمۂ طیبہ قلمِ قدرت سے لکھا ہوا تھا۔ رسولِ اکرم یہ شانِ پیکِ ربِ جلیل دیکھ کر ترساں ہوئے۔ جبرئیل نے عرض کی اے سیّد و سردار و اے محبوبِ کردگار تحلب کی حالت کو استوار رکھئے۔ ابھی وہ وہ صورتیں آپ دیکھیں گے جو انتہائے حیرت کا باعث ہونگی۔ ابھی جبرئیل یہ کہہ رہے تھے کہ نورِ تجلّیٔ کردگار کا نزول ہوا جملہ ملائکہ معہ جبرئیل اور درخت سدرہ وغیرہ کے کانپنے اور تھرتھرانے لگے اور ملائکہ نے تسبیح کو جوش اور وجدانی حالت میں ادا کرنا شروع کر دیا جبرئیل نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کا نام تو عرشِ الٰہی پر کندہ ہے اور آپ کو وہاں تک پہنچنا ضرور ہے۔ اگر آپ ابھی سے خائف ہوگئے تو آئندہ کی منزل دشوار ہوگی۔ حالانکہ آپ کو ابھی اُسکی قدرت کے صدہا مقام طے کرنے ہیں۔ اور یہ تو ملائے اعلیٰ کی پہلی سی منزل ہے۔ یہ کہہ کر جبرئیلِ امین رخصت ہوئے سواری سلطانِ دوعالم آگے چلی۔ راستہ میں صدہا عجائبات سرورِ کائنات نے ملاحظہ کئے جس کی تفصیل کے لئے دفتر درکار ہے۔ خلاصہ یہ کہ ایک مقام پر حضرت میکائیل سے ملاقات اور ایک مقام پر حضرت اسرافیل سے بات ہوئی اور لاکھوں قسم کے فرشتے جامہائے نور سے مزیّن اپنے اپنے مقام پر تسبیح خواں نظر آئے۔

رتبے بیاں ہوں کس سے رسالتمآب کے — تنہا ہزاروں طے کئے پردے حجاب کے
لوٹے مزے براق نے راہِ ثواب کے — گویا کہ چشمِ شوق تھیں حلقے رکاب کے

چمکا جہاں وہ اخترِ طالع چمک گیا
یہ راہ تھی بعید کہ آخر کو تھک گیا

[illegible] ہوئی ایک جلوہ گر — رف رف جو سارے [illegible]

اس پر سوار ہو کے چلے شاہِ بحر و بر — ہمراہ ظلِّ رحمتِ رب تھا اِدھر اُدھر

رف رف بھی آگے بڑھ نہ سکا جا کے عرش تک

غائب نظر سے ہو گیا پہنچا کے عرش تک

رف رف کا بیان

بڑھے جو سرورِ عالم تو اور عالم تھا — مقامِ ہو تھا فرشتہ نہ کوئی آدم تھا۔

اک اسکی ذاتِ مقدس اک اسکا محرم تھا — فقط سکینۂ رحمت رفیق و ہمدم تھا

تھکا براق تو رف رف کریم نے بھیجا

بہت درود غفور الرحیم نے بھیجا

اس صدہا برس کی راہ میں جب براق کی قوت نے جواب دیدیا اور وہ رسولِ نامدار کو عرش تک لیجانے سے قاصر ہوا تو خداوندِ عالم نے اپنے حبیب کے لئے رف رف بھیجا۔ رف رف کیا چیز ہے اس کے متعلق جو کچھ بھی رسولِ انام نے بیان فرمایا ہوگا اس سے تو وہی لوگ واقف ہونگے جو اسوقت زمانہ رسول میں موجود تھے جنہوں نے واقعۂ معراج کو بلا شک و شبہ صدقِ دل سے سنا مگر ہم تک جو اقوال پہنچے اُن میں اختلاف ہے۔ کوئی لکھتا ہے کہ وہ زرین چادر تھی۔ کوئی لکھتا ہے ایک تختِ مرصع تھا۔ کسی نے اسکو بساط کہا کسی نے ابرِ بہار نام بتایا۔ بہرحال وہ مسندِ نور ہو یا زرین چادر۔ تخت ہو یا بساط سادہ ہو یا مرصع کار۔ گھوڑا ہو یا ابرِ بہار۔ ہم تو یہی کہینگے کہ وہ صنعتِ پروردگار تھی۔ سید الابرار۔ رسولِ نامدار احمدِ مختار محبوبِ کردگار نے اس پر قدم رکھے

اور رف رف نے فر فر اڑنا شروع کیا۔

لکھا ہے تختِ جواہر نگار تھا رفرف | کسی کا قول ہے اک راہوار تھا رفرف
کہیں رقم ہے کہ ابرِ بہار تھا رفرف | عجیب صنعتِ پروردگار تھا رف رف

سوار ہوتے ہی فر فر رواں ہوا رفرف
قریبِ عرش نظر سے نہاں ہوا رفرف

حضرت ختمی مرتبت ارشاد فرماتے ہیں کہ رف رف مجھے ایک دریا کی طرف لے گیا جس کے کنارے پر ملائکۂ رحمت تسبیح خواں نظر آئے اور وہ اسقدر حسین و جمیل تھے کہ میری نگاہ نے اس سے قبل اتنے خوبصورت فرشتے نہیں دیکھے تھے۔ اِن فرشتوں کے سردار نے رفرف کو ایک حجاب میں داخل کر دیا جس کے بعد میں نے اپنے تئیں رحمت کے سُرخ دریا میں دیکھا جس میں ایک حسین مخلوق مصروفِ عبادت تھی اور خوفِ خدا سے لرزاں تھی۔

قابَ قوسین

اک ابرِ نورِ رحمتِ حق پر ہوا نمود | اور لے گیا وہاں کہ نہ تھا دخل ہست و بود
وحدت کی شمع میں نہ رہا فرق نور و دود | مجمع ہوا حدوث و قدم کا پڑھا درود

قوسین کی جگہ شہِ والا پہنچ گئے
تا ساحلِ دنا فتدلیٰ پہنچ گئے

ہاں دست و پا و گوش و دہن چشمِ اشتیاق | سر سے قدم تلک ہمہ تن چشمِ اشتیاق
وہاں رحمتِ خدائے زمن چشمِ اشتیاق | ذوقِ جمالِ گل ہے چمن چشمِ اشتیاق
ہاتھوں کے رنگ پسِ کے حنا باغ کی ہوئی | آنکھوں میں زیب سرمہ مازاغ کی ہوئی

جس شکل میں رف رف حضرت کو قرینِ عرشِ بریں لے گیا اسکو تو خدا جانے یا اسکا رسولؐ۔ بہر حال احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب رسول الثقلین مقامِ قابَ قوسین پر پہنچے تو ابرِ رحمت پر سوار تھے۔ خواہ یہ ابرِ رحمت اسی رف رف کا نام ہو یا اور کوئی شے مثلِ ابرِ نوبہار ہو۔ اس راستہ میں عرشِ اعظم کے قرین پہنچنے تک حضور نے ستر ہزار حجاب طے فرمائے۔

لکھا ہے آپ جو پہنچے قریبِ عرشِ عظیم
زبانِ پاک پہ جاری تھا حمد و شکرِ کریم
ندا یہ آئی کہ اے مالکِ نعیم و جہیم
اتارنے لگے نعلین افتخارِ کلیم

یہ غیریت ہے ابھی تک نیا تکلف ہے
چلے بھی آؤ محمدؐ یہ کیا تکلف ہے

عرشِ بریں

عرشِ معلیٰ کیا چیز ہے یا خدا جانے یا وہ جانے جو وہاں تک گیا جس نے اسکا جلوہ دیکھا۔ وہ بھی خداوندِ عالم کی صنعتوں میں سے ایک صنعت ہے جس پر انوارِ تجلی کا وفور ہے وہ نور کا مقام ضرور ہے۔ مگر مکین نہیں رکھتا۔ وہ اسقدر وسیع ہے کہ کوئی اس کی ابتدار و انتہا کو نہیں بیان کرسکتا نہ اس کے اٹھانے والوں کی تعداد کو شمار کرسکتا ہے۔ وہ ایسی جلوہ گاہ ہے جس سے کوئی آنکھ نہیں ملا سکتا۔ ہاں ہاں اسی بشیر و نذیر نے دیکھا اس کی پیشانی پر کلماتِ رب لکھے ہوئے تھے۔ یہ وہی کلمات ہیں جن سے آدم کی توبہ قبول ہوئی۔ یہ انہیں کلمات کی برکت تھی کہ آتشِ نمرود خلیل اللہ کے لئے گلزار ہوئی۔ انہیں کلمات کا ذریعہ تھا کہ مسیح فلک نشین ہوئے۔ کیا رسول اسی عرش تک گئے ؟

کیا خدا کا یہی مقام ہے؟ نہیں نہیں خداوندِ عالم کی ہستی اِس سے مافوق ہے
عرش بھی خدا کی بنائی ہوئی ایک شے ہے جو اس کی صناعی کا نمونہ ہے اسے
تو لاکھوں فرشتے سنبھالے ہیں۔ یہاں تنہائی نہیں۔ یہ مقامِ محبوب سے باتیں
کرنے کا نہیں۔ یہاں راز و نیاز کے سننے والے ملائک موجود ہیں۔ اِس کے
قریب جاکر رسول ٹھہر جاتے ہیں۔ ندا آتی ہے کہ اے حبیب اور آگے آؤ
تمہارے لئے اور مقام ہے جہاں سوائے خالق کے اور کوئی نہیں۔ حضرت
آگے بڑھے حکم ہوا کہ اے محبوب بس ٹھہر جاؤ۔

حبیب و محبوب کی ہمکلامی

بیانِ حق میں فقط ہے مری زبان کا فرق — مری زبان سے معانی میں ہے بیان کا فرق
شرف میں اب ہے زمین اور آسمان کا فرق — فقط خدا و نبی میں ہے دو کمان کا فرق

بس ایک عذرِ مشیت تھا بے نقابی میں
فقط اک آنکھ کا پردہ تھا بے حجابی میں

رسولِ نامدار احمد مختار محبوبِ کردگار ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میرا گذر
عرشِ بریں پر ہوا اور خداوندِ عالم نے مجھ سے خلوت میں باتیں کرنا چاہیں تو ایک
سبز پردہ ٹنگا یا گیا جس کے نور وضیا کی توصیف ناممکن ہے۔ میں اس پردہ سے
لپٹ گیا وہ پردہ معاً اوپر کو کھنچ گیا تا اینکہ میں خلوت خانۂ قدوس کا پردہ دار
ہوا اور حرم سرائے عزت میں رفعت کے پروں کی قوت سے پرواز کے قابل
ہوا اور اس مقام پر پہنچا جہاں فرشتوں کی آواز نہ آسکتی تھی اسوقت تمام دہشتیں
میرے دل سے کافور ہوگئیں اور ماسوائے ذاتِ اللہ کوئی بات دل میں نہ رہی

اور یادِ خدا میں محو اور بیخود ہو گیا۔ خدائے قدوس نے تھوڑی دیر تک مہلت دی کہ میرے حواس قائم ہوئے اسوقت بتوفیق الٰہی چشم ظاہر کو بند کر کے دیدہ دل کو وا کیا اور اسی دیدہ دل سے آسمان وزمین کے ملکوت کا مشاہدہ کرتا رہا جیسا کہ خداوندِ عالم نے فرمایا مازاغ البصر وما طغیٰ لقد راٰی من آیات ربہ الکبریٰ اور اپنے دیدہ دل سے بقدر سوراخ سوزن ایک ایسا نور انوار جلال حق سے مشاہدہ کیا جسے دیکھنے کی طاقت کسی دل کو اور سمجھنے کی قوت کسی عقل کو نہیں۔ پس میرے پروردگار نے مجھ کو آواز دی کہ اے محمدؐ! تو میں نے جواب میں عرض کیا لبیک ربی وسیدی والٰہی لبیک۔ فرمایا تم اپنی قدر و منزلت سے آگاہ ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں مولا! پھر فرمایا تم اپنے مقام و منزلت سے واقف ہوئے۔ میں نے عرض کیا ہاں مولا! فرمایا تم جانتے ہو کہ ساکنانِ ملائے اعلیٰ کس بارہ میں کلام کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ تو علام الغیوب ہے سب تو ہی بہتر جانتا ہے۔ فرمایا درجات وحسنات میں کلام کرتے ہیں۔ اے محمدؐ کیا تم جانتے ہو کہ درجات وحسنات کیا ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اے سیّد مولا تو ہی بہتر جانتا ہے۔ فرمایا درجات وحسنات یہ ہیں کہ فصلِ سرما میں وضوئے کامل کرنا۔ پاپیادہ نماز ہائے جماعت کے لئے تمہاری اور تمہاری ذریت کے اماموں کے ساتھ جانا۔ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ اسلام کا ظاہر کرنا۔ لوگوں کو کھانا کھلانا۔ راتوں کو نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوتے ہوں۔ بعد اس کے حق تعالیٰ نے نوازشیں کیں اور میری امت پر انعام واکرام کیا۔ حضور ارشاد فرماتے ہیں کہ قبل ہمکلامی مجھ کو بڑا فکر تھا۔ مگر

خدا نے جب لبِ قدرت سے بات فرمائی
تو صاف حضرتِ صدیقؓ کی صدا آئی

وہ بھائی کی جو صدا تھی مجھے بہت بھائی
کہا یہ دل نے اسیکا تو ہوں میں شیدائی

یہی تو ہے مرا معشوق کوئی فرق نہیں
یہی ہے لہجہ فاروق کوئی فرق نہیں

رازونیاز کی باتیں

شروع ہوگئیں رازونیاز کی باتیں
وہ بولتے ہوئے فقرے وہ ناز کی باتیں
صلاح کار سے وہ کارساز کی باتیں
میانِ عاشق ومعشوق راز کی باتیں

مزہ یہ ہے کوئی شکوہ یہ بدمزہ نہ ہوا
گلہ سے شکرگذاری ہوئی گلہ نہ ہوا

کہاکہ آپ نے روح الامین کو بال دیئے
ندا یہ آئی تمہیں بھی تو سر کے بال دیئے
کسی کو بھی نہ یہ رُتبے نہ یہ کمال دیئے
ملک کو بال دئے پر نہ بے مثال دیئے

تمہاری زلفِ رسا قدر میں رفیعہ ہے
سیہ کاروں کے حق میں خطِ شفیعہ ہے

کہا رسول نے سجدہ کی رمز تو فرماؤ
سوا حضور کے کون اسکا مستحق ہے بتاؤ
ندا یہ آئی کہ شرم وحیا سے طیش نہ کھاؤ
تمہیں کو سجدۂ تعظیم تھا نہ سر کو جھکاؤ

لحاظ آپ کا ہم پر ضرور تھا حضرت
تمہارے نور کا سارا ظہور تھا حضرت

محبوب کی دوسری مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

حضرت ختمی مرتبت محبوب ربّ العزت نے درگاہِ خداوندی میں عرض کیا

اے میرے مولا تو نے حضرت ابراہیم کو لقب خلیل سے سرفراز کیا اور آتشِ نمرود کو اُن کے لئے گلزار کیا مجھے اس تقابل میں کونسا درجہ عطا کیا۔ خداوند یکتا نے جواب میں فرمایا کہ اے محبوب میں نے تم کو خلّت کا مرتبہ بھی دیا اور حبیب اللہ کا خطاب بھی بخشا۔ اگر ابراہیم کے لئے آتش کو گلزار کیا تو تمہاری امت کیلئے آتشِ جہنم کو سرد کیا۔

خدا سے کہنے لگے پھر یہ شاہِ عرش پناہ
عجب لقب سے ملقب ہوئے خلیل اللہ
ندا یہ آئی کہ پھر تم تو ہو حبیب اللہ
خدا پہ ان کی نظر تھی خدا کی تم پہ نگاہ

تمہاری امتِ عاصی کے خود کفیل ہیں ہم
وہ تھے ہمارے خلیل آپکے خلیل ہیں ہم

محبوب کی تیسری مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

رسولِ نامدار سیدو سردار احمدِ مختار نے درگاہِ خداوندِ قدوس میں اپنی خواہش کو اسطرح اظہار کیا کہ اے مالکِ زمین و آسمان تو نے حضرت ادریس پر یہ مہربانی کی کہ زندگی میں جنت کی سلطنت عطا کی۔ جواب میں خداوندِ عالم نے فرمایا کہ اے حبیب تمہاری ہی امت کی قبائیں تو سیتے ہیں اس کے علاوہ ہم نے تمہارے بھائی کو قاسمِ کوثر قرار دیا ہے اور یہی اُسکا عوض ہے۔

کہا کہ حضرتِ ادریس پر یہ رحمت کی
کہ زندگی میں انہیں سلطنت ہی جنت کی
ندا یہ آئی انہوں نے بھی کس کی خدمت کی
قبائیں سیتے ہیں حضرت تمہاری امت کی

تمہارے بھائی پہ سب سے سوا عنایت ہے
قسیمِ آبِ جناں ہو یہ کس کی قسمت ہے

محبوب کی چوتھی مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

حضرت رسالتمآب شافع یوم الحساب محبوب رب الارباب نے بدرگاہ مسبب الاسباب میں پھر چوتھی استدعا یہ الفاظ پیش کی کہ اے مالک تو نے حضرت نوح کو طوفان سے نجات دی اور کشتی امان عطا فرمائی میرے لئے اسکا کیا عوض قرار دیا خدائے دوجہان نے فرمایا کہ اے حبیب تم کو عجیب کشتی ہم نے مرحمت کی ہے اور تمہاری آل کو سفینۂ نوح سے بہتر قرار دیا ہے۔

کہا نبی نے کہ اب چاہتا ہوں جاں بخشی — جناب نوح کو طوفان سے اماں بخشی
بتائے کوئی کہ کشتی ہمیں کہاں بخشی — ندا یہ آئی عجب کشتیٔ رواں بخشی
کہا رسول نے کیا کشتیٔ زوال ہے وہ
ندا یہ آئی کہ پیارے تمہاری آل ہے وہ

محبوب کی پانچویں مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

پھر سیاحِ لولاک رسولِ پاک سببِ خلقتِ ارض و افلاک نے درگاہِ رب السموات میں پانچویں استدعا یہ پیش کی کہ اے محمدؐ کی جان کے مالک و مختار ناقۂ صالح کا بھی تو عوض دیا ہوتا اور براق سے پر کرم کیا ہوتا خداوندِ دوجہان نے فرمایا کہ اے محبوب ہماری جوشِ محبت میں اسقدر محو ہوئے کہ تازہ واقعہ بھی بھلا دیا اور براق کا خیال دل سے مٹا دیا۔

کہا کہ ناقۂ صالح کا کچھ عوض نہ ملا — ندا یہ آئی کہ کیا دوست کے گلے کا گلہ
ہر ایک شرف کو بھلائے ہوئے ہو جوشِ ولا — براق بھی نہ رہا یاد اور وہ زین طلا

کوئی بُراق کے عزّو وقار کیا جانے
یہ چال وہ شترِ بے مہار کیا جانے

محبوب کی چھٹی مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

پھر حبیبِ خدا۔ احمدِ مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے درگاہِ کبریا میں عرض کی کہ اے مولا تو نے موسیٰ کو رتبۂ کلیم عطا فرمایا اور اُن کو معہ اُن کی قوم کے دریائے قلزم سے پار اتارا۔ مجھے اسکا عوض کیا مرحمت فرمایا۔ خدائے زمین و آسمان نے جواب دیا کہ اے میرے محبوب و اے فخرِ ابراہیم ہم نے موسیٰ کو کوہِ طور پر بلا کر باتیں کیں اور تمہیں عرشِ بریں اور ملائے اعلیٰ پر بلا کر ہمکلامی کی۔ اگر اُن کی امت کو دریائے قلزم سے پار اتارا تو تمہاری امت کو پُل صراط سے پار کریں گے۔

کہا نبی نے کہ موسیٰ بھی تو نبی تھے کلیم
عوض کچھ اسکا ملا ہم کو اے خدائے کریم
ندا یہ آئی کہ اے سروِ باغِ ابراہیم
وہ کوہِ طور کجا اور کجا یہ عرشِ عظیم
عصا کو اُن کے تو اژدر بنا دیا ہم نے
تمہارے بھائی کو حیدر بنا دیا ہم نے

محبوب کی ساتویں مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

سید الابرار۔ فخرِ مرسلین۔ رحمۃ اللعالمین نے درگاہِ رب العالمین میں پھر اپنی عرضداشت یوں پیش کی کہ اے مولا و آقا میرے داؤد علیہ السلام کو تو نے

زبور اور حضرت عیسے کو انجیل عطا کی۔ مجھے اس کا بدلہ کیا دیا۔ خالق کون ومکان نے جواب دیا کہ اے پیارے حبیب ہم نے تم کو قرآن عطا کیا اور رحمت اللعالمین بنایا۔

کہا زبور کا بدلہ بھی ہم نے پایا ہے — ندا یہ آئی کہ قرآن بھی تو آیا ہے
اگر خیال کچھ انجیل کا سمایا ہے — تو خلق کو کلمہ آپ کا پڑھایا ہے

ہمارے نام کے ہمراہ ہے تمہارا نام
تمہارے نام سے عالم میں ہے ہمارا نام

محبوبؐ کی آٹھویں مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

رئیس یثرب وبطحا۔ باعث تخلیق ارض وسما۔ احمد مجتبے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر اپنی مناجات کو درگاہ خداوند علا میں اسطرح پیش کیا کہ اے عاشق محمدؐ حضرت سلیمان کو تو نے جانوروں کی بولیاں سمجھنے کا علم عطا کیا اور ان کے تخت کو قوت پرواز عطا کی مجھے اسکا عوض کیا دیا؟ رب علی الاعلی نے جواب دیا کہ اے محبوب ہم نے تم کو عرش کے خزانوں کی کنجیاں دیں یعنی سورۂ فاتحہ اور آیت امن الرسول و آیت الکرسی عطا فرمائی اب سمجھ لو کہ جانوروں کی بولیاں بڑی چیز تھیں یا یہ دولت۔

کہا جناب سلیمان کا تخت اوڑتا تھا — ندا یہ آئی انگوٹھی یہ نام کس کا تھا
مگر جناب کا رفرف کب ان کو نخشا تھا — فقط ہوا ہی ہوا تھی وہ تخت ہی کیا تھا

وہ شاہ خلد نہیں مجھ سے ارتباط نہیں
مری نظر میں سلیماں کی کچھ بساط نہیں

محبوب کی نویں مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

رشکِ حسینانِ جہاں فخرِ مرسلان۔ شفیعِ عاصیان نے پھر بارگاہِ لم یزلی میں استدعا پیش کی کہ اے خالقِ سبحان۔ حنّان ومنّان تو نے حضرت یوسفؑ کو حسنِ لاجواب دیا مجھے اس کا عوض کیا ملا۔ ربّ السّموات نے جواب دیا کہ اے محبوبِ سبحان حضرت یوسف کا حسن تمہارے حسن سے بڑھ کر نہ تھا اُن پر تمہارا خدا شیدا نہ تھا۔ وہ یعقوب کے مطلوب تھے تم خدا کے محبوب ہو۔

کہا کہ حسن میں یکتا تھا اخترِ یعقوب
ندا یہ آئی کہ تم سے بھی خوب تھا کیا خوب

تم آپ جانتے ہو اُن کے طالب و مطلوب
خدا کو چاہ ہے جس کی تمہیں ہو وہ محبوب

خدا پسند ہو انسان مدعا یہ ہے
تمہارا حسن نمکدار ہے مزہ یہ ہے

محبوب کی دسویں مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

رہبر ورہنما فخرِ انبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر بارگاہِ علی الاعلیٰ میں گذارش کی کہ اے خدائے قادرِ توانا تو نے رتبہ ایوب دیکھے کا کیا عوض دیا۔ ندا آئی کہ اے فخرِ زمین وآسمان واے سردارِ مرسلان۔ یہ حصہ تمہارے نواسہ کا ہے جو میدانِ کربلا میں تیغِ ستم سے شہید ہوگا۔ اور حسین کی یہ شہادت تمہاری شہادت متصور ہوگی۔

کہا کہ رتبہ ایوب کا عوض کیا ہے
ندا یہ آئی کہ وہ مرتضٰے کا حصہ ہے

شہید ہونگے ستم سے خدا کے پیارے حسینؑ
ہمارے عشق میں جانباز ہیں تمہارے حسینؑ

محبوب کی آخری مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

یکتائے دہر خیر البشر۔ وحید روزگار۔ ہمارے آقا و سردار محبوبِ کردگار نے پھر بارگاہِ قہار و جبار میں اپنی آخری استدعا کو اسطرح پیش کیا کہ اے میرے خالق و اے میرے پروردگار میں تیری رحمت اور شفقت پر ناز کرتا ہوں اور تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ جب تو نے اپنے بندے کو یہ شرف اور مرتبے عنایت کئے اور اس کی تمام درخواستوں کو ازراہِ لطف و کرم شرفِ قبولیت و استجابت بخشا تو میں اپنی آخری التجا کو پیش کرتا ہوں اور امیدوارِ رحمت ہو کر درخواست کرتا ہوں کہ بروزِ قیامت میری امّت کے گناہوں کو اپنے عطا و بخشش سے بخشدینا اور اُن کا حساب و کتاب میری سپرد کرنا تاکہ اغیار کو حرف زنی کا موقعہ نہ ملے۔ ندا آئی کہ اے پیارے نبی ہمیں تمہاری امّت کا خاص خیال ہے۔ ہم نے تمہاری خاطر سے تمہاری امت کو بخشدیا اور امّتِ مرحومہ کا خطاب دیا۔ اے محبوب سوائے شرک کرنیوالے کے ہم گنہگار کو بخشدینگے اور جب تک آپ داخلِ جنّت نہ ہو جائینگے کوئی نبی داخلِ بہشت نہوگا اور جب تک آپ کی امت خلد میں نہ چلی جائے گی کسی نبی کی امت داخلِ فردوس نہ ہوگی۔

ادہر یہ سن کے نبی بیقرار ہونے لگے — اُدہر کچھ اور ہی قول و قرار ہونے لگے
بیانِ بخشش روز شمار ہونے لگے — سنا جو مژدہ رحمت نثار ہونے لگے

پڑھیں درود نہ کیوں اٹھ پہ ہم صلواتوں میں
کہ بخشوا لیا امت کو باتوں باتوں میں

یہ اقتدار یہ حرمت ہوئی محمدؐ کی
جہاں پہ فرض اطاعت ہوئی محمدؐ کی

خدا کے گھر میں یہ عزت ہوئی محمدؐ کی
کہ لامکاں پہ ضیافت ہوئی محمدؐ کی

خدا کے فضل سے سر کہ بھی شہد و شیر بھی تھا
شریک دستِ شہنشاہِ دستگیر بھی تھا

عطیہ خطاب منجانب رب الارباب

آقائے نامدار، سید الابرار، محبوب کردگار احمدِ مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب سلسلۂ گفتگو خداوند قدوس نے ختم کیا اور راز و نیاز کی باتیں ہو چکیں تو خالقِ عالم نے حکم دیا کہ "ابوالقاسم" اب واپس جاؤ۔ اس حکم کے صادر ہوتے ہی میں دریائے نور میں گرا اور اسکی موجیں مجھ کو نیچے لے آئیں جب سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچا تو جبرئیل امین سے ملاقات ہوئی۔ پیک ربِ جلیل نے مبارکباد دی اور دریافت کیا کہ آپ نے بارگاہِ صمدی میں کیا کیا کہا اور کیا کیا سنا۔ پس جو جو حال کہنے کے قابل تھا جبرئیل امین سے بیان کیا اور جو پوشیدہ رکھنے کے لائق تھا اس کو مخفی رکھا۔ جبرئیل نے کہا کہ سب سے آخر میں کیا حکم ہوا۔ میں نے کہا کہ یہ ندا آئی کہ اے ابوالقاسم اب واپس جاؤ۔ تم ہدایت یافتہ اور ہدایت کرنے والے قرار پائے۔ جبرئیل نے کہا کہ آپ نے یہ نہ دریافت کیا کہ ابوالقاسم کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا۔ میں نے کہا

یہ تو میں نے نہیں پوچھا۔ ناگاہ ملکوت اعلیٰ سے آواز آئی کہ اے ہمارے محبوب ہم نے اس لئے تمہاری کنیت ابوالقاسم قرار دی کہ بروز قیامت ہماری رحمت کو ہمارے بندوں میں تقسیم کروگے۔

یہ سن کر جبرئیل نے کہا کہ میں اس خدائے قادر کی قسم کھاتا ہوں جس نے آپ کو بہ رسالت مبعوث کیا کہ یہ کرامت جو آپ کو عطا ہوئی آجتک کسی کو نہیں ملی۔ (صلوٰعلی النبی)

یہ رفیع الدرجات سرورِ کائنات رسولِ ربّ السمٰوات کی واپسی

حضرت ختمی مرتبت فرماتے ہیں کہ اس کے بعد پھر براق پر سوار ہوا۔ اور ہر آسمان پر انبیاء سے ملاقات کرتا ہوا اور ان کی دعائیں لیتا ہوا بیت المقدس پہنچا اور پھر وہاں سے براق نے نہایت سرعت کے ساتھ مجھے مقام رُوحا پر پہنچایا جہاں ایک مکہ کا قافلہ بیت المقدس کی واپسی میں اپنے ایک گم شدہ اونٹ کو تلاش کر رہا تھا۔ میں براق کو روک کر ان کے خیموں میں گیا۔ وہاں کسی کو نہ پایا۔ کیونکہ وہ سب گم شدہ اونٹ کی تلاش میں جنگل میں مارے مارے پھرتے تھے۔ میں وہاں سے واپس ہوا۔ راستہ میں اور دو قافلے دیکھے اور تھوڑی دیر میں اپنے مکان میں داخل ہوگیا۔ یہاں بستر گرم پایا اور زنجیر در کو ہلتا دیکھا۔ گھر میں پہنچکر امِ ہانی سے مختصر کیفیتِ معراج کی بیان کی وہ کہنے لگیں کہ للہ اس واقعہ کو قریش کے سامنے نہ بیان کیجئےگا ورنہ وہ لوگ استہزا کرینگے اور حضور کی شان میں گستاخی کرینگے کیونکہ وہ آپکے معجزات کے قائل نہیں ہیں

قریش کا امتحانی سوال اور عطائے ربِ ذوالجلال

گو حضرت اُمِ ہانی نے منع کیا تھا اور تقاضائے محبتِ بشری سے روکا تھا مگر حکمِ کردگار تو یہ تھا وَاَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ یعنی اے محبوب اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرو خواہ کوئی مانے یا نہ مانے چنانچہ سیدالمرسلین نے دولت کدہ سے باہر تشریف لاتے ہی قریش سے فرمایا کہ آج کی شب خداوندِ عالم نے مجھے بیت المقدس کی سیر کرائی مسجدِ اقصیٰ دکھائی۔ عرشِ اعظم پر بلاکر میری عزت بڑھائی۔ یہ سن کر قریش نے ہنسی اُڑائی اور ارشادِ نبوی پر ذرہ یقین نہیں کیا۔ ہر چند حضرت فرماتے رہے کہ مجھے تمہارا ایک قافلہ مقامِ روحا پر ملا تھا جو عنقریب مکہ میں پہنچے گا۔ مگر وہ تو پتھر کا دل رکھتے تھے یقین کرتے تو کیونکر۔ بالآخر جو سب سے زیادہ بوجھ بجھکڑ تھے کہنے لگے کہ اچھا بتاؤ اگر بیت المقدس گئے تھے تو اُس مسجد کی سیڑھیاں کتنی تھیں۔ حضور تو انوارِ خداوندی و قدرتِ ایزدی کے مشاہدہ میں مصروف تھے کیا جانتے تھے کہ قریش سیڑھیوں کی تعداد دریافت کرینگے یا اُس کے دروازے اور مینار کی تعداد پوچھینگے۔ ذرہ خاموش ہوئے۔ خداوند قادر و توانا کا دریائے رحمت جوش میں آیا اور جبرئیل امین کو حکم ہوا کہ فوراً بیت المقدس کا نقشہ ہمارے محبوب کے سامنے پیش کردو تاکہ قریش کے ہر سوال کا جواب وہ آسانی سے دے سکیں۔ جبرئیل نے فوراً تعمیلِ حکمِ کردگار کی۔ رسول اللہ نے قریش کی ہر بات کا جواب دیدیا۔ گو ملعون قائل ہوئے مگر ان تمام باتوں کو جادو پر محمول کیا اور

اعجاز پر ایمان نہ لانا تھا نہ لائے۔

تحفۂ نعت

نعتوں کے مضامیں کی ہو جلوہ نما ڈالی
عاشق انہیں پھولوں کی چن چن کے سجا ڈالی

اس شان سے خدمت میں حضرت کے لگا ڈالی
کلیوں کے بنا گجرے پھولوں کی بنا ڈالی

اے ابر کرم اب تو رحمت کا کوئی چھینٹا
پتوں سے ہلا پتے ڈالی سے ملا ڈالی

بیماری عصیاں کا پتہ نہ لگا رکھا
جب اس کی شفاعت نے صحت کی ہوا ڈالی

تمام شد

محررہ سید غلام احمد امروہوی   مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۹ء

المیزان

یہ بے نظیر رسالہ طلباء مدارس۔ ملازمین محکمہ انجنیری۔ دوکاندار۔ عطار۔ قانون گو۔ پٹواری اور زمیندار۔ غرضیکہ ہر شخص کے پاس رہنے کے قابل ہے۔ تمام قسم کے اوزان درج ہیں جو دنیا میں رائج ہیں۔ قیمت صرف ۲ر

خاتمہ آمیز شیر خدا کا قتل

حسن بن حضرت علیؓ۔ معاویہ۔ عمرو بن عاص کو قتل کی سازش اور قطام و لبابہ ابن ملجم و عمرو بن بکیر و ریحان وغیرہ خارجیوں کی فتنہ پردازیاں سعید و عبداللہ اموی کی ابنہ امیر شیر خدا کی ناموافقت اپنے دادا کی فہمائش سے راستی پر آنا اور قطام عشق ناصر ابن علیؓ کی جستجو میں سفر قسطاط کے افسوسناک تاریخی واقعات جو کہ نزت تحفے عشق خونت کی داستان۔ غلام کی وفاداری۔ معاویہ و عمرو بن عاص کا قتل سے بچ جانا۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے دردناک واقعات۔ ابن ملجم وغیرہ کا عبرت ناک انجام۔ قطام کے فسادات اور اس کا قتل۔ تاریخی اور علمی تحقیقات۔ سوز و ساز وصل و ہجر کے حیرت انگیز کارنامے اور اصل فسانہ کی سوانح میں مبسوط تاریخ ہے۔ ہر مسلمان کے لئے اس کا پڑھنا فرض نہیں تو واجب ضرور ہے قیمت صرف (عہ) دو روپے

معین القرا

اے محترم مسلمانوں تلاوت قرآن مجید سے پہلے اس رسالہ کو ضرور مطالعہ کر لو تاکہ خدا کا کلام صحیح پڑھا جا سکے۔ قیمت صرف ۳ر

محرم نامہ

خواجہ حسن نظامی صاحب کی زریں تصنیف خلافت کے جھگڑوں کا مفصل حال جنگ جمل و صفین کی کیفیت اور معرکہ کربلا کا بیان محرم میں پڑھنے کے قابل قیمت عمر

یزید نامہ

محرم نامہ کے بعد اس کا مطالعہ کرنا نہایت ضروری ہے اس کے پڑھنے سے مظالم بنی امیہ کا نقشہ نظر آ جاتا ہے قیمت عہر

طمانچہ بر رخسار یزید

خواجہ صاحب کا لکھا ہوا بے حد دلچسپ ناول جس میں اشرار بنی امیہ کی خفیہ بداعمالیوں اور بیہودہ سازشوں کو بے نقاب کیا ہے قیمت عہ

انجام یزید

ملک الکلام حضرت قوی مرحوم کا بے نظیر ڈرامہ قابل دید رسالہ ہے قیمت صرف دس آنہ (۱۰ر)

ظلم یزید

جرجی زیدان اڈیٹر الہلال مصر کے تاریخی کتاب کا ترجمہ قابل دید قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے عہ

سوانح عمری جناب فاطمہ

زہرا بنت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مستند و مبسوط۔ قیمت صرف آٹھ آنے (۸ر)

بنی فاطمہ

چالیس قسم کے نقلی سیدوں کا تذکرہ اور سید بننے کے اسباب۔ علمائے فریقین کے حوالے سے مزین قیمت صرف ۶ آنے

مدح لاجواب

مولانا محمد الیاس صاحب کے بہترین قصائد جن کو پڑھ کر وجدانی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے قیمت ۲ر

نقشہ کربلا شریف

فوراً طلب فرمائیے اس سے گھر کی بھی زینت ہے اور ایمان کی بھی جلا قیمت فی درجن ۲ر

ملنے کا پتہ۔
امیر بک ایجنسی کوچہ روح اللہ خان دہلی